

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 24 اگست 2004 بمطابق 7 رجب المرجب 1425 ہجری بروز منگل بوقت صبح دس بجکر تیس

منٹ پریزیدارت جناب اسپیکر الحاج جمال شاہ کا کڑ بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

مولانا عبدالمتمین آخوندزادہ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ

الرَّحِيمِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمِ ۝

ترجمہ: آیا تمہارے پاس رسول ﷺ تم میں کا بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچے حریص ہے تمہاری

بھلائی پر ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے پھر بھی اگر منہ پھیریں تو کہہ دے کہ کافی ہے مجھ کو اللہ کسی

کی بندگی نہیں اسکے سوا اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا۔ صدق اللہ العظیم

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کیلئے اجلاس کا وقفہ ہے اور گھنٹی بجائی

جائے۔

جناب اسپیکر: (پانچ منٹ ہو گیا کورم ابھی تک پورا نہیں ہوا) پانچ منٹ میں اور موقع دیتا ہوں اسکے بعد

میں اجلاس ملتوی کرتا ہوں۔ پانچ منٹ اور گھنٹی بجائی جائے۔

میر عبد الرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): جناب اسپیکر! ابھی آپ نے جوتی کر دی ہے آپ بھی

بجاء ہے اس میں تھوڑی سی اگر ٹائمنگ کی تبدیلی کر دی جائے تاکہ کچھ مواقع مل جائیں لوگ تیار ہو کے

آتے ہیں اور آج ویسے اسمبلی کا بھی آخری دن ہے تو میں ذاتی طور پہ آپ سے یہ request کرونگا کہ آج کا دن تو ذرا چلنے دیں کچھ کارروائیاں اچھی نظر آ رہی ہیں اور لوگ تقاریر بھی کریں گے تو بجائے دس بجے کے اگر آپ گیارہ بجے کر لیں تو میرے خیال میں وہ زیادہ بہتر ہونگے۔

جناب اسپیکر: میر صاحب! میں نے دس بجے اناؤنس کیا تھا ابھی ساڑھے دس بجے ہے۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): بالکل میں مانتا ہوں کہ آپ نے دس بجے کہا ہے اور اب ساڑھے دس بج رہے ہیں تو کوئی ایسا مناسب ٹائم رکھ لے جس میں کورم بھی پورا ہو اور ایوان کی عزت بھی رہے اور لوگوں کا کام بھی ہو بہت دور دراز سے ممبر آتے ہیں اور ان کی پارٹی سپیشن بڑی لازمی ہوتی ہیں تھوڑی سی اگر آپ نرمی کر لیں تو میری request یہی ہے۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر! میری تجویز بھی یہی ہے کہ اجلاس گیارہ بجے ہو۔

جناب اسپیکر: آپ روز میں دیکھیں صبح کس ٹائم اجلاس ہوتا ہے کیونکہ روز میں یہ چیز کلیئر ہے روز میں تو نوبت ہے۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): سر! ویسے اگر روایات دیکھیں گے تو نیشنل اسمبلی اور سینٹ کے بھی اجلاس آدھے گھنٹے دیر سے شروع ہوتے ہیں سر! ماشاء اللہ ابھی تو کورم پورا ہو گیا پوزیشن والے تشریف لے آئے۔

جناب اسپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ «وقفہ سوالات» اب جناب نسیم تریالی صاحب اپنا سوال نمبر دریافت کریں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر! یہ جو ملازمین کی 15% ہے باقی صوبے لے رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب! پہلے سوالات ختم کریں بعد میں اس پر آپ کو بولنے کا موقع دیں گے۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: ٹھیک ہے جناب! پھر آپ کی خدمت میں گزارش کریں گے۔

جناب اسپیکر: جی نسیم صاحب! آپ اپنا سوال نمبر پکاریں۔

☆472 محمد نسیم تریالی: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

مالی سال 2003-04 کے بجٹ کی PSDP کی تعلیمی شمارہ نمبر 603 میں ڈل

اسکولوں میں بجلی کے کنکشن اور ری وائرنگ کرنے کا ذکر ہے۔ لہذا اب تک کون کونسے اسکولوں میں مذکورہ کام ہو چکے ہیں اور کن کن اسکولوں کا کام باقی ہے؟ حلقہ وار تفصیل دی جائے خصوصاً ضلع قلعہ عبداللہ کے اسکولوں میں بھی بجلی کنکشن اور ری وائرنگ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ بتلائی جائے؟

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): مذکورہ اسکیم تاحال زیر غور ہے اور اس کا PC.1 تکمیل کے مراحل میں ہے۔

اسکولوں کے انتخاب کے وقت تمام ضلعوں کی نمائندگی کا خیال رکھا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: جی صدیقی صاحب!

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): سوال نمبر 472 کا۔ سوال میں تفصیل نہیں دی گئی ہے میں پڑھ کر سناتا ہوں جواب یہ ہے کہ مذکورہ اسکیم کے تحت 78 ڈل اسکولوں کو فراہمی بجلی اور ری وائرنگ کے لیے منتخب کیا گیا تھا جس میں سے جھل مگسی کے لیے منتخب کردہ دو اسکولوں کی رقم استعمال نہیں کی گئی تھی اور ضلع سبی کے ایک اسکول میں مرمت کی ضرورت نہیں تھی جب کہ بقیہ 75 اسکول محکمہ مواصلات و تعمیرات کی رپورٹ کے مطابق کام مکمل کر لیا گیا ہے مذکورہ اسکیم کے تحت قلعہ عبداللہ کے دو اسکولوں گورنمنٹ بوائز ڈل اسکول کلی محمد آباد اور گورنمنٹ گرلز سوئی کاریز میں کام مکمل کر لیا گیا ہے۔

جناب اسپیکر: صدیقی صاحب یہاں تو جواب نہیں ہے یہ کہاں سے آپ پڑھ رہے ہیں۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب اسپیکر! یہاں پر سوال کا جواب نہیں آیا ہے تو جواب اب میں خود تیار کر کے لایا ہوں۔

جناب اسپیکر: تو نسیم کو اسکی کاپی مہیا کی گئی ہے۔

محمد نسیم تریائی: جناب اسپیکر! ہمیں تو کاپی نہیں ملی ہے یہاں لکھا ہے کہ زیر غور ہے۔

جناب اسپیکر: صدیقی صاحب! کی کاپی نہ میرے پاس ہے نہ نسیم خان صاحب کے پاس تو وہ سپلیمنٹری کیسے کریں گے آپ خود بتائیں۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! ہمیں جو جواب پروائیڈ کیا گیا ہے اس میں یہ ہے کہ مذکورہ اسکیم تاحال

زیرغور ہے اور اس کا پی سی ون تکمیل کے مراحل میں ہے اسکولوں کے انتخاب کے وقت تمام ضلعوں کی نمائندگی کا خیال رکھا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: جی ہاں میرے پاس بھی یہی جواب ہے صدیقی صاحب! آپ اس طرح کر لیں نئے جواب کی ایک ایک کاپی آپ ہمیں مہیا کر دیں یہ آپ کسی کو دے دیں وہ فوٹو اسٹیٹ کاپی نکالیں پھر ان کو سپلیمنٹری کا موقع دیں گے اگلا سوال نمبر۔

☆473 محمد نسیم تریائی: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

مالی سال 2003-04 کے بجٹ کی PSDP کے سریل نمبر 644 میں کن کن ہائی اسکولوں کا درجہ بڑھایا گیا ہے اور کن اسکولوں کو آپ گریڈ کرنے کا ارادہ ہے؟ حلقہ وار تفصیل دی جائے۔ نیز کیا قلعہ عبداللہ کے ہائی اسکولوں کو بھی آپ گریڈ کرنے کی تجویز حکومت کے زیرغور ہے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو وجہ بتلائی جائے؟

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): موجودہ پالیسی کے تحت ہائی اسکولوں کا درجہ کالج کی سطح تک نہیں بڑھایا جاتا بلکہ جہاں جہاں کالج کی ضرورت ہوتی ہے وہاں براہ راست انٹر کالج کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے فی الوقت ضلع قلعہ عبداللہ میں کسی نئے بوائز کالج کے قیام کا منصوبہ زیرغور نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے کوئی ضمنی سوال؟

محمد نسیم تریائی: جناب! اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ قلعہ عبداللہ میں بوائز کالج کا کوئی منصوبہ زیرغور نہیں۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی کہ وجہ کیا ہے اور منصوبہ کیوں زیرغور نہیں؟ اس کی وجوہات کیا ہیں۔

جناب اسپیکر: جی صدیقی صاحب!

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جہاں تک ہمارے ممبر موصوف صاحب کا سوال ہے وہ ہائی اسکولوں میں سینڈری کلاسز شروع کرنے کا ہے چونکہ وہ پی ایس ڈی پی میں اسکیم تھی اس کا ہم نے پہلے exercise کیا تھا جو کہ نا کام ہوا تھا اور پی ایس ڈی پی میں کوئی پچیس اسکول دیئے گئے تھے اور یہ اسکیم ہم نے کسی بھی ضلع میں شروع نہیں کی تھی یہ تو بالکل قلعہ عبداللہ میں ہوا ہے کلاسیں بھی شروع ہو چکی ہیں اور site selection بھی ہوا ہے اور ابھی ہم کام شروع کر رہے ہیں یہ ہائی سینڈری کے متعلق ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں یہاں پر آپ نے یہ لکھا ہے اور اس نے وہاں کالج کا ذکر نہیں کیا ہے اور پی ایس ڈی پی کا پوچھا ہے کہ کن کن ہائی اسکولوں کا درجہ بڑھایا گیا ہے اور کن اسکولوں کو آپ گریڈ کرنے کا ارادہ ہے حلقہ وار تفصیل دی جائے نیز قلعہ عبداللہ کے ہائی اسکولوں کو بھی کوئی تجویز آپ گریڈ کرنے کی زیر غور ہے اچھا یہ تو ہے اسکول کی آپ گریڈ کی۔۔۔ یہاں آپ نے جواب دیا ہے کہ موجودہ پالیسی کے تحت کالج کی سطح تک درجہ نہیں بڑھایا جاتا ہے بلکہ جہاں کالج کی ضرورت ہوتی ہے وہاں براہ راست انٹر کالج کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے فی الوقت قلعہ عبداللہ میں کسی نئے بوائز کالج کا منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: ادھر آپ نے لکھا نہیں ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): ہو سکتا ہے لکھائی میں کوئی غلطی ہو۔ لکھائی کی غلطی ہو۔

جناب اسپیکر: جی آپ کا ارادہ ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جی ہے۔

جناب اسپیکر: کب ہوگا۔

محمد نسیم تریائی: جناب! انہوں نے کہا ہے کہ قلعہ عبداللہ میں بوائز کالج کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں۔ حالانکہ اگر چھپلی پی ایس ڈی پی دیکھ لیں۔ اس میں قلعہ عبداللہ میں کے لئے باقاعدہ ایک کالج منظور ہوا ہے اس نے جواب میں تو یہ دیا ہے ملروہاں پر منظور ہوا ہے اور وہاں پر صرف اس کا مسئلہ یہ تھا کہ انہوں نے اپنے منظور نظر جگہ پر لگانا چاہتے تھے حالانکہ قلعہ عبداللہ کا ضلعی ہیڈ کوارٹر قلعہ عبداللہ بازار ہے جہاں پر آٹھ ہائی اسکول اس کونزدیک پڑتے ہیں۔

جناب اسپیکر: نسیم صاحب! یہ اور سوال ہے۔

محمد نسیم تریائی: جناب اسپیکر! نیا منصوبہ تھا اور اس نے جواب میں کہا ہے کہ کوئی منصوبہ زیر غور نہیں اب ان سے یہ پوچھا جائے کہ یہ کالج کہاں پر گیا ہے۔ اڑھائی کروڑ روپے کا یہ منصوبہ ہے۔

عبدالنجید خان اچکزئی: جناب! میں اس میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ چھپلی پی ایس ڈی پی میں ہمیں ایک کالج دیا گیا تھا بوائز انٹر کالج گلستان کے نام سے پھر آٹھ نو مہینے مذکورہ وزیر صاحب اپنی پارٹی

کے لئے کبھی عبد الحمید کراس پر کبھی میزنی اڈا اور کبھی کہاں اور کبھی کہاں اور تقریباً نو مہینے دانستہ طور پر کام نہیں چھوڑا ہے ورنہ ہم نے سائٹ سلیکٹ کی تھی جگہ بھی دی تھی غیر متنازع جگہ تھی زمین بھی مفت۔ اور آخر ٹائم تک اس کو نہیں چھوڑ رہے تھے۔

جناب اسپیکر: ضلع کے اندر تو بنا ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: نہیں جناب! انٹر کالج فار بوائز گلستان۔ یہ پی ایس ڈی پی میں نام تھا۔

جناب اسپیکر: یہی پی ایس ڈی پی میں نام تھا؟

عبدالمجید خان اچکزئی: اس کا وہ اپنے جلسے میں کبھی میزنی اڈا پر اس کا اعلان کرتے تھے اور کبھی کہاں پر۔

جناب اسپیکر: اور یہ چکر نہ پڑے کہ گلستان کہاں تک ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: گلستان ایک شہر کا نام ہے۔

جناب اسپیکر: آس پاس اس کے مضافات کتنے ہیں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: مضافات تو ہر جگہ ہیں ان کا اپنا اپنا نام ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): مسئلہ یہ ہے کہ جہاں تک ہمارے ممبر موصوف صاحب کی بات ہے اور ہم نے ان کے سوال کا جواب دیا ہے جہاں تک کالج کا سوال ہے ظاہر ہے سائٹ سلیکشن ان کی مرضی پر تو نہیں یہ تو ممبران کی مرضی پر ہوگا تین چار جگہ اس کیلئے بتائے تھے اور اسی طرح ہمارے دو اور ممبر حضرات نے باقاعدہ ایک لیٹر دیا تھا کہ اس کو گلستان سے شفٹ کر کے قلعہ عبداللہ میں رکھیں میں نے اس کو base بنا کر وہاں پر ایک ٹیم بھجوائی تھی اور انہوں نے تمام سائٹ کا معائنہ کیا تھا جو سائٹ سلیکشن انہوں نے کیا تھا اس کو ہم نے propose کیا ہوا ہے۔ اس میں میزنی اڈا، قلعہ عبداللہ بازار اور ساتھ الرحمن زئی بھی تھا اس میں سے ہم نے کسی سائٹ کو تو propose کرنا تھا اور محکمے نے جو propose کی ہوئی ہے وہ دیا ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: اس میں جو نام دیا گیا ہے گلستان انٹر کالج میں یہی مسئلہ ہمارے آریس ای میں بھی آیا تھا گلستان ایک چھوٹے سے علاقے کا نام ہے گلستان کے معنی گلستان عنایت اللہ کاریز ہے۔ جو گلستان

کا رقبہ ہے اور یہاں پر جو پٹوار سرکل بنا ہوا ہے گلستان ایک خاص جگہ کا نام ہے اور ہم اگر خانوزئی میں انٹر کالج رکھیں گے تو اسمیں برشور بھی آ جائے گا۔ کیونکہ خانوزئی اور برشور ہر علاقے کا اپنا نام ہے۔ اس پر ہم گیارہ مہینے سے لگے رہے ہیں اور یہاں پر ان کے سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان کو پتہ بھی ہے وہ اس کو اصل جگہ پر نہیں چھوڑ رہے تھے۔

جناب اسپیکر: صدیقی صاحب! وہاں پر اسکیم میں گلستان کا نام تھا؟

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): گلستان لفظ بے شک موجود ہے اور ہم نے حالات کو بھی دیکھنا ہے گلستان بازار میں ہمارا ایک ہائی اسکول تھا اور اس کی کیا پوزیشن ہے آپ اس کا بھی پوچھ لیں کیا ہم کروڑوں روپے کا منصوبہ اس طرح رکھ لیں کہ کل اس کو کوئی نہ پوچھے۔ اس طرح سے تو ہم اپنے منصوبے نہیں رکھ سکتے ہیں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب! انہوں نے اپنے لئے چار انٹر کالج پسند کئے ہیں اور ہمارے نو ہائی اسکولوں کیلئے انہوں نے آخر دم تک ایک انٹر کالج نہیں چھوڑ رہے تھے۔ نیت میں کھوٹ تھی اور اس میں اور کچھ نہیں تھا زمین بھی تھی سب کچھ تھا اور وہاں ہم رہ رہے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر کچھ نہیں تھا وہ اسکول بھی آپ لوگوں کی وجہ سے گیا ہے۔

عبدالرحیم زیا رتوال: جناب اسپیکر! جس بات کا ہم بار بار رونا رو رہے ہیں وہ یہ ہے کہ سید حمید کراں پر ارد گرد تو آبادی ہوگی؟ وہاں پر نہ کوئی پرائمری اسکول ہے نہ مڈل اور نہ ہائی۔ اور وہ اس کو سید حمید کراں کے لئے propose کر رہے ہیں اب گلستان کے نام پر پی ایس ڈی پی میں آیا ہے اب ہمارے ٹریشری پنجر کے ساتھی ہمارے ساتھ یہ زیادتی کرتے ہیں کہ جس علاقے کا نام اس میں آیا ہے اور جہاں کے لئے یہ منظور ہوا ہے پی ایس ڈی پی میں یہ reflect ہے اس reflect scheme کو کبھی میزنی اڈا پہنچا دیتے ہیں کبھی سید حمید کراں کبھی عبدالرحمن زئی۔ جناب! یہ ٹھیک نہیں ہے اور جس جگہ کے لئے یہ اسکیم reflect ہوئی ہے پی ایس ڈی پی میں اس کو اسی جگہ چھوڑنا چاہئے اور وہاں پر زمین ہے۔

جناب اسپیکر: رحیم صاحب! کالج کی جگہ کا انتخاب ہے یہ انتظامی معاملہ ہوتا ہے وہ حکومت کی پالیسی کے تحت بنتا ہے وہ ڈیپارٹمنٹ بھی اس میں دیکھتا ہے ژوب میں بھی اس طرح کے کئی مسائل تھے یہاں میں

ایک چیز کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں ثوب میں بھی کالج اور اسکول کی پرپوزل آئی تھی اسی وقت اور ڈیپارٹمنٹ اور حکومت کی پالیسی کی تحت وہ پانی ہوا اور law and order اور یہ سب حکومت نظر میں رکھ کر سائٹ کا انتخاب کرتی ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب اسپیکر! بات یہ ہے کہ اگر سائٹ سلیکشن میں مرضی دیکھیں تو میرے خیال میں آپ کو بھی پتہ ہے کہ ان کے آپس میں بھی اختلاف ہے نسیم تریائی صاحب کوئی اور جگہ پر پوز کر رہے ہیں اور مجید خان صاحب کوئی اور جگہ۔ اور اسی طرح میزنی اڈا والے اور قلعہ عبداللہ بازار والے اس میں ان سب کی مختلف رائے تھی ظاہر ہے کہ۔۔۔۔۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! ہمارے آپس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: مجید خان صاحب آپ سنیں آپ کیوں جذبات میں آتے ہیں۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب اسپیکر! ہم اگر انکی تجاویز کو مدنظر رکھ کر اگر ایک سائٹ پہ چلیں گے تو ظاہر ہے تو ان کی مرضی پہ تو سائٹ سلیکشن تو نہیں ہوتا یہ تو محکمہ نے کرنا ہے اس دن تمام حالات مثلاً سیکورٹی، پانی، ہوا اور طالب کو بھی مدنظر رکھنا ہے اب ظاہر ہے کہ ہم نے جتنے بھی کالج بنائے ہیں وہ کلی سے پانچ چھ کلومیٹر دور باہر ہیں اس لیے کہ اکثر ہمارے کالجوں میں ہڑتال ہوا کرتی ہے جس سے بازار بھی متاثر ہوتا ہے ان کے لیے مشکلات ہوتی ہیں تو ہم اسکو اس لیے ایک سائٹ پہ بنا لیتے ہیں سائٹ سلیکشن ہم اس طرح کیا کرتے ہیں اب شہر میں تو نہیں بن سکتا ہے اسی تحصیل میں واقع عبدالرحمن زئی جہاں ہم نے سائٹ سلیکٹ کیا ہے وہ بھی اسی گلستان تحصیل میں واقع ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب! ہر ممبر کا سائٹ سلیکٹ محکمہ کرتا ہے یا خالی میرے حلقے کا سائٹ آپ سلیکٹ کر رہے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ لوگ مذاق کر رہے ہیں گلستان میں بی ایچ یو سینٹر وہاں بنا ہوا ہے اس کی جگہ ہم آراچی سی دیا تھا آراچی سی سہگی تقریباً 18 سال سے بی ایچ یو کام کر رہا ہے وہاں پہ ہم نے آراچی سی دیا تھا انہوں نے اس کو کلی عبدالرحمن زئی میں رکھ دیا بالکل ٹھیک ہے کہ آپ عبدالرحمن زئی کو آراچی سی دے دیں مگر وہاں پہلے بی ایچ یو بنالے جناب اسپیکر! اپنی پارٹی کے ساتھی کو خوش کرنے کے لیے جہاں پہ بی ایچ یو نہیں ہے وہاں پہ یہ آراچی سی بنا رہے ہیں۔ جہاں پہ کوئی چیز

نہیں ہے وہاں پہ یہ کالج بنا رہے ہیں میرے حلقے کی اسکیم ہے میرے کہنے پر پی ایس ڈی پی میں ڈالا گیا وہ اس فلور پہ کہہ دیں کہ گیارہ مہینے سے اسکولوں کوں نے روکا بھی نہیں ہے۔ سائٹ ہم پسند کریں گے محکمہ والے ہمارے ساتھ چلیں جائیں جیسے ہم نے دوسرے آرائیج سی سینٹر کا فیصلہ کیا تھا اسی طرح ہم یہ کر لینگے ایک بندہ فٹبال کے میچ میں ہائی اسکول کا اعلان کرتا ہے۔ جناب اسپیکر! ہمارے وزیر داخلہ صاحب نے عبدالرحمن زئی میں فٹ بال میچ کے دوران انہوں نے اعلان کیا تھا کہ میں آپ کو دو تھانے دیتا ہوں یہ کہاں کا مذاق ہے یہ ہمارے علاقے میں فٹبال میں کے دوران کہ میں سارے گاؤں کو ہائی سکول دیتا ہوں۔ تو میٹرک کی بنیاد پر میرے حلقے کا کالج ہے نام بھی اسکا میرا ہے اور جگہ بھی ہم نے مفت دی ہے اگر اس میں اور کوئی قباحت نہیں ہے تو وہ اسکو چھوڑ دیں ہم وہاں پہ بنا لینگے۔

جناب اسپیکر: جی زیارتوال صاحب!

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! اس میں بنیادی طور پر مسئلہ یہ ہے گلستان جو ہے تمام آبادی کا مرکز ہے جب انہوں نے اس کالج کو گلستان سے نکالنے کی بات کی پھر نسیم نے کہا کہ میزنی اڈا سے تو بڑا سینٹر عبداللہ خان ہے اس نے یہ نہیں کہا ہے کہ اسکو یہاں سے اٹھاؤ فلاں جگہ بناؤ ہم سب اس پہ متفق ہے کہ اسکو گلستان میں ہونا چاہیے انہوں نے پھر دوسری تجویز دی۔ میزنی اڈا کے بارے میں انہوں نے کہا اور سیکرٹری صاحب کو بتایا تھا کہ میزنی اڈا سے عبداللہ خان ہے اگر آپ گلستان میں خواہ مخواہ نہیں بنانا چاہتے ہیں لیکن بات اصل میں یہ ہے کہ گلستان کے لیے منظور ہوا ہے وہیں بننا چاہیے جو بھی آپ کمیٹی بنائیں گے اگر انہوں نے کوئی دوسری جگہ سلیکٹ کی جب مرکز ہے اور اس میں سب کچھ ہے اس میں پانی بھی ہے اور روڈ بھی۔ تو اسکو وہاں سے ہٹانا کہیں اور بنانا یہ کہاں کا انصاف ہے اور یہی ہمارا رونا ہے کہ ہمارے ساتھ یہی زیادتی ہو رہی ہے جو چیز آتی ہے اس پر بھی قسم اٹھا لیتے ہیں کہ اس کو بننے نہیں دینا ہے۔ میں وزیر ہوں اور میں نے یہ کرنا ہے تو یہ ٹھیک نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: ابھی آپ نے کون سا سائٹ دیا ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب اسپیکر صاحب! میں نے پہلے وضاحت کی کہ سائٹ سلیکشن ظاہر ہے کہ کمیٹی کی رپورٹ کو سامنے رکھ کر ہم نے کرنا ہے۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! ٹیکنیکل رپورٹ آپ کے سامنے ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب اسپیکر! اس میں ٹیکنیکل یہ ہے کہ گلستان بازار میں ہائی اسکول ہے ہم بیشک بنا سکتے ہیں انکے کھڑکی دروازے تک لے گئے ہیں جناب اسپیکر! اگر ہم کالج بنائیں تو اسکا بھی وہی حشر ہوگا ہم کروڑوں روپے کا منصوبہ خاک میں ملادیں؟

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! مولانا صاحب ایسی بات نہ کریں۔ نہ دروازہ کی بات ہے نہ اینٹ کی انٹر کالج، بوائز اسکول اب بھی گلستان میں موجود ہے ہسپتال سب کچھ موجود ہے ہم نے آپ نے کہا تھا کہ نوہائی اسکولوں کے بھیج میں ہم نے آپ کو سہگی کا علاقہ دیا تھا کہ آپ وہاں جا کے بنالیں۔

جناب اسپیکر: آپ ذرا روایات صحیح کریں ادھر بات کریں ڈائریکٹ بات نہ کریں ہم کوشش کر رہے ہیں کہ مسئلہ حل کریں اور آپ خواہ مخواہ مسئلے کو خراب کر رہے ہیں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! صحیح ہے ان کے سیکرٹری صاحب نے خود ہمیں بتایا کہ اس کو وہ نہیں چھوڑ رہے اس میں کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے ہمارے اسکول ہمارے علاقوں میں۔ وہ اپنے ساتھیوں کے لیے اعلان کر رہے ہیں اگر ان کو دلچسپی ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے وہ جا کر خانوزئی سے ایک کالج دے دیں ہم نے انکو کہا ہے کہ عبدالرحمن زئی میں ہمیں لڑکیوں کے لیے مڈل اسکول چاہیے وہ نہیں دے رہے ہیں اگر ہم پی ایس ڈی پی میں بڑی مشکل سے ایک یادو اسکیم ڈال دیتے ہیں تو وہ آ کر کے اس کا فیتہ کاٹ دیتے تھے پچھلے دنوں میری روڈ اور واٹر سپلائی کا بھی افتتاح کیا تھا پتہ نہیں کہ اسکے بعد اسکا کام چل رہا ہے یا نہیں۔ تو جناب اسپیکر! یہ سائٹ جو وہ بتا رہے ہیں یہ کوئی متنازعہ سائٹ ہے وہاں پر جھگڑا ہے ہم نے سہگی بازار دیا ہوا ہے نورک سلیمان خیل، عبدالرحمان زئی، سہگی، دونگی اور دوسرے تیسرے گیارہ ہائی اسکول کے بیچ میں ہم ایک انٹر کالج چاہتے ہیں یہ ہمارا حق ہے اور ہمارا گلستان کا اسکول بی فور پارٹیشن ہائی اسکول تھا 1942 میں ہمارا اسکول ہائی تھا اب ہمارا حق 55 سال کے بعد نہیں بنتا ہے کہ ہمیں ایک انٹر کالج دیا جائے اور اسکے سائٹ سلیکشن میں ہم اسکے محکمے والوں کے بالکل ساتھ جائیں گے جہاں وہ چاہتے ہیں وہاں پہ بنا چاہیے مگر وہ علاقہ موجود ہے سہگی کا علاقہ موجود ہے جناب اسپیکر! میں نے یہ بھی کہا تھا کہ جہاں بھی بی ایچ یو ہے وہاں پہ ہمیں آرا بیچ سی دیا جائے لیکن انہوں نے آرا بیچ سی کو ایسی جگہ پہ رکھا

ہے کہ وہاں کچھ بھی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جی حافظ صاحب!

حافظ حمد اللہ (وزیر صحت): جناب اسپیکر! یہ آرا بیج سی کی بات بار بار ہو رہی ہے میں مجید خان اچکزئی صاحب کی خدمت میں عرض کروں کہ اگر انکو سہگی کے عوام سے محبت ہے مجھے یہ مشورہ دیتے ہیں کہ عبدالرحمن زئی کے بجائے آپ سہگی میں بنالیں بی بیج یو تو آپ ایسا کریں عنایت اللہ کاریز میں جو پانچ گھر ہیں اس میں آپ آرا بیج سی بنا رہے ہو وہ آپ سہگی میں بنالیں آپ ہمیں کیوں کہتے ہیں کہ عبدالرحمن زئی میں تقریباً تیس پینتیس مساجد ہیں آپ ایسا کریں جو عنایت اللہ کاریز کے جو پانچ گھر آباد ہیں اس میں آپ کروڑ روپے کی اسکیم بنا رہے ہو اگر سہگی کے عوام کے ساتھ آپ کو محبت ہے تو یہ وہاں سے ہٹا کر سہگی میں بنا دو۔

عبدالمجید خان اچکزئی: نہیں مولانا صاحب ساری گڑ بڑ آپ لوگوں کی وجہ سے ہو رہی ہے اگر پانچ گھر ہیں تو یہ definition کون دے رہا ہے کہ پانچ گھر ہیں جناب اسپیکر! ایسی کوئی بات نہیں ہے آرا بیج سی گلستان جو میں بنا رہا ہوں اپنے گاؤں میں وہ 50 سال پہلے آرا بیج سی گلستان بازار میں تھا اور ابھی بھی موجود ہے لیکن جھگڑے کی وجہ سے وہ برباد ہو گیا تھا اس کا نیافلٹ ہم نے اسی گلستان میں دیا ہے اس میں کوئی پانچ گھر والی بات نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جی عبدالرحیم صاحب!

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! یہاں پہ کرائیٹیئر یا انگریز کے دور میں ہائی اسکول بنا تھا اور ہائی اسکول بی فور پارٹیشن انہوں نے دیا تھا 1942 میں اور آج کہہ رہے ہیں کہ پانچ گھر ہیں تو آپ اسکو پانچ گھر نہیں وہاں پہ ایک محمود خان رہ رہے ہیں اور اس کے لیے ہم فلاں چیز مانگ رہے ہیں اسوقت نہ محمود خان تھے اس وقت انگریز تھے اور انگریز complete ایک کرائیٹیئر یا کے مطابق چیز سلیکٹ کرتے تھے اور بناتے تھے آج کرائیٹیئر یا اگر violate ہے تو جناب اسپیکر! with due respect آپ کے ساتھیوں کیوجہ سے ہیں کسی بھی کرائیٹیئر یا کا خیال نہیں کرتے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں آپ نے چھ یا سات لڑکوں پہ ہائی اسکول کیسے دیا ہے؟ میں آپ کو ثابت کر کے دیتا ہوں لیکن جناب اسپیکر! آپ لوگ کرتے

رہے ہیں لیکن کم سے کم ہمارا due right جو بن جاتا ہے جو منظور ہوا ہے اسکو آپ کیوں change کرتے ہیں انگریز کوئی پاگل تھے کہ انہوں نے بی فور پارٹیشن ہائی اسکول وہاں عنایت اللہ کاریز میں بنا دیئے آپ نے آج تک اس کلی میں کچھ بھی نہیں ہے آپ رولر سینٹر دے رہے ہیں کس رول کے تحت کوئی قاعدہ قانون یا کرائیٹیئر یا مجھے بتادیں کہ انکے مطابق ہم کام کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: OK آپ تشریف رکھیں پہلے اس مسئلہ کو حل کرتے ہیں۔

شفیق احمد خان: جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: شفیق صاحب آپ تشریف رکھیں پہلے گلستان کا مسئلہ حل کرتے ہیں۔

شفیق احمد خان: جناب اسپیکر! مختصر۔

جناب اسپیکر: جی بولیں لیکن مختصر۔

شفیق احمد خان: جناب اسپیکر! پانچ اسکولوں کی اپ گریڈیشن کے لئے application move کی جس نے کوئٹہ شہر میں کسی اسکول کو بھی اپ گریڈ نہیں کیا جیسا کہ ان کے قلعہ عبداللہ کیساتھ اس میں پورا تمام سوال آتا ہے کہ پورے بلوچستان کی بات انہوں نے پوچھی ہیں تو کوئٹہ شہر میں جو پانچ ٹی اینڈ ٹی کالونی کے اسکول کا لکھا تھا عبداللہ جان گرلز اسکول اور چھکا بائڈل اسکول کا میں نے لکھا تھا لیکن انہوں نے کسی اسکول کو اپ گریڈ نہیں کیا اور نہ ہی کوئی اضافی کمرے دیئے تو ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کوئٹہ بلوچستان میں نہیں ہے آپ کا یا جو ایجوکیشن کافنڈ ہے وہ کوئٹہ کے تعلیمی اداروں کے لیے نہیں ہے جبکہ کوئٹہ کی آبادی تقریباً سولہ لاکھ سے بھی تجاوز کر چکی ہے۔

جناب اسپیکر: OK شفیق صاحب جی مجید خان صاحب!

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! صرف ایک بات اسی مسئلہ کے حل کے لیے ایک تجویز ہے۔ آپ میرے ساتھ میرے گاؤں چلیں جناب اسپیکر! صرف دو گھنٹے کا راستہ ہے۔ آپ کو میں سارا علاقہ دکھا دیتا ہوں پھر آپ پر ہم یہ بات چھوڑ دیتے ہیں کہ اگر آپ نے یہ کہا کہ کالج فلاں جگہ یہ بننا چاہیے اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا کسی فارغ دن آپ میرے ساتھ چلیں انشاء اللہ آپ کو کھانا بھی کھلا دیں گے۔

جناب اسپیکر: اچکزئی صاحب please جی مولانا صاحب!

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب اسپیکر! ذرا انصاف سے کام لیا جائے یہ سائٹ سلیکشن میں نے دیا ہے ظاہر ہے تو ان کی ہر طرف ہائی اسکول موجود ہیں اب ان میں سلیمان خیل بھی ہے سہگی بھی ہے عبدالرحمان زئی میں دو ہائی اسکول موجود ہیں اور حبیب زئی میں ہائی اسکول موجود ہے یہ سارے اسکولوں کے سینٹر میں ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ صرف گلستان سینٹر ہے اگر گلستان سینٹر ہو جائے تو نورک سلیمان خیل، سہگی، جہاں ہمارے محترم صاحب سہگی پر پوز کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: صدیقی صاحب! اس پر کام شروع ہوا ہے؟ عبدالرحیم زیارتوال آپ بولیں۔
عبدالرحیم زیارتوال: میں قسم سے ثابت کر دوں گا کہ انہوں نے بیٹھکیں بنائی ہیں اور بیٹھک کے لئے وہاں بلڈنگیں دے رہی ہیں۔ مولانا ستار کو بارہ لاکھ کی بلڈنگ بیٹھک کے لئے دیا ہے۔
جناب اسپیکر: آپ جذبات میں نہ آئیں۔

عبدالرحیم زیارتوال: عوام کے پیسے تھے آپ نے کس بنیاد پر دیئے ہیں وہاں پر آج تک پرائمری اسکول نہیں ہے۔ بلڈنگیں دی ہیں آپ خدا سے نہیں ڈرتے ہیں؟
جناب اسپیکر: رحیم صاحب میں کہتا ہوں آپ تشریف رکھیں۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! سوڈیٹھ سو بچے شلٹریس اور درخت کے سائے تلے بیٹھے ہوئے ہیں یہ کہاں کا انصاف ہے۔ حضرت عمر کے انصاف کا دعویٰ کرتے ہیں وہاں پر انہوں نے بلڈنگ نہیں دی ہے مولوی ستار کو دی ہے میرے حلقے میں انہوں نے دی ہے کس بنیاد پر دی ہے کس لئے دی ہے؟
جناب اسپیکر: اوکے۔

عبدالرحیم زیارتوال: یہ زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔ اور اگر یہ کرتے ہیں تو اس کے لئے ہمارے پاس راستے ہیں۔

جناب اسپیکر: اوکے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب! ممبر صاحب جذباتی ہو رہے ہیں میں نے اس فلور پر پہلے بھی کہا تھا کہ آپ نے جو دعویٰ کیا تھا کہ اس نے بیٹھک بنا دی ہے۔ میں نے چیلنج کیا تھا وہ اس چیلنج کو قبول نہ کر سکے۔ اور اس فلور پر۔۔۔۔۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! آپ کسٹوڈین ہیں اسی مہینے اسکول بند کر کے شفٹ کیا گیا ہے اور بلڈنگ دی گئی ہے اور اس بلڈنگ سے قریب دو فرلانگ پر پہلے ایک پرائمری اسکول موجود ہے میں کیسے قبول نہیں کرتا ہوں چلو ابھی میں نے قبول نہیں کی ہے ایسی بات کرتے ہیں۔ آئیں آج مجھے یہ چیلنج قبول ہے۔ تم نے ایک تحصیل میں تین کالج دیئے ہیں آپ نے خانوزئی، برشور میں کالج دیا۔ فلاں جگہ دیا اور اٹھائیس ٹل اسکول دیئے اپنے حلقے میں ہائی اسکول دیئے ہیں باقی صوبہ حق نہیں رکھتا؟ کیونکہ آپ منسٹر بن گئے ہیں جو کچھ کرنا چاہے آپ کریں گے۔ for gods sake جناب انہوں نے یہ کیا ہے۔ جناب! یہ نہیں چھوڑتے ہیں سید حمید کراس پر انہوں نے کالج propose کیا ہے for good sake نہ کوئی کئی ہے نہ کوئی آبادی ہے نہ فلاں ہے کس بنیاد پر آپ یہ کر رہے ہیں reflect اسکیم کو آپ کیسے تبدیل کر سکتے ہیں اگر آپ نے تبدیل کرنی ہے تو ایوان میں لے آؤ۔ جہاں سے منظور ہوئی ہے آپ کس بنیاد پر کرتے ہیں۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب اسپیکر صاحب! ممبر صاحب کو یہ علم ہونا چاہیے۔ سائٹ سلیکشن ان کا نہیں ہوگا وہ ہم ہی کرتے ہیں۔ سائٹ سلیکشن پی ایس ڈی پی میں نہیں ہوتا ہے نہ اس میں شامل ہے۔ عبدالمجید خان اچکزئی: مولانا صاحب! آپ اپنے حلقے میں جو ٹل یا ہائی اسکول یا فلاں بنا رہے ہیں اس کا سلیکشن آپ نے کیا ہے یا محکمے نے؟ عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): محکمے نے کیا ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: صوبے میں ان کی تعداد کتنی ہے؟

جناب اسپیکر: اچکزئی صاحب! بغیر اجازت نہ بولیں۔ سوال پر بحث کی اجازت نہیں ہے قاعدہ (50) کے تحت کسی سوال پر پیشگی تحریری نوٹس دینا پڑتا ہے۔ اب یہ مسئلہ حل کر دیں گے۔ صدیقی صاحب! میں اب سوال پوچھتا ہوں بحث کی اجازت نہیں ہے۔ جی آپ کی تجویز ہے۔

جان محمد بلیدی: جناب! جہاں ڈی میرٹ ہوتا ہے تو وہاں شور شرابا بھی ہو جاتا ہے اور یہ سلسلہ ان دوستوں کا نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: آپ تجویز دیں گے۔

جان محمد بلیدی: جناب! جس طرح سب کو شکایتیں ہیں اور میں یہ کہنا مناسب سمجھتا ہوں اور ہم مناسب نہیں سمجھتے ہیں وزیر صاحبان یہ کرتے ہیں اور ہر جگہ یہ ہو رہا ہے اور ایک فرلانگ کے فاصلے پر اپنے کسی دوست کو نوازنا جس طرح ڈاکٹر محمد اسماعیل محلہ میں پرائمری اسکول۔ میں پورے ڈیڑھ سال سے ایم پی اے ہوں میرے کہنے پر کوئی اسکول نہیں کھلا ہے لیکن اس کو دیا گیا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں جناب! اس پورے معاملے میں ایک کمیٹی بنائیں اور وہ اس پورے معاملات کی تحقیقات کرے اور اس کا کوئی حل نکالے۔ کیونکہ یہ جو ڈی میرٹ ہو رہا ہے عام طور پر یہ ہمارے ایم ایم اے کے دوست کر رہے ہیں۔ اور یہ نامناسب عمل ہم سمجھتے ہیں۔

جناب اسپیکر: اوکے صدیقی صاحب! اب اس پر کام شروع ہوا ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): ٹینڈر ہوا ہے کام ابھی تک شروع نہیں ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: سائٹ سلیکٹ ہوئی ہے؟

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جی ہوئی ہے۔

جناب اسپیکر: تو یہ ڈیپارٹمنٹ نے سلیکٹ کی ہے؟

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جی ڈیپارٹمنٹ نے سلیکٹ کی ہے۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری، ڈی سی او اور کون کون تھے؟

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): سب نے کی ہے ہم نے ٹیم ڈائریکٹ بھجوائی تھی وہ جا کر دیکھیں ان کو تین

سائٹ بتا دیا تھا کہ آپ میزنی اڈا، قلعہ عبداللہ اور سپین نٹوئی دیکھ لیں۔ اس نے سب کو دیکھا ہے۔ اور

عبدالرحمن زئی کو سلیکٹ کیا گیا ہے۔

جناب اسپیکر: انہوں نے جا کر دیکھا ہے؟

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جی انہوں نے سب کو جا کر دیکھا ہے۔ آخر میں عبدالرحمن زئی کو سلیکٹ

کیا ہے۔ (مداخلت)

عبدالحمید خان اچکزئی: جناب! اس میں ڈی سی، ناظم اور آپ کے اپنے سیکرٹری صاحب موجود ان تین

چار بندوں کی کمیٹی بنا دیں وہ سائٹ سلیکٹ کریں۔ ابھی وہ نام بتا رہا ہے فلور پر سپین نٹوئی۔ یہ بارڈر

ایک کلومیٹر پر ہے یہ میرے حلقے کی آخری کلی ہے۔
جناب اسپیکر: صدیقی صاحب! سیکرٹری ہیلتھ۔ سیکرٹری ایجوکیشن، قلعہ عبداللہ کے ڈی سی او اور آپ۔
آپ جا کر چاروں سائٹ دیکھ لیں۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب اسپیکر صاحب! سائٹ سلیکشن ہو چکا ہے اس میں کسی اور کمیٹی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ظاہر ہے محکمے نے جس جگہ کو propose کیا ہے اسی جگہ پر بنے گا۔ اور اسی جگہ کالج بننا چاہیے ایک سال اسی جگہ لے میں گزارنے اب ہم اس کے لئے مزید کمیٹی بنائیں گے۔ پھر وہ دیکھے۔

جناب اسپیکر: نہیں کمیٹی آپ کے ڈیپارٹمنٹ کی ہو۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر! میری ایک تجویز ہے اس میں ایک تو پورے بلوچستان کا جائزہ لیا جائے اگر کمیٹی اس ڈیپارٹمنٹ کی بھٹائی جاتی ہے تو already منسٹر صاحب کے ماتحت ہوتا ہے جناب اسپیکر صاحب! اس میں یہ کرنا چاہیے کہ حلقے کے جتنے ایم پی ایز ہیں وہاں انکو آڑی کے لئے ان کو بھی شامل کیا جائے تاکہ وہ دیکھیں اور اگر کمیٹی والے یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں پر آبادی زیادہ ہے یہاں پر ہونا چاہیے۔ تو میں سمجھتا ہوں وہ سب سے بہتر ہوگا۔

عبداللہ محمد خان اچکزئی: یہ ہمارے منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ سائٹ سلیکٹ ہوگئی ہے۔ یہ سارے ایم ایم اے کے جلسے میں ہوتے ہیں۔ کوئی میرٹ نہیں ہے اسکے لئے۔ ڈیپارٹمنٹ سے کوئی پوچھتا ہی نہیں ہے۔ ہمیں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا حال معلوم ہے کہ انکے سیکرٹری کس قدر باختیار ہیں یہ ہمیں پتہ ہے۔ اگر وہ باختیار ہوتے تو وہ سوپرائمری اسکولوں میں آپ کے خیال میں اُس کو بچپس یا چالیس ہمارے منسٹر کے حلقے میں نظر آتے ہیں۔ اور پورے صوبے میں کوئی اسکول اُسکو نظر نہیں آتا۔ کوئی میرٹ وغیرہ نہیں ہے۔ جب سے ہمارے منسٹر صاحب اس ڈیپارٹمنٹ میں آئے ہیں اُس نے ایجوکیشن کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔

جناب اسپیکر: اچکزئی صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ جی حافظ صاحب!

حافظ حمد اللہ (وزیر صحت): جناب اسپیکر! میرے خیال میں یہ اسمبلی فلور ہے اس میں تسلی سے بات کرنا نرمی

کے ساتھ انشاء اللہ ہم سنیں گے جس طریقے سے بات ہو۔ بار بار ایم ایم اے کا ذکر کرنا یہ ایم ایم اے کی حکومت ہے۔ ایم ایم اے کو انیلیشن حکومت کا ایک حصہ ہے۔ ہر ایک کا اپنا ڈیپارٹمنٹ ہے وہ ڈیپارٹمنٹ کو وہاں سائیٹ پہنچوا کے سائٹ وہ سلیکٹ کرتا ہے۔ اگر وہاں حلقہ انتخاب کا ایم پی اے کہتا ہے کہ میری رائے کے مطابق وہاں سلیکشن ہو۔ میرے خیال میں مجھے معلوم ہے میرا بھی قلعہ عبداللہ سے تعلق ہے نسیم تریائی چاہتے ہیں کہ یہ کالج قلعہ عبداللہ خان بازار میں ہو۔ میزنی والے چاہتے ہیں کہ یہ میزنی بازار میں ہو۔ مجید خان صاحب چاہتے ہیں کہ یہ گلستان فلاں جگہ میں ہو۔ تو جب اتنی تجاویز سامنے ہوں تو پھر منسٹر یا ڈیپارٹمنٹ کیا فیصلہ کرے؟ وہ فیصلہ کرنا چاہیے، وہ راستہ اختیار کرنا چاہیے تاکہ علاقے کے مفاد میں ہو۔ علاقے کے عوام کے مفاد میں ہو۔ جہاں تک بات یہ ہے کہ ایم ایم اے نے سارا مسئلہ خراب کیا ہے تو ہمارے ایسی اپوزیشن میں ایسے ممبر حضرات ہیں جب یہ سیلاب آیا بعض علاقوں میں بارش ہوئی تو دو کروڑ روپے تقریباً ایک کروڑ روپے وہاں لوگوں کو دیا گیا منتخب نمائندوں کو جہاں سیلاب کی وجہ سے جو گھر خراب ہو چکے تھے جس کا تعلق جمعیت سے تھا ان کو ایک پیسہ بھی نہیں دیا گیا ہے۔ اسی کے سائٹ پر بالکل پانچ فٹ پر جو پشتونخواہ سے تعلق رکھتا ہے ان کو دیا گیا ہے۔ جب آپ کی ترجیحات یہ ہیں کہ ہمارے ساتھیوں کو آپ نظر انداز کرتے ہیں۔ ان کو بھی سیلاب نے غرق کر دیا گیا ہے ان کے گھروں کو غرق کیا ہے تباہ کیا ہے۔ لیکن ان کو آپ نہیں دیتے ہیں لیکن جو پشتونخواہ کے نظر آتے ہیں ان کو دیتے ہیں۔ بالکل دے دیں ہمارا کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن ان کا بھی حق بنتا ہے۔ جو سائٹ سلیکٹ ہو چکی ہے جیسے کہ منسٹر ایجوکیشن کہتے ہیں ڈیپارٹمنٹ کے through سے میرے خیال میں اس پر کسی بھی کمیٹی کی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ سائٹ سلیکٹ ہو چکی ہے وہاں جس نے کمیٹی نے جو پروپوزل propose کیا ہے بس وہی پروپوزل صحیح ہے میرے خیال میں۔ اگر لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ ایم ایم اے والے کرتے ہیں تو وہ جانیں اور انکی رائے جانیں ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں آپ کی بحث سے جو میں نے اخذ کیا۔ منسٹر پورے بلوچستان کا منسٹر ہے کسی پارٹی کا نہیں۔ ایم پی اے جہاں پہ کامیاب ہوتا ہے وہ پورا حلقے کا نمائندہ ہے۔ اگر یہ لوگ کام کر رہے ہیں تو صرف اپنی پارٹی کے لئے کر رہے ہیں وہ بھی غلط کر رہے ہیں۔ اور اگر منسٹر کر رہے ہیں وہ

بھی غلط کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ایک دفعہ کسی کونمانڈرگی مل جائے۔ بیشک کسی پارٹی کے ہی ٹکٹ پہ آجائے لیکن پھر اُسکا اخلاقی فرض بنتا ہے کہ وہ اپنا پورا حلقہ کا نمائندہ بن کے کام کرے۔ تو میرے خیال میں اسمیں زیارتوال صاحب۔۔۔ (ڈبیک بجائے گئے)

عبدالرحیم زیارتوال: میں عرض کروں گا بہتان تراشی یہ بہت بُری عادت ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں آپ custodian ہیں ہمارے house کے۔ ہم آپ کو ہر اسمیں ملوث بھی کرتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے۔ میں جناب! ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ جن دو کلیوں پہ پانی چلا گیا تھا ان میں اگر ایک بھی بندے کو جسکا گھر خراب ہوا ہے اُسکو چھوڑا گیا تھا تو میں مجرم ہوں۔ لیکن تہمت لگانا یہ تو کر سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ اسمیں ذرا تمیز کریں کہ پی ایس ڈی پی میں ایک اسکیم reflect ہے نام سے۔ why you change it۔ یہ کس بنیاد پہ؟

جناب اسپیکر: اسکا میں جواب دیتا ہوں۔ یہ پہلے بھی آپ نے کہا۔ یہ آپ کی بات صحیح ہے کہ ایک چیز کسی نام سے آیا لیکن ہمارے معاشرے میں یہ بھی ہوا ہے کہ حالات کی وجہ سے وہ چیز بالکل ضلع سے بھی وہ surrender ہوا ہے۔ وہ تو ہوتا ہے۔ چیلنج تو ہوتا رہتا ہے۔ لیکن وہ ہمارے ضلعوں میں حالات کو دیکھ کر حکومت نے اس چیز کو بالکل surrender کیا ہوا ہے کہ بھئی یہاں پہ نہیں ہونا چاہیے۔ منظور چیز۔ عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! آپ کے پاس انکے پاس ایک بھی آدمی نہیں آیا ہے کہ آپ اسے گلستان میں نہ بنائیں۔ آپ کی اپنی interest یہاں سے آپ چلتے ہیں اور اُسکو وہاں چیلنج کرتے ہیں۔ منظور ہے۔ ریفلکٹ ہے پی ایس ڈی پی میں ہے گلستان میں ہے۔ اُسکو آپ کیوں گیند بنا کے ادھر ادھر پھینک رہے ہیں اور ہم لوگوں پہ بہتان تراشی کر رہے ہیں۔ خدا کیلئے ایسی بات نہیں ہے۔ ہم اتنے گرے ہوئے نہیں ہیں جتنا یہ کر رہے ہیں۔ جناب! ان کو روکیں ان چیزوں سے۔ اور اگر آپ نہیں روک سکتے ہیں آپکے بس کی بات نہیں ہے پھر ہمیں روکنے کے بھی طریقے آتے ہیں۔ صدیقی صاحب ہم بھی اس وطن کے رہنے والے ہیں۔ ہم تو کوئی وہاں سے وہ نہیں ہیں۔

حافظ محمد اللہ (وزیر صحت): جناب اسپیکر! اُس دن سینئر منسٹر کی اپنی تقریر میں اُس نے کہا تھا کہ مجید خان کو ہم نے ہسپتال دیئے ہیں کالج دیئے ہیں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: اچھا کالج دیئے ہیں تو کہاں پہ؟

مولوی نور محمد (وزیر خوراک): جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی۔

مولوی نور محمد (وزیر خوراک): زیارتوال صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ حافظ صاحب بہتان تراشی کر رہے ہیں۔ وہاں ہرنائی میں دو مدرسہ ہیں جنہیں سیلاب لے گیا۔ اب تک ان مدرسوں کو انہوں نے ان دو کروڑ روپے میں سے ایک پیسہ بھی نہیں دیا۔ باقی ذمہ دار کو تو چھوڑیں جنکا جمعیت سے تعلق ہے۔ یہی دو مدرسہ ہم ابھی بھی آپ کو دکھا سکتے ہیں۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! دوسری بات یہ ہے۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

مولوی نور محمد (وزیر خوراک): XXXXXXXXXX

عبدالرحیم زیارتوال: مدرسے کہاں پہ ہیں۔

جناب اسپیکر: مدرسے بھی ایجوکیشن میں آتے ہیں بھئی۔ (مداخلت۔ شور) آپ سنیں۔

عبدالرحیم زیارتوال: اس طرح نہیں ہو سکتا ہے۔ آپ کی مرضی کے مطابق ایک کام بھی نہیں ہو سکتا ہے

اس طرح جو آپ کا رویہ ہے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ (مداخلت۔ شور)

جناب اسپیکر: آپ تین چار کھڑے ہیں۔ کچھول صاحب!

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! اب اس حالات میں نور محمد صاحب نے بھی XXXXXXXXXX اُسکا

خیال ہے کہ میں XXXXXXXXXX لیکن بات یہ ہے اگر میرے ریکارڈ میں اُس کئی کیلئے پیسے میں نے مختص

نہیں کئے تھے میں دُنیا کا مجرم ہوں۔ میں ثابت کر کے دکھاؤں گا اور یہ بھی اُس بہتان تراشی میں شامل ہو

گئے ہیں۔ وہ مدرسہ اب تک نہیں بنا ہے۔ اُن کلیوں کے لئے بھی اب تک وہ بند نہیں بنے ہیں وہ کام ابھی

تک التواء میں ہے ابھی شروع ہوا ہے مکمل نہیں ہوا ہے۔ یہ سب کام ہو جائیں گے لیکن آپ جب

XXXXXXXX آپ کی اتنی XXXXXXXXXX (مداخلت۔ شور)

جناب اسپیکر: آپ بغیر اجازت کے نہ بولیں۔

کچھول علی ایڈووکیٹ (قائد حزب اختلاف) اس مسئلے کو ختم کریں۔ انہوں نے اس مسئلے کو اتنا اچھالا ہے

کہ سارا ٹائم جا رہا ہے۔ اور پھر دوسری کارروائیاں بھی ہیں۔

حافظ حمد اللہ (وزیر صحت): آپ مجھے بات کرنے دیں کچھ صاحب کی بات پھر بعد میں آئے گی۔ میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کچھ صاحب آپ ذرا بات غور سے سنیں آپ کے ساتھ اتنی xxxxxxxx کر رہے ہیں۔ آپ ہمارے ہاں مدارس کی باتیں کیوں کرتے ہیں سمجھائیں اپنے ساتھیوں کو۔

(مداخلت۔ شور۔ مائیک بند کر دیئے)

جناب اسپیکر: سنیں کچھ صاحب آپ چار کھڑے ہیں۔ آپ ایک بات کریں۔ تشریف رکھیں عبدالمجید اچکزئی صاحب۔ جی آپ کچھ فرما رہے تھے۔

کچھ صاحب علی ایڈووکیٹ: جناب والا! انہوں نے ایک ذمہ دارانہ الفاظ ادا کیئے۔

جناب اسپیکر: جی کیا بات؟

کچھ صاحب علی ایڈووکیٹ: xxxxxxxx ہم نے تو کوئی بات ہی نہیں کی۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب اسپیکر: کچھ صاحب آپ سنیں میں حل کرتا ہوں۔ حافظ صاحب! حافظ صاحب!

(مداخلت۔ شور۔ اس مرحلے پر جناب اسپیکر نے مائیک بند کر دیئے)

جناب اسپیکر: کچھ صاحب! آپ سنیں۔ آپ کو اس لئے کہا تھا کہ چونکہ آپ اپوزیشن لیڈر ہیں۔ آپ سے مقصد۔۔۔۔۔ (مداخلت۔ شور۔ مائیک بند)۔

جناب اسپیکر: کچھ صاحب! میری بات سنیں۔ آپ کو اس لئے کہا کہ چونکہ آپ انکے سربراہ ہیں اپوزیشن لیڈر ہیں۔ ان ساتھیوں کا گلہ بھی وہ آپ کو دے رہے تھے۔ جی۔

عبدالمجید خان اچکزئی: یہ xxxxxxxx کے الفاظ واپس لیں۔

حافظ حمد اللہ (وزیر صحت): یہ ہو نہیں سکتا۔

کچھ صاحب علی ایڈووکیٹ: اگر اس نے xxxxxxxx کے الفاظ۔۔۔۔۔

حافظ حمد اللہ (وزیر صحت): ہمارے دینی مدارس کے خلاف انہوں نے جو الفاظ ادا کیئے ہیں وہ بھی واپس لے لیں۔ یہ ہمارے مذہب اور ایمان پہ حملہ کیا ہے آپ نے۔

کچھ صاحب علی ایڈووکیٹ: دیکھیں اگر مذہب اور ایمان آپ کا ہے تو ہمارا بھی ہے۔ آپ لوگ مذہب اور

ایمان کے XXXXXXXXXX نہ بنیں ہم بھی مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوئے ہیں ہم بھی مسلمان ہیں۔
جناب اسپیکر: کچکول صاحب! آپ دو کھڑے ہیں ایک بولیں۔ جی۔

عبدالرحیم زیا رتوال: جناب اسپیکر! جیسے یہ صاحب فرما رہے ہیں وزیر موصوف صاحب فرما رہے ہیں۔
اگر واقعتاً ایسا ہے میں بالکل انکے پاؤں پہ پڑا ہوں۔ لیکن میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ایسا نہیں۔ آپ کو
کسی نے کہا ہوگا۔ میں تو fact and figure سے بات کرتا ہوں ایسی بات نہیں کرتا ہوں۔ جس
مدرسے کی وہ بات کر رہے ہیں سیلاب آیا ہے اُسکی دیوار گری ہے میں نے اُسکے لئے خود پیسے رکھے ہیں۔
ہم وہ نہیں ہیں کہ اس مدرسے کو یا جو طالبان ان میں رہ رہے ہیں اُس کو ہم protection نہیں دے
رہے ہیں؟ میں نے دیئے ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ ہے کہ تمام چیزیں التواء میں پڑی ہیں۔ ہمارے پیسے
روک دیئے گئے ہیں۔ وہ کام اب تک نہیں ہوا ہے اتنی سی بات ہے۔ لیکن میں ثابت کر کے آپ کو دوں گا
وہ ریکارڈ کہ میں نے اسکیم scheme propose کی ہے۔ نہ ہم مدرسے کے خلاف ہیں نہ ہم
نے مدرسوں کے خلاف بات کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم مدرسے کو فنڈز نہیں دیتے ہیں۔
یہ مجید خان صاحب کی اپنی مرضی ہے کہ فنڈز دیتے ہیں کہ نہیں۔ لیکن آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ مدرسوں کے
خلاف ہیں یہ الفاظ یہ خود واپس لے لیں۔ ہم نے یہ نہیں کہا ہے اور نہ ہم نے یہ بات کہی ہے۔ میں نے خود
پیسے دیئے ہیں میں آپ کو اُسکا ریکارڈ بھی دے دیتا ہوں۔

جناب اسپیکر: بہر حال جتنے بھی الفاظ اگر پشتونخواہ کے دوستوں نے کہا ہے اور ایم ایم اے کے دوستوں کو
بُرا لگا ہے ان الفاظ کو بھی حذف کیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح جتنے بھی الفاظ ایم ایم اے کے دوستوں نے
کہا اور اپوزیشن کے دوستوں کو بُرا لگا ہے ان کو بھی حذف کیا جاتا ہے۔

کچکول علی ایڈووکیٹ: جناب! الفاظ تو آپ نے حذف کر دیئے لیکن انہوں نے ایسے الفاظ استعمال کئے
ہیں لہذا وہ اپنے الفاظ واپس لے لیں۔ آپ نے تو حذف کر دیا لیکن ہم نے تو ایک جملہ ہی نہیں بولا۔
جناب اسپیکر: کچکول صاحب! برداشت کا مادہ پیدا کرو۔

جناب اسپیکر صاحب کے حکم سے غیر پارلیمانی الفاظ کا رروائی سے حذف کر دیئے گئے XXXXXXXXXX

چکول علی ایڈووکیٹ: برداشت کا مادہ ایسا نہیں ہوتا ہے میرے خیال ان کے پاس پارٹی ہے تو ہمارے پاس بھی ہے۔ وہ معلوم نہیں اپنے کو کیا سمجھتے ہیں لیکن ہم لوگ انہیں بھائی سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ہمارے سر پہ چڑھ جائیں۔ ہم شرافت کا مظاہرہ کر رہے ہیں آگے سے وہ ہمیں threat کر رہا ہے۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ ہمارے وزیر موصوف نے یہ کہا تھا کہ ہماری حکومت ہے اور ہم لوگوں کو اختیارات حاصل ہیں جو بھی کریں۔ دیکھیں مقننہ کو اس لئے برتری حاصل ہے کہ وہ قانون، رول اور پالیسی بنا دیتی ہے اس کے بعد یہ نہیں کہ وہ قانون بنا کر کسی کو قتل کرے تو سزا یافتہ نہیں ہوگی وہ پالیسی بنائے اور پالیسی کو تھوڑے وہ اسکے لئے اعتراف جرم نہیں ہوگا؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ حکومت کا بالکل privilege ہے کہ وہ قانون بنا دے ضابطہ بنا دے رولز اور پالیسی بنا دے جب اس نے پالیسیاں بنا دیں اگر اس نے اس کے برخلاف کوئی ایکشن لی وہ اس کے زد میں آئیگی اور یہ نہیں کہ بغیر قانون اور رول کے وہ خود ہی معیار مقرر کرے کہ اسکولز کس طرح بنائے کتنے اسٹوڈنٹس پر اسٹاف دیا جائے اور کس طرح up grade کرنا چاہئے۔ یہ criteria حکومت بنا دے اگر وہ کہتا ہے کہ پانچ بچے پرائمری اسکول میں ہیں اس کو up grade کر دیں گے تو یہ قانون بنے گا۔ بالکل یہ ان کے لئے criteria ہے۔ اگر وہ کہتا ہے کہ پچاس اسٹوڈنٹس جس پرائمری اسکول میں ہو تب اس کو up grade کیا جائے گا پھر جو پانچ بچوں والی پرائمری اسکول ہے اس کو up grade نہ کریں۔

جناب اسپیکر: پندرہ منٹ باقی ہے وقفہ سوالات کے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! اس میں ہمارے گلستان کالج والا مسئلہ جو ہے جس پر تقریباً ایک گھنٹہ بحث بھی ہوئی اب اس کا حل آپ نے کیا نکالا۔

جناب اسپیکر: اس کا حل نکالیں گے میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وقفہ سوالات کے اب محض پندرہ منٹ باقی ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! آپ وقفہ سوالات کے مقررہ وقت کو مزید بڑھا سکتے ہیں؟

جناب اسپیکر: نہیں اس کے لئے ایک گھنٹہ مقرر ہے کیونکہ اور بھی کارروائی ابھی تک باقی ہے۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! یہ آپ کے اختیار میں ہے۔ جب کسی دن کسی سوال پر طویل بحث ہو

تو اس مقررہ وقت کو ایک گھنٹہ بڑھا سکتے ہیں۔

محمد نسیم خان تریالی: جناب اسپیکر! وقفہ سوالات کے ٹائم کو بڑھا دیں کیونکہ ایک سال کے بعد ہمارے دو تین سوالات آئے ہیں اور وہ بھی منسٹر صاحب جان بوجھ کر ادھر ادھر کر کے جواب دے رہے ہیں وہ اس میں مکمل طور پر ناکام ہے اور ایجوکیشن کی منسٹری نہیں چلا سکتے ہر جگہ پہ گھیلے ہوئے ہیں لہذا میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی وزارت سے اسی وقت استعفیٰ دے دیں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر منسٹر ایجوکیشن نے ہمارا ایک گھنٹہ ضائع کیا کیونکہ وہ سمجھ نہیں سکتے اور مسئلے کو حل نہیں کر سکتے اور اس میں اتنی استطاعت ہے نہیں۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر! یہ ڈیپارٹمنٹ کسی اور کو دے دیں کیونکہ وزیر موصوف اس کو نہیں چلا سکتے کوئی اچھا اور expert بندہ کو دے دیں جو ایجوکیشن کو سمجھ سکیں ایماندار ہو سب کو الٹیایاں ہو اس میں۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب اسپیکر! ہمارے دوست ایسے ہی جذباتی ہو رہے ہیں ہم نے جس طرح ایجوکیشن کو چلایا ہے انشاء اللہ یہ دو سال کا میں ثابت کر ادوٹنگا کہ جو کام دو سال میں ہوا ہے وہ پچپن سال میں نہیں ہوا ہے۔ اس لئے ہمارے دوست تعلیم دشمن ہیں۔ وہ نہیں چاہے کہ میں منسٹر ہوں اس لئے وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ استعفیٰ دے دیں۔ بابا میں آپ کی مرضی پر استعفیٰ دے دیتا ہوں اور نہ ہی آپ کی مرضی سے شامل ہوں۔

اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب اسپیکر: جی۔

اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر صدیقی صاحب جذباتی ہو رہے ہیں لیکن اگر ہم حقائق پر چلے جائیں کوئٹہ شہر جیسے کہ صدیقی صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ دو گھر ہے وہاں پانچ گھر ہیں لیکن کوئٹہ شہر کا پروف موجود ہے کہ یہاں آبادی ہے بلوچستان کی سب سے بڑی آبادی یہاں میں صدیقی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ انہوں نے کون کون سے پرائمری اور مڈل سکولز up grade کئے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئٹہ کے کالجوں کے

متعلق ایک کمیٹی بنائی گئی تھی اس میں ہمارے اپوزیشن کے ساتھی بھی تھے اور کچھ سیکرٹری صاحبان اور چیف سیکرٹری صاحب بھی۔ ہم نے کالجوں کے دورے کیے اور ایک ایک چیز نوٹ کی جس میں اسٹوڈنٹس، ٹیچرز اور کالج کے مسائل لیبارٹریز میں جن چیزوں کی کمی تھی وہ تمام نوٹ کر کے اپنی سفارشات مرتب کر کے ان کو دے دیں۔ انہوں نے کمیٹی بنائی ہم سب کا منہ بند سفارشات لپیٹ کر ڈبے میں ڈال دیا ان مسائل کے حل کے لئے ایک proper کمیٹی ہونی چاہیے جو پورے بلوچستان میں اس وقت ایجوکیشن کے ساتھ ظلم و زیادتیاں ہو رہی ہیں اس کے حوالے سے ایک کمیٹی بنائی جائے تاکہ اس کی انکوائری ہو ہمارا جو تعلیمی نصاب ہے اور تعلیم کا جو حال ہے تاکہ وہ صحیح ڈگر پر چلیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اسمبلی فلور پر ایک کمیٹی constitute کی جائے۔

شفیق احمد خان: جناب اسپیکر! کوئٹہ پر ہر حالت میں نظر رکھی جائے اگر کوئٹہ کو نظر انداز کیا گیا تو یہ اسمبلی نہیں چل سکے گی۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! آپ نے وزیر موصوف صاحب کے بارے میں پچھلے اجلاس میں رولنگ دی تھی کہ ایوان آپ کی کارکردگی سے مطمئن نہیں۔
جناب اسپیکر: اب میں رولنگ دے رہا ہوں لہذا کسی نے نہیں بولنا ہے۔

(رولنگ)

سوال نمبر 1473 اسٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم کے حوالے کیا جاتا ہے۔ کمیٹی اپنے چیئرمین کا انتخاب کر کے اگلے اجلاس سے قبل اپنی رپورٹ اسمبلی میں پیش کریں۔

جناب اسپیکر: next question No 474 نسیم تریائی صاحب۔

☆474 جناب محمد نسیم تریائی: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

رواں مالی سال کی PSDP میں تعلیمی کالم کے شمارہ نمبر 582 میں تجویز کردہ 26 مل اسکولوں میں سے کس معیار اور پیمانہ کے تحت کن کن اسکولوں کا درجہ بڑھایا گیا ہے حلقہ وار تفصیل دی جائے؟

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): کسی بھی مل اسکول کو ہائی کا درجہ دینے کیلئے مندرجہ ذیل معیار کو مد نظر رکھا

جاتا ہے:-

- 1- اسکول میں طلباء کی تعداد- 2- فیڈنگ اسکولوں کی تعداد- 3- ذرائع آمدورفت کی سہولیات-
 - 4- نزدیک ترین موجودہائی اسکول سے فاصلہ- 5- طلباء کی اسکول تک رسائی-
- مذکورہ اسکیم تاحال زیر غور ہے اور منظوری کیلئے مجاز اتھارٹی کو ارسال کیا گیا ہے۔

جناب اسپیکر: نسیم صاحب! کوئی ضمنی؟

محمد نسیم خان تریائی: جناب اسپیکر! میں نے ان ڈلا اسکولوں کی لسٹ مانگی ہے جن کو ہائی کا درجہ دیا گیا ہے۔ لیکن جواب میں ان کا ذکر نہیں اس کی وجوہات کیا ہیں؟

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب اسپیکر! اگر سوال پر نظر رکھی جائے اس میں رواں مالی سال کی (پی ایس ڈی پی) میں تعلیمی کاموں کے شمارہ نمبر 582 میں تجویز کردہ 26 ڈل اسکولوں میں سے کس معیار و پیمانہ پر کن اسکولوں کا درجہ بڑھایا گیا ہے۔ حلقہ وار تفصیل دی جائے جس کے جواب میں ہم نے یہ کہا ہے۔ کہ کسی بھی ڈل اسکول کو ہائی کا درجہ دینے کے لئے مندرجہ ذیل معیار و پیمانہ کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ اسکول میں طلبہ کی تعداد۔ فیڈنگ اسکولوں کی تعداد، ذرائع آمدورفت کی سہولیات، نزدیک ترین موجودہ اسکول سے فاصلہ اور طلباء کی اسکول تک رسائی۔ مذکورہ اسکیم تاحال زیر غور ہے اور منظوری کے لئے مجاز اتھارٹی کو ارسال کیا ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ رواں مالی سال کے (پی ایس ڈی پی) میں تعلیمی کاموں کے شمارہ نمبر 582 تجویز کردہ 26 ڈل اسکولوں میں سے کس معیار اور پیمانے کے تحت کتنا اسکولوں کا درجہ بڑھایا گیا ہے؟ حلقہ وار تفصیل دی جائے سوال تو یہ ہے اور جواب یہ ہے کہ کسی بھی ڈل اسکول کو ہائی کا درجہ دینے کیلئے مندرجہ ذیل معیار کو مد نظر رکھا جاتا ہے آپ اس میں ضمنی کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

محمد نسیم خان تریائی: جناب اسپیکر! میں یہ پوچھتا ہوں کہ کن اسکولوں کا درجہ بڑھایا گیا ہے۔ وزیر موصوف نے ان کا نام نہیں دیا ہے۔ بلکہ یہ کہا ہے کہ تاحال زیر غور ہے۔

جناب اسپیکر: جی صدیقی صاحب!

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب اسپیکر! ان کا بھی تک فیصلہ نہیں ہوا وہ ابھی تک زیر غور ہے۔

محمد نسیم خان تریائی: جناب اسپیکر! میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ چھبیس اسکولز یہ ہیں جو کہ وزیر موصوف کہتا ہے کہ زیر غور ہے جبکہ انہوں نے تمام approval دی ہے جس کا نام میں پڑھ سکتا ہوں۔ کن کن ضلع کو دیا ہے۔ جان بوجھ کر سوالات کے جواب غلط دے رہے ہیں۔

شاہ زمان رند: سپلیمنٹری کی وضاحت ابھی تک جناب اسپیکر صاحب! میں نے وزیر موصوف سے سوال کیا اس نے جواب ہی نہیں دیا۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): کلی ناصر ان کے متعلق آپ سب جانتے ہیں کہ ان کی ایک دم آبادی بڑھ گئی تھی وہاں قریب کوئی ہائی اسکول نہیں تھا ظاہر ہے کہ ہم نے پرائمری اسکول کو ہائی کا درجہ دیا نہیں جی نہیں وہاں پشتونخواہ والے ہیں جمعیت والے نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر: شفیق صاحب! please

شاہ زمان رند: میں کہہ رہا ہوں کہ دوڈل اسکولوں کا میں نے کہا تھا وہاں آبادی بھی زیادہ ہے وہاں گنجائش بھی ہے اور وہاں ضروری ہے کہ ڈل کو ہائی کا درجہ دیا جائے لیکن ان چھبیس میں سے ایک کو بھی نہیں دیا گیا لیکن یہاں ایک پرائمری کو جھٹکے میں جو ہے ہائی کا درجہ دیا گیا اور اس کے علاوہ اگر وزیر موصوف یہ کہتے ہیں کہ مجھے اطلاع نہیں دی میں نے چھٹیچروں کا اس کو کہا اب تک وہ بھی وہاں پر نہیں لگائے گئے وہ ٹرانسفر تک نہیں ہوتا ہے میں کہتا ہوں پھر ہمارے ضلعے میں جتنی بھی زیادہ آبادی ہو میرے خیال سے آپ گریڈیشن وہاں نہیں ہو پائے گا۔

جناب اسپیکر: OK جی۔

حافظ حمد اللہ (وزیر صحت): جناب اسپیکر! یہ شاہ زمان رند بھی شاہ ہے اور احسان شاہ صاحب بھی شاہ ہے شاہ کو شاہ ہی کنٹرول کر سکتا ہے ہم کنٹرول نہیں کر سکتے ہیں نہ آپ۔

اختر حسین لاگو: جناب اسپیکر! میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: سپلیمنٹری نہیں سپلیمنٹری زیادہ ہوگی۔

اختر حسین لاگو: نہیں سر! میں وضاحت چاہوں گا ان سے کہ کلی ناصر ان اسکول کو تو آپ گریڈ کر دیا لیکن کلی اسماعیل پرائمری اسکول کی آج تک بلڈنگ ہی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: بات سنیں لاگو صاحب! اتنے وسائل تو نہیں کہ سب مسئلے ایک ساتھ حل ہو جائیں۔
 اختر حسین لاگو: پاکستان بننے سے پہلے کا وہ پرائمری اسکول ہے اور اب تک دو کمروں کے کچے مکان میں
 وہ اسکول ہے تو اس کے لئے کمروں کی منسٹر صاحب تکلیف نہیں کر رہے ہیں اور کلی ناصران میں وہ کونسی
 کشش تھی جو منسٹر صاحب کو پہلی مرتبہ کونٹہ میں کسی حلقے میں کسی اسکول کو آپ گریڈیشن کی طرف اس کی
 توجہ دلائی۔

جناب اسپیکر: OK وقفہ سوالات ختم ہو رہا ہے، جی پانچ منٹ اب میں نے دے دیا۔
 کچول علی ایڈووکیٹ: پھر ہم لوگ بھی تعاون نہیں کریں گے آپ یہ سوالات لائیں۔
 محمد نسیم خان تریالی: جناب اسپیکر! یہ سوالات تو پہلے ایک سال سے بہت لیٹ ہو رہے ہیں ابھی صرف تین
 سوال ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں ابھی چار سوال ہوئے ہیں۔ بات سنیں چار سوال ہوئے ہیں دس سوال باقی ہیں۔
 محمد نسیم خان تریالی: وہ مختصر مختصر کر دیں گے۔

جناب اسپیکر: نہیں ان سوالات کو اب next کارروائی کے لئے رکھیں گے۔
 محمد نسیم خان تریالی: یہ مختصر ہیں جناب اسپیکر! آپ سے request ہے کہ بہت ہی عوامی مسئلے ہیں۔
 کچول علی ایڈووکیٹ: پہلے بھی ہم لوگوں نے سوال کیئے ہیں آپ دوسرے دنوں میں انہیں نہیں رکھیں ابھی
 یہ جو اسمبلی چل رہی ہے آپ دیکھیں ہم تو ان سے سوال کرتے ہیں لیکن وہ نہیں سدھرتے ہیں اگر آپ اسی
 طرح ہمارے ان سوالوں کو ختم کر دیں ہم تو کہتے ہیں پھر جو law proceeding ہے ہم لوگ اس
 میں حصہ نہیں لیں گے ہمیں ٹائم دیں ہماری سر! ادب کیساتھ یہ التجاء ہے کہ ہمیں یہ جو اس وقت حکومت کا جو
 رویہ ہے ماسوائے سوال کرنے کے اگر ہم لوگ ان سے سوال نہ کریں اور اسی طرح ہم انہیں چھوٹ دیں
 آپ کے وزیر داخلہ سے ہم لوگوں نے جو سوالات کیئے تھے وہ چلے گئے صحت کے چلے گئے ہم دیکھ رہے
 ہیں کہ سر! آج کل جو سوالات کے سلسلے میں جان بوجھ کر انہیں ختم کیا جا رہا ہے اور اسمبلی کی زینت یہی
 سوالات ہی ہیں۔

جناب اسپیکر: تو اسی لئے میں نے کہا کہ سوالات کے لئے ایک گھنٹہ ہے آپ تین، تین سپلیمنٹری کیا کریں

تا کہ تمام سوالات نمٹیں۔

محمد نسیم خان تریائی: پہلے سے بھی پورے صوبے میں تیس پرسنٹ سے بھی کم ہے ایجوکیشن کے ابھی سوالات آئے ہیں ایجوکیشن کا پورے سال میں یہ چار سوال ہو رہے ہیں تو آپ اجازت دے دیں آدھے گھنٹے کا اور پہلے بھی آپ اجازت دیتے رہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں نسیم صاحب! اب ایک مہینے کے اندر اندر دوسرا سیشن ہم کریں گے اس میں ہم ان سب کو لائیں گے۔

محمد نسیم خان تریائی: یہ ایک سوال آپ مجھے کرنے دیں۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ کا ایک سوال تو ہو جائے گا باقی ساتھی بھی تو۔۔۔۔۔

محمد نسیم خان تریائی: کمپیوٹر کا دور ہے کمپیوٹر کے متعلق یہ سوالات ہیں۔

جناب اسپیکر: کچھ صاحب کے بھی ہیں، نہیں زیارتو ال صاحب میرے خیال میں اب صرف اگر اس کا سوال ہم اجازت دے دیں کچھ صاحب کا ہے ان کا ہے تو پھر یہ تو دو تین گھنٹے اس پر لگیں گے۔

محمد نسیم خان تریائی: کچھ صاحب کو بھی مواقع دے دیں ابھی ہمارے ساتھ پورا دن باقی ہے۔

جناب اسپیکر: دیکھیں نسیم بھائی رول کے مطابق چلیں اب ایک گھنٹہ، میں نے شروع میں آپ کو کہا تھا کہ سوالات کے لئے ایک گھنٹہ یا تو ہاؤس فیصلہ کریں کہ سوالات کا وقفہ بڑھائیں یا رول کے مطابق، ابھی بھی دس منٹ اوور ہوا۔

عبدالرحیم زیارتو ال: جناب اسپیکر! آج جو موضوع چلا وہ تو بنیادی طور پر جو time waste ہو وہ تو گلستان کے کالج کے مسئلے پر waste ہوا، مطلب اسمبلی کا question hour کا time waste ہو گیا ہے تو جناب! آپ اس میں نہ گنیں اگر آپ ہمیں ٹائم دے دیں گے یہ بہت اہم questions ہیں پھر بی ڈی اے کے حوالے سے بی ڈی اے نے تو پھر صوبے کو ہڑپ کر لیا ہے تو ذرا اس کو آنے دیں ذرا بی ڈی اے والے آجائیں اور بی ڈی اے سے تھوڑا بہت پرسن حال کریں گے کہ یہ کیا ہے؟

جناب اسپیکر: میں ہاؤس سے رائے لوں گا، ٹائم بڑھانے کا ابھی کہ آیا آدھا گھنٹہ ٹائم بڑھائیں یا نہیں؟ جی جمالی صاحب! شکر ہے کہ آپ کھڑے ہو گئے۔

میر عبد الرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): میری request ہے آپ سے جناب اسپیکر! اور اپنے بھائیوں سے بھی اگر ایک ایک سوال پر آپ چالیس، چالیس منٹ لگائیں گے تو اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے آگے سارے سوالات آپ کے ہی ہیں چکول صاحب سے میں یہ request کرونگا کہ وہ جیسے فرما رہے تھے ان دنوں میں بھائی آپ ہی بائیکاٹ کر کے چلے گئے تھے اس وجہ سے آپ کے resolution اور سوالات جو ہیں وہ رہ گئے تھے ابھی آپ کے صوابدیدی اختیار پر ہیں جناب اسپیکر صاحب! اور میں رائے دیتے ہوئے اس میں صرف آپ ایک مہربانی کریں جس کا سوال ہے اس کو allow کریں دو سپلیمنٹری یہ ایک انٹرنیشنل قانون ہے پارلیمنٹ کا اگر آپ ہر کسی کو بولنے دیں گے تو time consuming ہو جائے گا پھر اس کا وہ خاص کر گلستان ہے یا بوستان ہے علاقے ضروری ہی ہیں مگر پھر باقی سوالات رہ جائیں گے یہ آپس میں بیٹھ کر خود decide کر لیں۔

جناب اسپیکر: اس میں بے ادبی معاف، میں نے پرسوں رولز سارے پڑھے ہیں next سیشن کے لئے انشاء اللہ ہم لوگ ایک تجاویز تیار کر کے سب ممبروں کو گھر تک پہنچائیں گے کہ رولز ہاؤس کے بزنس کے متعلق یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے یہ سوالات کے متعلق یہ سپلیمنٹری، وہ سب ہم۔۔۔۔۔

میر عبد الرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): جی میں آپ سے یہ گزارش کرونگا کہ ایک تو جس وقت question hour ہوتا ہے اس میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہونا چاہیے دوسرا یہ میں آپ کو point out کرونگا کہ اگر کورم پورا نہ ہوں پہلے آپ پانچ منٹ دیں گے اس کے بعد رولز کے تحت آپ کو پندرہ منٹ ہاؤس کو دینا پڑتا ہے کہ next کورم پورا ہوتا ہے یا نہیں میں آپ سے جو آپ کا قانون ہے وہ گزارش کر رہا ہوں اس وقت اگر آپ بڑھانا چاہیں آپ کے اختیار میں ہے مگر میں ان بھائیوں سے یہ گزارش کرونگا کہ relevant بات کریں ہم نرسری discussion میں نہ جائیں جذباتی یہ نہ ہوں ہر سوال پر اگر کسی وزیر کی کارکردگی کمزور ہے تو کبھی کبھی پردہ بھی رکھ لیا جاتا ہے آپ کا پوائنٹ اپنا wild ہوتا ہے ہم مانتے ہیں مگر اس کو تھوڑا سا جیسے decorum ہے اسمبلی کا اس طریقے سے چلائیں۔ مہربانی۔

جناب اسپیکر: زیارتوال صاحب! ایک دفعہ یہ مسئلہ حل کر دیں ٹائم آدھا گھنٹہ بڑھانا ہے میں ہاؤس سے

میں کمپیوٹر سینٹر کھولنے کا ذکر ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو اب تک کن کن ہائی اسکولوں میں کمپیوٹر سینٹر کھولے گئے ہیں اور کن کن میں یہ کھولے جائینگے؟ نام اور جگہ کی حلقہ وار تفصیل دی جائے؟

(ب) کیا محکمہ ہذا قلعہ عبداللہ کے ہائی اسکولوں بالخصوص، ہائی اسکول قلعہ عبداللہ بازار، ہائی اسکول میزنی اڈا ہائی اسکول ارمی، اسماعیل کاکوزئی ہائی اسکول حبیب زئی اور دیگر اسکولوں میں کمپیوٹر سینٹر کھولنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک اگر جواب نفی میں ہے توجہ بتلائی جائے؟

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): (الف) مذکورہ اسکیم کے تحت حکومت ان ہائی اسکولوں، جہاں بجلی اور اضافی کمروں کی سہولت موجود ہے، میں کمپیوٹر سینٹر کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے۔
مذکورہ اسکیم تاحال زیر غور ہے اور منظوری کیلئے مجاز اتھارٹی کو ارسال کر دیا گیا ہے۔
(ب) ضلع قلعہ عبداللہ کے وہ تمام اسکول جو (الف) میں موجود شرائط پر پورا اترتے ہوں، ان کو اسکیم میں شامل کیا جائے گا۔

جناب اسپیکر: نہیں approval دیا ہوا ہے OK سنیں۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب! یہ PSDP رواں مالی سال کے حوالے سے ہیں۔ جولسٹ وہ دیکھا رہے ہیں ابھی تک پیہ نہیں ہو سکتا ہے پچھلے سال کی ہو اس سال ابھی تک اس پر فیصلہ ہوا نہیں ہے P&D نے ابھی تک ریلیز نہیں کیا ہے۔

جناب اسپیکر: یہ لسٹ کس سال کی ہے۔

محمد نسیم تریالی: جناب! یہ اسی طرح پڑا ہوا ہے 2003-04 کا دیکھ لیں ابھی تک سارے پڑے ہوئے ہیں کسی کام پر ابھی تک انہوں نے عمل نہیں کیا ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): رواں مالی سال 2004-05 کو کہا جاتا ہے۔

محمد نسیم تریالی: اس مالی سے پہلے میں نے یہ سوال اٹھایا ہے یعنی 2003-04 کا ہے۔ آپ سوال کی تاریخ دیکھ لیں کہ میں نے کس تاریخ کو کیا ہے۔

جناب اسپیکر: وہ نہیں دکھایا گیا ہے کہ 2002 یا 2003-04۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: 2002-03 کا سوال ہے 2003 کے لئے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): سوال میں چونکہ یہ وضاحت نہیں کی گئی ہے صرف رواں مالی سال لکھا گیا یعنی 2004-05۔

محمد نسیم تریائی: جناب اسپیکر! آپ یہ دیکھ لیں کہ شمارہ نمبر 582 میں 26 ڈل اسکول اس رواں مالی سال میں ہے یا نہیں آپ یہ دیکھ لیں اگر اس رواں مالی سال میں تھا تو بالکل بیٹھ جاؤنگا اگر اس رواں مالی سال کا شمارہ نمبر ہے تو پھر منسٹر صاحب آپ سنجیدگی سے جواب دیدیں۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر! اگر منسٹر صاحب یہ بتانا نہیں چاہتے لیکن رواں مالی سال اگر اس وقت انہوں نے جمع کر دیا ہے اس وقت کی لسٹ بتادیں کیونکہ اس میں جناب اسپیکر صاحب! میرے پانچ اسکول میرے ساتھ لسٹ پڑی ہوئی ہے باقاعدہ P&D کو میں نے ارسال کیا ہے ایجوکیشن کو میں نے دی ہے اس میں ہمارا ایک بھی نہیں ہوا یہ تو سراسر زیادتی ہے جناب اسپیکر صاحب! کم از کم اس کو ایک لسٹ تو مہیا کرنا چاہیے کہ اتنے اسکولوں کو بنایا گیا ہے اتنے اضلاع میں اتنے اسکول ہیں۔

جناب اسپیکر: صدیقی صاحب! یہ لسٹ پھر آپ مہیا کر سکتے ہو۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جی ہاں۔

جناب اسپیکر: اجلاس کے بعد آپ اس لسٹ کی ایک کاپی مجھے اور ان کو ارسال کر دیں۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! ایک معنی میں ثابت ہے کہ PSDP نمبر لکھا ہوا ہے 582 2003-04 کی PSDP کا نمبر ہے تو اس کے تحت ان کو جواب دینا چاہیے۔ لیکن انہوں نے رول گول کر دیا ہے جواب دینا چاہتے نہیں ہے لسٹ ہمارے پاس ہے جو انہوں نے کیا کس طریقے سے کیا ہے؟

جناب اسپیکر: صدیقی صاحب! میرے خیال میں ڈیپارٹمنٹ نے کوئی صحیح۔۔۔۔۔ چونکہ یہ سوال بہت پرانا ہے اور سوال بھی اسی وقت دیا گیا ہے پتہ نہیں ڈیپارٹمنٹ آپ کو جواب دیتے رہے۔ آپ ذرا چیک کریں کہ جواب کیسے دیا گیا ہے آپ پھر اسمبلی سیکرٹریٹ کو بتادیں۔

شفیق احمد خان: جناب یہ 50 لاکھ روپے فنڈ مجھے جو ملا میں نے تمام کے تمام اسکولوں کو دیدیا باقی تو میرے پاس کچھ رہا نہیں اس سے بھی کچھ نہیں ہوگا۔ 50 لاکھ روپے کی بجائے 25 لاکھ روپے منافع اور کمیشن میں چلا جائیگا۔ تو ہم لوگ تو بالکل تباہ ہیں کوئٹہ شہر کے حوالے سے خدا کے لئے اس پر سوچیں آپ جب دورے سے واپس آئیگی تو میں آپ کو visit کرواؤنگا۔ صدیقی صاحب کو میں نے منت کی کہ خدا کے لئے کوئٹہ شہر کا خیال رکھیں۔ اور کوئٹہ شہر جہاں 18 لاکھ آبادی ہے ان کو ایک پیسہ نہیں دیتے ہیں۔ سائنس کالج کی دیوار گرنے والی ہے وہ آج یا کل میں گر جائے گی کوئی آدمی مر جائیگی خدا کرے کہ ان کے اپنے لوگ۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: شفیق صاحب! آپ سوالات کیوں نہیں کرتے؟ دوسرے کے سوال پر کھڑے رہتے ہیں آپ اپنا سوال کریں کوئٹہ کے حوالے سے۔

شفیق احمد خان: میں نے سوال کیے اس پر کوئی ایکشن نہیں لیا۔ پچھلے سال سارے سوالات میرے تھے۔

جناب اسپیکر: next question نسیم تریائی صاحب!

☆475 محمد نسیم تریائی: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

رواں مالی سال 2003-04 کی PSDP میں تعلیمی کالم کے شمارہ نمبر 585 کے مطابق سال 2002 میں آپ گریڈ کردہ ہائی اسکولوں کے نام اور جگہ نیز تعمیر بلڈنگ وار تفصیل دی جائے؟

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): مذکورہ سکیم کا-ا-PC ابھی تک تکمیل کے مراحل میں ہے ضلع وار تفصیل درج

ذیل ہے:-

فہرست برائے آپ گریڈیشن مڈل تا ہائی اسکولز۔

نمبر شمار	ضلع	اسکول کا نام
1	آواران	گورنمنٹ بوئرز مڈل اسکول پیراندر
2	چاغی	گورنمنٹ گرلز مڈل اسکول کلی امام بخش خیساہ
3	چاغی	گورنمنٹ بوئرز مڈل اسکول کلی ملک رسول بخش

گورنمنٹ گرلز مڈل اسکول خیرازئی	چاغی	4
گورنمنٹ بوائز مڈل اسکول فیض محمد	ڈیرہ بگٹی	5
گورنمنٹ بوائز مڈل اسکول شپانکو بازار پسنی	گواڈر	6
گورنمنٹ بوائز مڈل اسکول شاہ سرور	قلعہ عبداللہ	7
گورنمنٹ بوائز مڈل اسکول مرغہ فقیر زئی	قلعہ سیف اللہ	8
گورنمنٹ گرلز مڈل اسکول کوپور	بولان	9
گورنمنٹ بوائز مڈل اسکول پیچہ	قلاٹ	10
گورنمنٹ بوائز مڈل اسکول زرین بگ	کیچ	11
گورنمنٹ بوائز مڈل اسکول قلعہ خاران	خاران	12
گورنمنٹ گرلز مڈل اسکول نال	خضدار	13
گورنمنٹ گرلز مڈل اسکول وندر سوئیانی	لسبیلہ	14
گورنمنٹ بوائز مڈل اسکول بلوچ کالونی	لورالائی	15
گورنمنٹ گرلز مڈل اسکول کردگاپ	مستونگ	16
گورنمنٹ بوائز مڈل اسکول احمد آباد	نصیر آباد	17
گورنمنٹ گرلز مڈل اسکول بونستان	پنجگور	18
گورنمنٹ گرلز مڈل اسکول شران	پشین	19
گورنمنٹ بوائز پرائمری اسکول کلی ناصران	کوئٹہ	20
گورنمنٹ بوائز مڈل اسکول شاف کالج	کوئٹہ	21
گورنمنٹ بوائز مڈل اسکول کلی جیو اتحاد کالونی	کوئٹہ	22
گورنمنٹ گرلز پرائمری اسکول غریب آباد	سسی	23
گورنمنٹ بوائز مڈل اسکول خانگئی شیرانی	ثوب	24

گورنمنٹ بوائز مڈل اسکول زندرہ	زیارت	25
-------------------------------	-------	----

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محمد نسیم تریالئی: جناب! یہ تو لسٹ انہوں نے دی ہے صرف یہ پوچھنا ہے کہ سیریل نمبر 7 پے قلعہ عبداللہ کے ایک اسکول کو انہوں نے ایک بلڈنگ دی ہے۔ اسکول شاہ سرور یہ کہاں پر ہے۔

جناب اسپیکر: جی صدیقی صاحب! کوئی ضمنی؟

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): اس کی تفصیل تو مجھے علم نہیں ہے کہ قلعہ عبداللہ میں ہے پھر ہم بتا دیں گے۔
محمد نسیم تریالئی: شاہ سرور کوئی اسکول نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: گورنمنٹ بوائز مڈل اسکول شاہ سرور یہ علاقے کا نام ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): شاہ سوار ہے۔

محمد نسیم تریالئی: آپ نے یہاں خود لکھا ہے شاہ سرور۔

جناب اسپیکر: نسیم صاحب لکھنے میں ہمارے پشتو کے جو نام ہیں وہ کبھی غلطی ہو جاتی ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): وہ ہماری غلطی نہیں وہ آپ کی ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): شاہ سوار ہے وہ چمن میں ہے۔

جناب اسپیکر: ہاں ٹائپنگ کی غلطی ہو سکتی ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): اس شاہ سوار اسکول کو مڈل کا درجہ دیا گیا ہے وہی چمن۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: شاہ سوار تو ہے نسیم صاحب۔

محمد نسیم تریالئی: آپ بتائیں شاہ سوار کہاں ہے؟

حافظ حمد اللہ (وزیر صحت): یہ تو میرے خیال میں مجید خان بھی جانتے ہیں ملا شاہ سوار محلہ یہ چمن میں ہے۔

بہت اچھا معیاری اسکول ہے۔

شاہ زمان رند: سلیپیٹری جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: نہیں۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر صاحب! ضمنی سوال یہاں پر جو وزیر موصوف صاحب سے پوچھا گیا ہے اور

انہوں نے جو فہرست ہمیں مہیا کی ہے اس سے پہلے میں نے سوال میں پوچھا تھا۔ میں نے بھی آپ گریڈشن کے لئے دو اسکولوں کے نام دیے تھے اور وہ سارا حساب کتاب پورا ہے لیکن وہاں پر کچھ نہیں ہوا۔

جناب اسپیکر: رند صاحب آستہ بولیں تاکہ ہم سمجھیں۔

شاہ زمان رند: جوسٹ دی گئی ہے ہمیں اس میں نمبر 20 پر۔

جناب اسپیکر: گورنمنٹ بوائز پرائمری اسکول کلی ناصران۔

شاہ زمان رند: جی ایک پرائمری اسکول ہے اس کو ہائی کا درجہ دیا گیا ہے جب کہ ہم نے اپنے دوٹول اسکولوں کو اپ گریڈ کے لئے دیا ہے ان کا کچھ نہیں ہوا۔

جناب اسپیکر: آپ کیا پوچھنا چاہتے ہو؟

شفیق احمد خان: جناب اسپیکر صاحب! وہاں ساڑھے سات لاکھ کی آبادی ہے ایک اسکول بھی نہیں ہے میں تو ان کا شکر گزار ہوں کہ کیسے بھول کر انہوں نے یہ دیا ہے۔

جناب اسپیکر: آپ شکر گزار ہیں آپ کو اپوزیشن میں بھی ایک دوست مل گیا انہوں نے شکر یہ ادا کیا۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر اس میں وہی کہ پیچھے چھوڑا اور آگے دوڑ والی باتیں ہیں میں نے کہا۔۔۔۔۔
جناب اسپیکر: سردار صاحب سینی اپوزیشن کے دوستوں میں سے ایک دوست مل گیا انہوں نے حکومتی بچوں کا شکر یہ ادا کیا کہ میں ان کا شکر گزار ہوں۔

شفیق احمد خان: ایک اسکول کے لئے صرف۔ وہ بھی کلی ناصران۔

جناب اسپیکر: جیسے سردار صاحب نے کہا تھا کہ یہ اپوزیشن میں ہے یا ٹریڈری پنچر میں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: میری ایک سپلیمنٹری ہے۔

جناب اسپیکر: تین تو ہو گئی۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر! ایک سپلیمنٹری ہے جناب اسپیکر! ہمارے صوبے میں 26 اضلاع

ہیں اس میں 20 اضلاع کا ذکر آیا ہے کہ Up Gradation of Middle school to

high stander اور 6 اضلاع غائب ہیں۔

جناب اسپیکر: یہاں پچیس تک تو ہیں۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! کونٹہ اور چانگی تین مرتبہ آیا ہے اور چھ اضلاع نہیں ہیں کیا وجوہات ہیں چھ اضلاع کیوں غائب ہیں کیا وجہ ہے۔

جناب اسپیکر: OK جی۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): یہ ہمارے اپوزیشن والے صرف بات کا بتنگڑ بنا دیتے ہیں یہ 2002 کی اسکیم ہے۔ 2002 میں موسیٰ خیل، بارکھان، جعفر آباد اور ایک دو اضلاع جن کو ملائے تھے بعد میں ختم کیے گئے اب 2003 میں نئے اضلاع بنائے گئے اس وقت تو یہ اضلاع نہیں تھے۔

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! جب ہم لوگوں نے الیکشن جیت کے آئے تو ایک مہینے کے اندر اندر یہاں پے اعلان ہوا کہ جن ضلعوں کو ختم کیا تھا ان کو بحال کیا گیا ابھی منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ اس وقت اضلاع تھے نہیں یہ منسٹر صاحب کی لاعلمی ہے۔

جناب اسپیکر: جی رحیم صاحب OK

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب والا! اس کا جواب اس طرح سے نہیں ہے جیسا کہ دیا گیا ہے۔

جناب اسپیکر: اب آپ فریش جواب دے رہے ہو۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جی۔

جناب اسپیکر: تو اس کی ایک کاپی انہیں بھی دے دیں اور مجھے بھی پہنچائیں۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب والا! اس کی ایک کاپی ہاؤس کو تو دے دیں تاکہ کوئی پڑھے تو سہی اس پر بعد میں سپلیمنٹری بنتی ہے۔

جناب اسپیکر: آپ کے پاس کاپی آگئی میرے پاس تو پہنچ گئی ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! آپ اس کو پابند کریں۔

جناب اسپیکر: جی آپ جواب پڑھ کر سنائیں۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جواب اس طرح سے ہے کہ صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے کمپیوٹر لیب اور اضافی کمرے کی گنجائش کے لئے موجود ہے اور نئے کمپیوٹر سنٹر کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے اس مرحلے

میں صوبہ بھر میں 297 اسکول منتخب کئے گئے ہیں اس اسکیم کے پہلے مرحلے میں قلعہ عبداللہ کا اسکول شامل کیا گیا ہے اس میں گورنمنٹ بوائز ہائی اسکول پیر حبیب زئی، ہائی اسکول خیر و جان چمن، ہائی اسکول حبیب زئی، ہائی اسکول کلی ملک گل خان، ہائی اسکول لاجور، ہائی اسکول حبیب زئی، ہائی اسکول عنایت اللہ کاریز، ہائی اسکول حرمزئی، ہائی اسکول میزئی ہائی اسکول موسیٰ زئی، ہائی اسکول خانوزئی، ہائی اسکول چمن اور گرلر ہائی اسکول چمن۔

محمد نسیم تریائی: جناب! جو اس میں جواب دیا گیا ہے یہ نمبر چار پر کلی گل خان بائسک یہ اصل میں دو ہائی اسکول ہیں اس نے اکٹھے لکھ دیا ہے۔

جناب اسپیکر: یعنی بوائز ہائی اسکول ملک گل خان ہے

محمد نسیم تریائی: ایک ہائی اسکول کلی ملک گل خان ہے ایک ہائی اسکول کلی بایک ہے دو ہائی اسکول ہیں اور تیسرا ہائی اسکول قلعہ عبداللہ بازار جو ضلعی ہیڈ کوارٹر ہے جس میں طلبا کی تعداد سب سے زیادہ ہے وہاں پر بجلی اور کمرے بھی ہیں مگر اس میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جی قلعہ عبداللہ بازار کا۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب! اس میں تو ہم نے صوبے کے تمام ہائی اسکولوں کو کمپیوٹر لیب دے رہے ہیں اس میں فیرون ہے ٹو ہے سب شامل ہو جائیں گے۔ پورے صوبے کے اسکول نہیں ہیں جتنے اسکول ہیں لیکن شرط یہ کہ وہاں بجلی ہو وہاں ہم اس کو دے رہے ہیں۔

عبدالرحیم زیارتو: جو اسکول رہ گئے ہیں وہ کیوں نظر انداز ہیں؟

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): وہ ہو جائیں گے۔

جناب اسپیکر: ہو جائیں گے۔

جان محمد بلیدی: جناب! اس سوال کے دو پورشن ہیں۔ ایک تو یہ کہ کیا یہ ڈیپارٹمنٹ کی کمزوری اور نااہلی کو ظاہر نہیں کرتا ہے کہ کمپیوٹر سے متعلق پی سی ون تیار ہے گزشتہ سال کے فنڈز موجود ہیں لیکن تاحال اس پر عمل درآ مد نہیں ہوا ہے۔ نمبر دو کیا یہ درست ہے کہ صوبے میں جہاں کمپیوٹر سنٹر بنائے جا رہے ہیں ان پر جو پوسٹیں دی جا رہی ہیں کیا وہ بلوچستان سے میرٹھ کی بنیاد پر دی جا رہی ہیں۔

جناب اسپیکر: کیا پڑھ رہے ہو؟

جان محمد بلیدی: اسی کی جناب! سپلیمنٹری ہے۔ اور یہ سپلیمنٹری کیوں نہیں بنتا۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ نے کیا کہا ہے آپ کی کیا سپلیمنٹری ہے۔

جان محمد بلیدی: کیا یہ ڈیپارٹمنٹ کی کمزوری اور نااہلی کو ظاہر نہیں کرتا کہ کمپیوٹر سے متعلق پی سی ون تیار ہے

گزشتہ سال اور فنڈز موجود ہیں لیکن تا حال اس پر عمل درآمد نہیں ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: یعنی یہ approved ہے اور پی سی ون تیار ہے۔ سب کچھ تیار ہے اور پہنچا نہیں ہے۔

جان محمد بلیدی: جی ہاں میں نے خود پی اینڈ ڈی میں جا کر دیکھا ہے۔ approved ہے۔ اس سے

متعلق دوسرا سوال یہ ہے کہ جہاں کمپیوٹر لیب بنائے جا رہے ہیں وہاں اضافی سٹاف بھی دیے جا رہے ہیں

کمپیوٹر سے متعلق اس کو انہوں نے بلوچستان کی سطح پر میرٹ پر رکھنے کا فیصلہ کیا ہے کیا یہ درست ہے؟ اس

سے پسماندہ علاقے متاثر نہیں ہونگے؟

جناب اسپیکر: یہ تو فریش کونسیشن ہے۔ یہ نیا سوال لائیں۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جہانگ ہمارے معزز ممبر کے پہلے سوال کی سپلیمنٹری ہے چونکہ ہمیں اس

کابینہ مرکزی حکومت دیتی ہے جس کے لئے ہم ٹیچر نہ رکھیں تب تک تو ہم کمپیوٹر لیب شروع نہیں کر سکتے

ہیں۔ چونکہ یہ ٹیچر ہم نہیں بلکہ پی اینڈ ڈی نے رکھنے ہیں۔ یہ پروجیکٹ ہے اسے پی اینڈ ڈی نے چلانا

ہے سٹاف اس نے رکھنا ہے۔ جب تک انکو پوسٹیں نہیں دی جاتی ہیں جب فنڈ اور کمپیوٹر دونوں موجود ہوتو

ہم بغیر ٹیچر کے کام شروع نہیں کر سکتے ہیں۔ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ نے اشتہار دے دیا ہے اور اسٹریو ہو

رہے ہیں اور اس حوالے سے ہم نے ضلعی لیول پر میرٹ رکھی ہے کہ متعلقہ ضلع سے کوئی ایم سی ایس، بی سی

ایس ملے اور اس کے لئے کو ایفائی ہو تو ہم اس کو رکھ دیں گے اور اگر وہاں سے نہ ملے تو کسی اور ضلع سے یا

کسی اور جگہ سے لے سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: نسیم صاحب آپ کا آخری کوئی ضمنی سوال ہے؟

محمد نسیم تریائی: جناب! اسمیں ایک ضمنی ہے پندرہ جولائی کے اخبار میں ایک اشتہار آیا تھا اس کے حوالے

سے کہ اتنے ضلعوں میں کمپیوٹر کے لئے لیب بنائے گئے ہیں اس میں سب سے زیادہ ضلع پشین میں ہیں اور

قلعہ عبداللہ میں صرف جو ہیں وہ چمن میں ہیں میری گزارش ہے کہ اس میں اپوزیشن کو کیوں نظر انداز کیا ہے ایک سوا ایک لیبارٹری بن رہے ہیں اپوزیشن کے حلقے میں ایک بھی نہیں ہے۔
عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جس طرح سے میں نے وضاحت کی ہے کہ پورے صوبے میں چار سو چھتر کے لگ بھگ ہائی اسکول ہیں۔ اس سال ہم کمپیوٹر لیب دے رہے ہیں فیژون اور فیژوٹو کی بات ہے۔ اس کے فوراً بعد ہم فیژوٹو شروع کر رہے ہیں اس میں سارے آجائیں گے۔
 جناب اسپیکر: زیارتوال صاحب! تین سپلیمنٹری ہوئی ہے۔ مجھے خواہ مخواہ مجبور کر رہے ہو اور پھر ٹائم ضائع ہوگا۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب والا! لیب کے حوالے سے زیارت تین تحصیلوں پر محیط ہے یہ جو انہوں نے ٹینڈر کے لئے دے دیا ہے اس میں چار پانچ ہائی اسکول سب ہی کے ہیں تحصیل ہرنائی میں ایک اسکول ہے اس کے طلبا کی تعداد ہزار سے بھی کم نہیں ہے ہرنائی شہر کی لیکن وہاں پر انہوں نے نہیں دیا ہے ان کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: صدیقی صاحب! یہ آپ نے نوٹ کر لیں۔ اوکے۔ کچھول علی صاحب اپنا سوال نمبر 603 دریافت کریں۔

☆ 603 کچھول علی ایڈووکیٹ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،
 دسمبر 2002 تا تاحال محکمہ ہذا میں گریڈ 16 اور اس سے اوپر کے کل کتنے افسروں کے تبادلے کہاں کہاں اور کن کن تاریخوں کو ہوئے ہیں اور ان افسروں کو ٹی اے رڈی اے کی مد میں کل کس قدر رقم دی گئی ہے؟ تفصیل دی جائے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): (الف) دسمبر 2002 تا تاحال 720 افسروں کے تبادلے مفاد عامہ کو مد نظر رکھتے ہوئے عمل میں لائے گئے۔ (تفصیل ضمیمہ ہے لہذا اسمبلی لاہریری میں ملاحظہ فرمائیں)

جہاں تک ٹرانسفر ہونے والے افسروں کو ٹی اے رڈی اے کی مد میں کل رقم دیئے جانے کا تعلق ہے تو ایسے ٹرانسفر ہونے والے افسروں کی اکثریت کو بغیر ٹی اے رڈی اے کی مد میں رقوم ضلعی حکومتوں کے ذریعے ضلع میں اکاؤنٹ نمبر 4 کے تحت جاری کی جاتی ہیں۔ اور ایسے فنڈ رجسٹرڈ کا تمام

ریکارڈ ضلعی حکومتیں خود مرتب کر رہی ہیں۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے کوئی ضمنی سوال۔

چکول علی ایڈووکیٹ: جناب! وزیر صاحب مجھے یہ بتادیں کہ ٹرانسفر پوسٹنگ پر آپ لوگوں نے کیا کرائیٹیئر یا رکھا ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جہاں تک ایک تانو گریڈ کا تعلق ہے ہم نے یہ پاور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کو ڈیلیٹ کی ہے۔ یہ ضلعی حکومت کا آفیسر کرتا ہے۔ جو ٹیچر اپنے گھر کے قریب ہو سکتا ہے وہ اپنے گھر کے قریب لائے تاکہ اس کی attendance بھی صحیح ہو سکے اور ان کو پریشانی بھی نہ ہو تعلیم صحیح دے اپنے گھر کے نزدیک ہو یہ ہماری پالیسی ہے۔

جہاں تک اوپر کی بات ہے اس کے لئے بھی ہم نے پالیسی یہی رکھی ہے۔ جو اپنے گھر کے قریب ہو سکتا ہے اس کو لے۔ پوسٹنگ اور ٹرانسفر مفاد عامہ ہی کی خاطر ہے۔

چکول علی ایڈووکیٹ: جناب! پہلے ہی کا بیٹہ نے اسی حکومت نے ایک فیصلہ کیا تھا کہ یہاں پر جو ٹرانسفر پوسٹنگ ہوگی اس کا ایک کرائیٹیئر یا ہے وہ دو سال ہے ہم نے دیکھا ہے کہ یہ جو فیصلہ انہوں نے کیا تھا یہ خود ہی توڑ ڈالا ہے اور ہم جناب! وہاں یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ضلع میں اتنی مداخلت ہو رہی ہے اور یہ ایک fact ہے ہم لوگ جو سیکولر پارٹی والے ہیں ایجوکیشن میں ہمارا بڑا عمل دخل ہے اور ہمارے اسکولوں میں اتنی زیادتی کی ہے اور اس وقت خدا آبادان میں میں وہی ٹیچر جس کا گھر وہاں پر ہے اور میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ رات کو مجھے یونین کونسل کے ناظم نے کہا کہ وہاں کا ٹیچر جس کا وہاں اپنا گھر ہے بڑی دیانتداری سے وہ پڑھا رہا ہے اور ہمارے بغیر مشورہ کے اس کو ٹرانسفر کیا ہے وہاں نہ ضلعی ناظم کو پوچھا ہے نہ کسی اور کو۔ کاش کہ ایک کرائیٹیئر یا ہو جائے تاکہ پھر آپ لوگوں کو ہم بار بار نہ پوچھیں اور وہ ہمیں یہ کہتے ہیں کہ حکومتی کرائیٹیئر یا کیا ہے اس سے پریشان ہے پولیٹیکل ورکر اور میری استدعا ہے جو خدا آبادان ساراوان میں وہاں کے لوگ میں تو کہتا ہوں خدا کرے وہ اسکول بند نہ ہو جائے کیونکہ رات انہوں نے مجھے بھی threat کیا تھا اس کو وہاں چھوڑ دیا جائے اور وہاں جو پوسٹنگ ٹرانسفر کر لیں گے یونین کونسل

سے لے کر ناظم تک ہماری پارٹی کے ہیں جس کی وجہ سے ہم وہاں صبر کر رہے ہیں اور آپ لوگوں کو ہم مناسب نہیں سمجھتے کہ ہم کوئی تلخ بات کہیں۔

جناب اسپیکر: Ok جی عبدالرحیم خان صاحب!

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! میرا question ہے (الف) کے جواب میں لکھا ہے کہ دسمبر 2002 تا تاحال 720 افسروں کے تبادلے اور فائدہ کو مد نظر رکھتے ہوئے عمل میں لائیں گے یہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے؟

جناب اسپیکر: 2002 تا تاحال 720 افسروں کے تبادلے مفاد عامہ کو مد نظر رکھتے ہوئے عمل میں لائے گئے ایک یہ ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال: لائیں گے جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: لایا گیا یہ فکر غلط لکھا ہے۔

چکول علی ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! خدا آبادان ساراوان میں بغیر ہماری یونین کونسل کے ناظم کے تحصیل ناظم کے ہائی اسکول ہے جناب اسپیکر! وہ ٹیچر سینئر ہے اسکی جگہ ایکٹنگ ہیڈ ماسٹر کو لایا جا رہا ہے۔
عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جناب چکول صاحب! آپ بھی تھوڑا انصاف سے کام لیں ہم نے تو ایک حد تک یہ کوشش کی کہ آپ کے ڈسٹرک میں آپ نے مجھے proposal دی ہے اس لیے ہم نے اس کو propose پر اپوز کیا ہوا ہے۔

چکول علی ایڈووکیٹ: سر! اسکو میں نے propose پر اپوز نہیں کیا ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): چکول صاحب! آپ میری بات سنیں کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ کسی ہیڈ ماسٹر کے خلاف یا کسی ٹیچر کے خلاف کوئی شکایت آ جاتی ہے ظاہر ہے ہمیں اسکے خلاف ایکشن لینا ہے۔

چکول علی ایڈووکیٹ: سر! وہ حلقہ انتخاب ہے مجھے پتہ ہے کہ کونسا ٹیچر وہاں پر competent ہے اور میرے جو ناظم ہیں وہ بھی لکھا پڑھا ہے وہ بھی سول انجینئر ہے وہ ایک سمجھ دار آدمی ہے اس نے مجھے کہا میرا جو ہیڈ ماسٹر ہے اسکی جگہ آپ لوگوں نے ایکٹنگ لگھا لیا گیا ہے جب وہاں کے سارے ٹیچر وہاں کے عوام، ایم پی اے، ناظم، یونین کونسل ناظم، تحصیل ناظم، ضلعی ناظم اس سے خوش ہے اور آپ لوگ ان کے اوپر

جونیر آدمی کو ایکٹنگ کے طور پر آپ نے لگایا ہے میری آپ سے یہ عرض ہے یہ گزارش ہے ایجوکیشن کی خاطر اور اس علاقے کی خاطر آپ کے ڈیپارٹمنٹ کی خاطر اس کو نوٹ کریں۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! آپ اسکو نوٹ کریں OK نوٹ کر دیا جی رحیم صاحب!
عبدالرحیم زیا رتوال: جناب اسپیکر! جہاں تک ٹرانسفر ہونے والے افسران کوئی اے، ڈی اے کی مد میں کل رقم دیئے جانے کا تعلق ہے تو ایسے ٹرانسفر ہونے والے افسران کی اکثریت کو بغیر ڈی اے رڈی اے یہاں تک جناب! پھر آگے لکھا ہے کی مد میں رقوم ضلعی حکومتوں کے ذریعے ہر ضلع میں اکاؤنٹ نمبر 4 کے تحت جاری کی جاتی ہے اور ایسے پانچ بجٹ کے تمام ریکارڈ ضلعی حکومتیں خود مرتب کر رہی ہیں۔

جناب اسپیکر: رحیم صاحب! آپ کا سوال کیا ہے؟

عبدالرحیم زیا رتوال: سوال میرا یہ ہے جناب اسپیکر! ہمیں تو یہاں جواب چاہیے اور یہ ہماری صوبائی حکومت ہے وہ اس ایوان کو جوابدہ ہے تو صوبائی حکومت کے ہوتے ہوئے بعض چیزیں جب ہم سوال کرتے ہیں اس کو اس طریقے سے لے آتے ہیں کہ ضلعی حکومت اب ضلع کے پیچھے ہم کہاں پھریں گے کہ کیا ہوا ہے اور کس طریقے سے ہوا ہے تو سوال میرا یہ ہے جناب اسپیکر ہماری صوبائی گورنمنٹ ہمارے صوبائی وزراء انکو آپ پابند کریں کہ ان کے محکموں کے متعلق جو question ہوں گے ان کا وہ پورا جواب دیں چاہے وہ ضلع سے لے چاہے وہ صوبائی حکومت سے جہاں سے ہمیں جواب دیں۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں حکومت کے دوست بیٹھے ہوئے ہیں اور جام صاحب بھی آگئے جام صاحب! بے ادبی معاف۔ یہاں ایک بحث چل رہی ہے اسکی اگر آپ وضاحت کریں کہ ضلعی حکومتیں یہ صوبائی حکومت کے ماتحت ہیں۔

جام میر محمد یوسف (قائد ایوان): میرے خیال میں آپ ایک خود سمجھ دار آدمی ہو اور جس منصب پر آپ بیٹھے ہوئے ہیں ہر وہ چیز صوبائی حکومت کے under میں ہے میرے خیال میں کوئی بھی بالا تر نہیں ہے صوبائی حکومت سے یہ رول ہے اور طریقہ کار ہے
 There are rules and procedures

جناب اسپیکر: جی کچول صاحب!

کچول علی ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! میں آپ کو ایک معمولی بات بتا دوں اس میں جو شیڈول دیا گیا ہے

آرڈیننس میں ڈسٹرکٹوں کے لئے جو internal transfer ہے وہ ضلعی حکومتیں اس ماسٹر کو خدا آبادان سے ٹرانسفر کر نیکی اختیارات کس کو ہیں؟ ضلعی حکومت کو ہیں؟ البتہ وہاں ایک بات ہے کہ اگر امی ڈی او کے ٹرانسفر پوسٹنگ کرنے کے اختیارات تو صوبائی حکومت کو ہیں لیکن اس کو کینسل کرنا چاہیے آپ کی ضلعی حکومت سے اور اس سلسلے میں سر! میں نے خود یہ petition file کیے اس وقت یہ زیر سماعت ہے۔ نور احمد، مولانا بخش ناظم پنجگور، ناظم تربت کا بنام حکومت بلوچستان اس میں۔

جناب اسپیکر: کچھول صاحب! رحیم صاحب نے ایک بات پوچھی ہم نے اسکی وضاحت مانگی اس نے کہا ضلعی حکومت کا جو بھی کام ہو صوبائی حکومت اس سے رپورٹ مانگے اور ہمیں اس وقت جواب دے دے ہم نے صرف اسکی وضاحت مانگی کہ بھائی ضلعی حکومت بھی صوبائی حکومت کے ماتحت ہے جو بھی ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں کوئی question آجائے تو وہ اپنے ڈسٹرکٹ سے رپورٹ مانگے۔

کچھول علی ایڈووکیٹ: سر! ڈیپارٹمنٹ کسی حد تک ماتحت ہے وہاں جو رولز ہیں میں ضلعی حکومتوں کو اختیارات دیئے گئے ہیں کہ خود ہی اپنے بجٹ پاس کر لے ٹھیک ہے پیسے تو صوبائی حکومت دے گی لیکن اسکا بجٹ صوبائی حکومت پاس نہیں کر سکتی ہے کیونکہ وہاں خود ہی ان لوگوں کی ایک اسمبلی ہے لیکن اس ملک میں کوئی قانون نہیں چلتے ہے لیکن ایک قانون ہے standing

جناب اسپیکر: جی جام صاحب! آپ فرمائیں۔

جام میر محمد یوسف (قائد ایوان): جناب اسپیکر! I thank آپ بیٹھیں میں وضاحت کر لوں گا Sir according to the local government ordinance اسکی ماتحت ہوتی ہیں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ہے وہ اپنے اس پالیسی کے مطابق جو گورنمنٹ بلوچستان جو رولز adopt ہو pay بناتی ہو اس پر وہ اس کے دائرے میں رہتے ہوئے پابند ہے یہ ناممکن بات ہے کہ ایک ناظم بلوچستان گورنمنٹ کو چیلنج کریں یا بلوچستان گورنمنٹ کی بات نہ مانیں یا وہ کوئی چیز ماننے کے لیے تیار نہ ہو یا وہ اپنی مرضی کے مطابق چلیں تو کوئی ایسی بات ہے ہی نہیں جی۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: جناب! اس کی دوری کے لئے اسمبلی ہے اگر کوئی ناظم کو دور کر لینے اسکا یہ بھی ہے کہ اسمبلی

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں تعلیم کے فروغ کیلئے وفاقی رصوبائی حکومت کے علاوہ مختلف این جی اوز اور سوسائٹیز بھی تعاون کر رہی ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سوسائٹیز اور این جی اوز کی بمعہ تمام عہدیداران اور ملازمین کے نام و ولدیت یعنی کوائف مقام، لوکل ڈومیسائل اور مادری زبان کی تفصیل دی جائے؟

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): (الف) یہ درست ہے کہ اس وقت صوبہ بلوچستان میں تعلیم کے فروغ کیلئے مختلف این جی اوز کام کر رہی ہیں اور تمام این جی اوز محکمہ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ میں رجسٹرڈ ہیں۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے گا کوئی ضمنی سوال۔

چکول علی ایڈووکیٹ: جناب! میرا جو پہلا پرسپل سوال ہے وہ بھی تشنہ رہ گیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کو پڑھ لوں گا۔

جناب اسپیکر: ہاں پڑھ لیں۔

چکول علی ایڈووکیٹ: جناب! اس کا جو جزو (الف) ہے ملاحظہ فرمائیں کیا یہ درست ہے کہ تعلیم کے فروغ کے لئے وفاقی رصوبائی حکومت کے علاوہ مختلف این جی اوز اور سوسائٹیز بھی تعاون کر رہی ہیں۔

پھر جزو (ب) ہے اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو پوری سوسائٹی کے بمعہ عہدیداران ملازمین کی تعداد، ولدیت، مقام لوکل ڈومی سائل اور مادری زبان کی تفصیل دی جائے اس میں صرف انہوں نے کیا کہا ہے۔

یہ درست ہے کہ صوبہ بلوچستان میں تعلیم کے فروغ کے لئے مختلف این جی اوز کام کر رہی ہیں ایسے تمام این جی اوز محکمہ سوشل ویلفیئر میں رجسٹرڈ ہیں سر! میں نے رجسٹر کرنے کے بارے میں نہیں پوچھا ہے وہ تو ٹھیک ہے۔ یہ تو formality سی ہے اور میں نے یہ کہا ہے کہ یہاں جو این جی اوز ہیں کون کونسے لوگ ہیں یہاں کے ہیں ان کی مکمل تفصیل دی جائے یہ جواب خاموش ہے۔

جناب اسپیکر: کچول صاحب! میں سمجھ گیا یہاں جو آپ نے سوال کیا ہے۔ اور اگر آپ اس کرسی پر بیٹھیں کہ پورے صوبے کے ملازمین کا نام ان کی ولدیت اس کے ٹرائیبل کا نام۔۔۔۔۔

کچول علی ایڈووکیٹ: جناب والا! آپ یہ سنیں ناولد کا بائیوڈیٹا وغیرہ۔ جب کوئی آدمی job کرنے کے لئے جائے گا تو ڈیپارٹمنٹ کہتا ہے کہ آپ اپنے بائیوڈیٹا دیں اس میں ہر ایک چیزوں کا ذکر ہوگا محکمے کے پاس اسکی پوری تفصیل ہوگی میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہاں پر پہلے سے بے روزگاری ایک خطرناک حد تک پہنچ چکی ہے یہ سارے ملازمین پنجاب اور سندھ سے آتے ہیں اور ہمارے یہاں بے روزگار خاک بسر ہیں میرا تو یہ منشا رہا ہے کہ ہم یہاں پتہ کریں کہ یہ کون لوگ ہیں کس کی اجازت سے آئے ہیں اور ہمارے سارے لوگ اب تک بے روزگار ہیں۔ اس میں جواب جو دیا گیا ہے تشنہ ہے دوسرے اجلاس تک اس کو ڈیفیر کریں۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): واقعی اس میں کوئی جواب نہیں دیا گیا ہے ہم تفصیل ان کو دے دیتے ہیں اگر وہ چاہیں۔

کچول علی ایڈووکیٹ: ہم ضمنی کر لیتے ہیں آپ مطمئن کر دیں اور بعد میں دے دیں۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): سوال آپ نے جو کیا ہے اس کا وہاں ہم نے جواب دیا ہے اس کی تفصیل مہیا کر سکتے ہیں۔

کچول علی ایڈووکیٹ: آپ ہمیں یہ تفصیل مہیا کریں اور پھر ایک سوال ہے پہلے والا سوال تشنہ رہ گیا ہے اور مزید اس پر ضمنی نہیں کر سکتے ہیں کہ کن کن اضلاع میں یہ این جی اوز کام کر رہی ہیں۔ اس کو ڈیفیر کر لیں۔

جناب اسپیکر: کیا خیال ہے صدیقی صاحب! اس کو ڈیفیر کریں۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): دوسرے اجلاس کے لئے ڈیفیر کر دیں۔

جناب اسپیکر: سوال نمبر 706 کو ڈیفیر کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال۔

☆707 کچول علی ایڈووکیٹ: (مورخہ 24/ اگست 2004 کے اجلاس میں مؤخر شدہ)

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ تعلیم میں خدمات انجام دینے والی این جی اوز اور سوسائٹیز کو جنوری

2000 تا تا حال ملکی اور غیر ملکی سطح پر کتنی امداد دی گئیں تفصیل دی جائے؟ نیز مذکورہ

اداروں میں کام کرنے والے تمام اسٹاف کی تفصیل دی جائے؟

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): محکمہ تعلیم میں کام کرنے والی کسی بھی این جی اوز یا سوسائٹیز کو

ڈائریکٹر (اسکولز) کی جانب سے کسی قسم کی مالی امداد جنوری 2000 تا تا حال نہیں دی

گئیں۔ نیز ایسی تمام این جی اوز اور سوسائٹیز سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ میں رجسٹرڈ کی

جاتی ہیں۔ جنکی تفصیل مذکورہ محکمہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): یہ بھی اس سے متعلق ہے اس کو بھی ڈیفنڈ کریں۔

چکول علی ایڈووکیٹ: اسکے متعلق میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جواب مکمل نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: سوال نمبر 707 کو ڈیفنڈ کیا جاتا ہے اگلا سوال۔

☆ 708 چکول علی ایڈووکیٹ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

حکومتی پالیسی کے تحت کسی اسکول میں زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم کس قدر طلباء و طالبات کے لیے ایک

استاد کی تعیناتی ہوتی ہے۔ تفصیل دی جائے؟

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): حکومت کی پالیسی کے تحت زیادہ سے زیادہ 40 طلباء کے لئے ایک استاد

کی تعیناتی کی جاتی ہے جبکہ کم سے کم طلباء کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ ہمارے صوبے میں اس وقت پانچ ہزار نو

سو چھیاسٹھ ایسے اسکول کام کر رہے ہیں جن میں ایک استاد تعینات ہے۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے گا کوئی ضمنی سوال۔

چکول علی ایڈووکیٹ: جناب! اس میں جو جواب دیا گیا ہے کہ حکومت کی پالیسی جو ہے کہ چالیس طلباء کے

لئے ایک استاد کی تعیناتی کی جاتی ہے اس کے لئے یہاں ہمارے صوبے میں طلباء کی کوئی حد نہیں ہے اس

وقت ہمارے صوبے میں پانچ ہزار نو سو چھیاسٹھ ایسے اسکول کام کر رہے ہیں کہ اس میں ایک استاد تعینات

ہے جناب! میں کہتا ہوں کہ صوبے میں اس وقت پاپولیشن اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ ہمارے اسکولوں کی

تعداد بہت کم ہے اور طلباء کی تعداد اتنی زیادہ ہے تو میں کہتا ہوں کہ ترقی شاپ ہے اور اس سلسلے میں پھر ایسا

نہیں ہے کہ حکومت ایسا ہی کر دے کہ اپنے علاقوں میں اساتذہ کی تعیناتی کو بندر بانٹ کرے انہیں یہ کر دے کہ جہاں جن اسکولوں میں طلبا کی تعداد کتنی ہے اور بعض کلاسوں میں تعداد اتنی زیادہ ہے اور کہیں ایسے اساتذہ ہیں جو کنٹرول نہیں کر سکتے ہیں۔ حکومت اس کے لئے ایک پالیسی بنا دے جہاں طلبا کی تعداد زیادہ ہے وہ سٹاف کی کمی کو دور کر دے۔

جناب اسپیکر: اوکے۔

چکول علی ایڈووکیٹ: ایک جامع پالیسی پر عمل درآمد کرے۔

جناب اسپیکر: محترمہ ثمنہ سعید اپنا سوال نمبر 584 دریافت کریں۔

☆ 584 محترمہ ثمنہ سعید: کیا وزیر حج و اوقاف ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا امسال حج پر جانے والی خواتین کو ٹریننگ دی گئی تھی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ ٹریننگ کہاں پر دی گئی تھی تفصیل سے آگاہ فرمائیں

مولانا ڈرمحمد (وزیر حج و اوقاف): اگرچہ اس سوال کا تعلق وفاقی محکمہ مذہبی امور سے ہے

۔ بہر حال معزز ممبر کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ محکمہ وفاقی حکومت مذہبی امور کی جا

نب سے امسال صوبہ بھر میں حجاج اکرام کی تربیت کے لئے تربیتی پروگرام مرتب کیا گیا

تھا جس میں خواتین کی ٹریننگ بھی شامل تھی۔

مولانا ڈرمحمد (وزیر حج و اوقاف): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے گا کوئی ضمنی سوال۔

محترمہ ثمنہ سعید: ضمنی سوال جی میں محترم وزیر سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ پچھلے سال کا سوال تھا تو اس

سال خواتین کو حج کی ٹریننگ کہاں پر دی جائے گی کیا خواتین کو علیحدہ حج ٹریننگ کا ارادہ ہے کہ جو خواتین

حج کی ٹریننگ کے لئے جائیں انکی الگ ٹریننگ ہو۔

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب!

مولانا ڈرمحمد (وزیر حج و اوقاف): جہاں تک محترمہ کا سوال ہے یہ حقیقت پر مبنی ہے گزشتہ سال جو حج

کی ٹریننگ دی گئی۔ اور مجھے جو حج و اوقاف کی وزارت دی گئی سال کا آخر تھا اس کا مجھے مکمل علم تو نہیں ہے

شاید پرائیویٹ طریقے پر اس کا انتظام ہو چکا تھا جیسے تبلیغی حضرات یا جو مین فورم کی ایک خدمت کا ادارہ ہے اب میں انشاء اللہ اس کے لئے حتی الوسع کوشش کروں گا کہ خواتین کے لئے ایک الگ ٹریننگ کا انتظام ہو اور باقاعدگی کے ساتھ ہو۔ مجھے ایک بات افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وزارت حج اوقاف کا نہ کوئی سیکرٹری ہے اور نہ اس کے لئے کوئی خاص سیکرٹریٹ ہے ایک صرف ڈپٹی ڈائریکٹر حج یہاں ہوتا ہے اور اس کی اپنی کوئی جگہ نہیں ہے اور نہ یہاں کوئی حاجی کمپ ہے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ حاجی کمپ ہو مردوں کیلئے الگ جگہ ہو خواتین کے لئے الگ جگہ ہو یہ کوشش کی ہے اور یہ تجاویز ہم نے دی ہوئی ہیں خدا کرے یہ بار آور ثابت ہو اپنے سی ایم صاحب سے بھی یہی اپیل کرتے ہیں اور ہاؤس سے بھی کہ محکمہ حج و اوقاف کے لئے باقاعدہ سیکرٹری مقرر ہو اور اس کی ہر اضلاع میں توسیع بھی ہو اور جو مطالبہ محترمہ نے کیا ہے اس کے لئے میں تو اپنی طرف سے کوشش کروں گا اور انشاء اللہ آئندہ ایسی صورت پیش نہیں آئے گی کہ خواتین کیلئے ٹریننگ کا انتظام نہ ہو۔

جناب اسپیکر: جی۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب! یہاں ایک قرارداد پاس ہوئی تھی اس صوبے میں حج ڈائریکٹوریٹ قائم کرنے کے لئے تو صوبائی حکومت کو بھی اور صوبائی محکمہ اوقاف کو بھی اس سلسلے میں مرکز کو عمل درآمد کرنے کیلئے کہنا چاہیے اور یہاں ہمارے صوبے میں نہیں ہے اور یہاں سے قرارداد پاس ہو گئی ہے۔

جان محمد بلیدی: کیا وزیر موصوف یہ بتا سکتے ہیں کہ ہمارے ممبران کیلئے سرکاری طور پر حج پر جانے کیلئے بھی کوئی پروگرام ہے؟

جناب اسپیکر: اس کے لئے فریش کوئیشن لائیں۔

جان محمد بلیدی: یہ بھی نوٹ کر لیں۔

جناب اسپیکر: کیا آپ نے زیارتوال صاحب کے سوال کو نوٹ کیا ہے۔ اوکے۔

عبدالرحیم زیارتوال: یہ جو سوالات بی ڈی اے کے رہ گئے ہیں آئندہ اجلاس کیلئے جناب! ڈیفنڈ کریں۔

جناب اسپیکر: یہ جو چار سوالات رہ گئے ہیں؟

عبدالرحیم زیارتوال: یہ چار سوال رہ گئے ہیں ڈیفنڈ ہو جائیں۔

جناب اسپیکر: او کے یہ انشاء اللہ اگلے اجلاس میں لائیں گے۔

جناب اسپیکر: او کے وقفہ سوالات ختم۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محمد خان مینگل (سیکرٹری اسمبلی): آج متعدد وزراء اور ممبر صاحبان نے بوجہ سرکاری ونجی مصروفیت کی وجہ سے اجلاس سے رخصت کی درخواستیں بھیج دی ہیں۔ نوابزادہ طارق مگسی، کرنل یونس چنگیزی صاحب وزیر کھیل و ماحولیات، حافظ حسین احمد شروڈی صاحب وزیر بلدیات، مسز نسرتین کھیتران وزیر بہبود آبادی۔

جناب اسپیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت درخواستیں منظور کی جائیں؟

(رخصت منظور ہوئی)

سر دار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب! دوسرے صوبوں میں پندرہ فی صد الائنٹس دیا گیا ہے ہمارے صوبے میں نہیں دیا گیا ہے یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب اسپیکر: اس کا جواب تو دیں گے پہلے آپ یہ بتادیں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے؟

سر دار محمد اعظم موسیٰ خیل: جی ہاں یہ رواں مسئلہ ہے بنتا ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں ہے یہ جو کارروائی ہو رہی ہے اس میں کوئی خلل ہو یا مسئلہ ہو تو ہوتا ہے اس وقت پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے۔ یہ تو نہیں بنتا ہے آپ تھوڑا سا رول کے مطابق مجھے بتائیں یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے؟

جان محمد بلیدی: جناب! بالکل بنتا ہے یہ صوبے کا مسئلہ ہے، اہم مسئلہ ہے ان کا حق ہے صوبے کے ملازمین کو پندرہ فی صد الائنٹس نہیں مل رہا ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں۔

میر جمعہ خان بگٹی: جناب اسپیکر! point of order!

جناب اسپیکر: جی جمعہ خان بگٹی!

میر جمعہ خان بگٹی: جناب اسپیکر! محکمہ پولیس میں بطور اے ایس آئی بھرتی ہونے کے لیے صرف مشرف دور میں یہ اختیارات پبلک سروس کمیشن کو دیئے گئے تھے جس کی وجہ سے صحیح لوگ بھرتی ہو کر کے آنے

شروع ہو گئے اس سے پہلے والے دور میں جتنی بھی بھرتیاں ہوئیں کر منل اور مجرمانہ ضمیر کے لوگ تھے رشوت دے کر کے گئے آج وہ ہمارے علاقہ ضلع جعفر آباد میں انہوں نے آگ لگائی ہوئی ہیں غریبوں پر بے سہاروں پر اسکی مثال یہ ہے کہ پرسوں انہوں نے یعنی 21 تاریخ کو عزیز بگٹی کو میں نے لا کر کے چیمبر کو آپ کو دکھایا تھا اس کو پکڑ کر کے دو دن اسکو اپنے ٹارچر سیل میں رکھا سگریٹ سے اس کے پورے جسم کو داغ دیا گیا بیہوشی کی حالت میں اسکو اسکے گھر میں پھنکا گیا دو گاڑیوں میں مذکورہ سول ڈریس میں ڈاکوؤں کی طرح نقاب لگا کر کے پورے 50-60 گھروں میں انہوں نے لوٹ مار کی خواتین کی بے حرمتی کی چادر اور چادر پواری کو بری طرح پامال کیا گیا اور جناب! سی ایم صاحب کو بھی چیمبر میں دکھایا گیا اس نے ازراہ کرم نوازی اس پرائیکشن اٹھا کر کے آرڈر کر دیئے ہیں میری یہ آپ سے گزارش ہے کہ اس قسم کی مجرمانہ ضمیر اور ظالم لوگوں کو عدالت میں لا کر ان کو پوری سزا دی جائے اور پولیس محکمے میں جو کالی

بھڑیں ہیں ان کا صفایا کر دیا جائے thank you very much

جناب اسپیکر: محترم جام صاحب! اس شخص کو مجھے بھی چیمبر میں دکھایا گیا تھا اگر آپ کو دکھایا گیا ہے تو اس ایس ایچ او کے خلاف آپ ایکشن لے لیں کہ معاملہ کیا ہے حاجی صاحب نے جو بندہ لایا تھا وہ میں نے خود بھی دیکھ لیا کہ جس کے جسم پہ داغ تھے۔

جام میر محمد یوسف (قاہد ایوان): آج صبح مجھے بھی محترم جمعہ خان بگٹی صاحب نے بتایا اور اس بندے کو بھی میرے سامنے پیش کر دیا واقعی جسم سے تو یہ لگتا ہے کہ اسے اذیت دی گئی ہے تو میں نے آج صبح بھی اسے یقین دلایا تھا کہ میں اس پہ انکو آڑی کر رہا ہوں اور اگر اسکے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو ہم اس کیساتھ سختی سے نمٹیں گے۔

میر جمعہ خان بگٹی: جناب اسپیکر! چودھری انور خود جا کر کے موقع دیکھیں۔

جناب اسپیکر: جب چیف منسٹر صاحب نے کہہ دیا اب آپ بے غم رہیں۔

میر شبیر احمد بادی: جناب اسپیکر! point of order جناب اسپیکر صاحب! بجٹ اجلاس کے دوران اسمبلی ملازمین کے لیے وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک تنخواہ بمعہ الائنسز کا اعلان کیا تھا لیکن انکو صرف بیسک پے دیا گیا ہے ہم کہتے ہیں کہ بونس کے الاؤنسز بھی انہیں دیئے جائے مہربانی۔

جناب اسپیکر: شاہ صاحب! آپ نے نوٹ کر دیا۔ جی میڈم!
محترمہ ثمنینہ سعید: جناب اسپیکر! میں بھی point of order پر ہوں میں بھی اسمبلی کے ملازمین کے لیے
بونس اور الائنسز۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: وہ بات ہوگئی ہے میں نے شاہ صاحب کو بتا دیا۔

محترمہ ثمنینہ سعید: مہربانی جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی شاہ زمان رند صاحب اپنی تحریک استحقاق نمبر 55 پیش کریں۔

تحریک استحقاق نمبر 55

شاہ زمان رند: ہم بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 55 کے تحت
درج ذیل تحریک استحقاق کا نوٹس دیتے ہیں تحریک یہ ہے کہ خصوصی خشک سالی پر گروام وزیر اعظم حکومت
پاکستان برائے بلوچستان کے لئے ہم سے ایک کروڑ روپے کی اسکیم مانگے گئے اور ہم نے P&D
ڈیپارٹمنٹ کو بمعہ پی سی ون ارسال کئے اور وہاں سے بھی منظور ہوا اسکے باوجود میں نے بارہا سیکرٹری
فنانس کو مطلع کیا اور فنانس منسٹر کو بھی مطلع کیا مگر اسکی یقین دہائی کے باوجود وزیر اعلیٰ بلوچستان نے بھی حکم
صادر کیا لیکن باوجود اسکے اب تک وہ فنڈز ریلیز نہیں ہوئے لہذا اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا۔

جناب اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ خصوصی خشک سالی پر گروام وزیر اعظم حکومت پاکستان برائے
بلوچستان کے لئے ہم سے ایک کروڑ روپے کی اسکیم مانگے گئے اور ہم نے P&D ڈیپارٹمنٹ کو بمعہ پی
سی ون ارسال کئے اور وہاں سے بھی منظور ہوا اسکے باوجود میں نے بارہا سیکرٹری فنانس کو مطلع کیا اور فنانس
منسٹر کو بھی مطلع کیا مگر اسکی یقین دہائی کے باوجود وزیر اعلیٰ بلوچستان نے بھی حکم صادر کیا لیکن باوجود اسکے
اب تک وہ فنڈز ریلیز نہیں ہوئے لہذا اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا۔

اس سلسلے میں اسمبلی جو کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اس کمیٹی کا پہلا اجلاس جناب اسپیکر کی سربراہی میں
کل ہوا ہے یہ تمام معاملات اس کمیٹی میں discuss کئے جائیں گے۔ لہذا محرک سے گزارش ہے کہ وہ
تحریک پر زور نہ دیں۔

جناب اسپیکر: جی شاہ زمان رند صاحب اسکی admissibility پہ کچھ بولیں گے۔

شاہ زمان رند: مہربانی جناب اسپیکر صاحب! یہ بلوچستان میں عرصہ 10-8 سال سے خشک سالی تھی ہمارے پرائم منسٹر صاحب نے بلوچستان کے لئے خشک سالی پیکیج متعارف کروائی اور اس میں تمام اسمبلی کے ممبران کو ایک ایک کروڑ روپے کی اسکیمات کے لئے پی اینڈ ڈی ڈی پارٹمنٹ سے مراسلے جاری کیے گئے جو کہ 21 اکتوبر 2003 کو تھے اسکے بعد ہم خود وہاں اپنے علاقے میں گئے جہاں پر نقصانات ہوئے تھے جب فلڈ آیا اور اس کے بعد ہمارے لوگوں کے بندات ختم ہوئے تھے تو اس میں وہاں کے لوگوں کے جتنے نقصانات ہوئے تھے اس کو ہم لوگوں نے کہا کہ ایک فنڈ آیا ہے اس لیے ہم لوگوں نے وہاں لوگوں کی مشاورت سے ان کے بندات کے لیے کچھ پیسے رکھ دیئے اور باقاعدہ ان کا پی سی ون بھی ہم لوگوں نے تیار کروایا میں نے بذات خود پی اینڈ ڈی ڈی پارٹمنٹ میں جمع کروائی اور بعد میں پی اینڈ ڈی ڈی پارٹمنٹ سے جب مجھے پتہ چلا کہ یہ منظور ہو چکے ہیں تو میں نے سیکرٹری فنانس صاحب کو منسٹر فنانس صاحب کو وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی کہا اور میرے ساتھ کا پی موجود ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی فون پر فنانس منسٹر سے کہا اور یہ لکھا بھی ہے کہ انہوں نے حکم بھی صادر کیا لیکن باوجود اسکے جناب اسپیکر صاحب! میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے جتنے بھی منتخب نمائندے ہیں انکے ساتھ یہ زیادتی کے مترادف ہے جب ایک فنڈ کسی اسکیم کے لیے فیڈرل سے منظور ہو پارہا ہے وہاں سے منظوری ہو چکی ہیں وہاں سے پیسے آتے ہیں اسکے باوجود جو منتخب نمائندے ہوتے ہیں وہ بھاگ دوڑ کرتے ہیں کہ ان کے لوگوں کا کچھ کام ہو جناب اسپیکر! میں کہتا ہوں کہ جن کے نقصانات ہوئے ہیں ان کا تھوڑا بہت ازالہ ہو جو پیسے ہیں ان کے لئے ہم جتنا بھی دوڑیں لوگوں کی منت زاری کریں تب بھی کچھ نہ بنے میں سمجھتا ہوں یہ ہماری سب کی نالائقی ہے اور اس سے ہمارے جتنے بھی معزز ممبران ہیں سب کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اب رہی بات بیورو کریٹ کی اگر ایک سیکرٹری اپنے منسٹر کا کہنا نہیں مانتا اگر ایک سیکرٹری سی ایم کا حکم نہیں مانتا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں پر ہمیں ان سیٹوں پر بیٹھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

جناب اسپیکر: شاہ زمان صاحب! بیورو کریٹ اگر ان کی بات نہیں مانتے تو استحقاق ان کا مجروح ہوا آپ کا استحقاق مجروح نہیں ہوا جہاں تک میرا خیال ہے۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر! ہم نے سب کا کہا ہے صرف اپنا نہیں ہمارے فنانس منسٹر بھی ہوشیاد ہمارے

وزیر اعلیٰ صاحب بھی ہو جناب اسپیکر! میں نے اسکا ذکر اس لیے کیا کہ میری کوشش کرنے کے باوجود حکم صادر کرنے کے باوجود کچھ نہیں ہوا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں پر من مانی سب بیورو کریسی کی ہے یہاں پر حکومت کر رہی ہے اگر حکومت ہمارے ہاتھ میں ہے اگر حکومت ہم کر رہے ہیں تو بیورو کریسی کو ہمارے احکامات ماننے چاہئیں اور وہ احکامات جو ان کے منسٹر یا سی ایم دیں ان احکامات کو بھی نہ مانا جائے تو میں سمجھتا ہوں ایسی گورنمنٹ کا کیا فائدہ تو جناب اسپیکر صاحب! ہم وہاں پر جب لوگوں کے پاس جاتے ہیں تو وہ ہمیں کہتے ہیں کہ آپ لوگ کہہ رہے تھے کہ ایک کروڑ روپے کی اسکیم ہے وہ کب آئے گی وہ کب منظور ہوگی آپ ہمیں دھوکا کیوں دیتے ہو جناب اسپیکر! ہمارے ووٹروں کے سامنے ہمارے ورکروں کے سامنے بے عزتی ہوتی ہے بار بار جانے سے جناب! خود ہم اسکو ایک بات کہہ دیتے ہیں تب وہ نہیں ہوتا اگر ہمارے پاس فنڈ نہیں تھا اگر وہاں سے فنڈ نہیں پہنچا تھا تو میں نہیں سمجھتا کہ اسمبلی کے ممبروں کو مطلع کیا جاتا ان کا استحقاق مجروح ہوتا جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر: جناب شاہ زمان رند صاحب آپ اس کی admissibility پہ بولیں۔

شاہ زمان رند: جناب اسپیکر! اسمبلی کے توسط سے کیونکہ یہاں اسمبلی میں جتنے بھی ممبر بیٹھے ہوئے ہیں اگر ان کو یہ لیٹر جاری ہوئے اگر انہوں نے بھاگ دوڑ کی ہے اپنے علاقے کے پی سی ون بنائے ہیں ان کے باوجود ان کے کام نہیں ہوئے ہیں تمام ممبروں کا اور اسمبلی کا اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا اس کو بحث کے لیے منظور کیا جائے شکر یہ!

جناب اسپیکر: شاہ زمان رند صاحب! اس پہ بحث نہیں ہو سکتی ہے یہ استحقاق ہے تحریک التوا نہیں ہے۔

اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! یہ سب کی گزارشات ہیں کہ اس پہ بحث ہونی چاہیے۔

جناب اسپیکر: لانگو صاحب! یہ جو ایم پی ایز فنڈ ہے یا وزیر اعظم پیکیج ہے اس پہ آپ نے کل بھی ہماری اسپیشل کمیٹی نے بات کی اب اسکا استحقاق ہے اس نے admissibility پہ بات کی ہے اب شاہ صاحب سے ہم پوچھیں گے کہ وہ اس بارے میں کیا کہتا ہے۔

اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! اس میں صرف شاہ زمان کے پیسے نہیں روکے گئے ہیں اس میں آپ کو سب کا سننا چاہیے۔

جناب اسپیکر: اس وقت ریکارڈ پہ اس نے اپنی تحریک استحقاق جمع کروائی وہ ہمیں پتہ ہے۔
 اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! یہ فنانس والوں کے رویے کے خلاف ہے۔
 جناب اسپیکر: لانگو صاحب! بات سنیں ٹھیک ہے اب جب اسکا استحقاق مجروح ہوا ہے آپ نے بھی سنا میں نے بھی سنا مسئلہ سب کا ایک ہے اب اسکا جواب سنیں۔
 سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب اسپیکر صاحب! فنانس والوں نے چھارب روپے کو لپس کیا ہے صوبے کا انہوں نے بیڑا غرق کیا ہے۔
 اختر حسین لانگو: جناب! اگر آپ بات کرنے نہیں دیتے تو وہ ایک علیحدہ بات ہے۔
 جناب اسپیکر: OK اختر حسین لانگو صاحب! آپ تشریف رکھیں مہربانی ہوگی جی شاہ صاحب!
 آپ بولیں۔
 جناب اسپیکر: جی شاہ صاحب!

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ جو معزز ممبر نے تحریک استحقاق پیش کیا ہے ڈراؤٹ کے حوالے سے جو پرائم منسٹر پیکیج تھا پہلی بات تو یہ ہے کہ جناب والا! یہ ایم پی اے فنڈ نہیں ہے یہ پرائم منسٹر ڈراؤٹ پیکیج ہے۔ اس میں کوئی استحقاق ممبران کا بشمول میرے فنانس منسٹر ہوتے ہوئے نہیں بنتا کہ میں کہوں کہ یہ فنڈ میرے علاقے میں میری مرضی سے خرچ کئے جائیں۔ لیکن حکومت نے ممبران کی سہولت کے لئے اور پورے بلوچستان میں جہاں کہیں بھی اس کے علاوہ ڈراؤٹ کے مسئلے تھے جن کا ڈراؤٹ سے زیادہ تعلق نہیں تھا لیکن ان دوستوں کو compensate کرنے کے لئے حکومت نے فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمام ممبران کو کہا کہ آپ اپنی اسکیمات دے دیں اسکیمیں جناب! پی اینڈ ڈی ڈی پارٹمنٹ میں آتی ہیں جس طرح طریقہ کار ہے اس کو دیکھ کے کیبنٹ میں لے جاتا ہے وہاں سے پاس ہونے کے بعد پھر وہ فنانس میں آ جاتی ہیں رلیز کے لئے اب جن ممبران کی رلیز نہیں ہوئی ہیں فنانس کی جانب سے اس وقت تو میرے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہے لیکن میں تجربہ کی بنیاد پر یہ عرض کر سکتا ہوں کہ شاید ان کی اسکیمات پی اینڈ ڈی ڈی پارٹمنٹ سے منظور نہیں ہوئی ہیں۔ کسی ٹیکنیکل غلطی کی وجہ سے یا لیٹ ہونے کی وجہ سے وجوہات کا مجھے پتہ نہیں ہے

لیکن لیٹ ہونے کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے۔ پھر دوسری جناب والا! گزارش یہ ہے کہ تحریک استحقاق اس چیز میں بنتی ہے جب رولز آف بزنس میں کوئی چیز واضح دی گئی ہو کہ یہ آپ کا استحقاق ہے اس سے ہٹ کر کوئی چیز ہوتی تو تب کوئی استحقاق بنتا۔ ڈراؤٹ پیکیج کا کسی قانون میں کسی کتاب میں کسی جگہ کوئی اس کا ذکر نہیں ہے استحقاق کے حوالے سے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق بنتا ہی نہیں ہے۔ دوسری بات جو دوستوں نے اٹھائی ہے وہ ایم پی اے فنڈ کے حوالے سے تھی ایم پی اے فنڈ کا میں بھی اس فلور پر یقین دہانی کرا چکا ہوں سینئر منسٹر بھی اور جام صاحب تو بارہا کئی مرتبہ دوستوں کو یہ بتا چکے ہیں کہ جو ایم پی اے فنڈ پچھلے سال expend ہونے سے رہ گئے تھے جن کا expenditure نہیں ہوا اس سال ہم نے ان کے لئے گنجائش رکھی ہے وہ جن دوستوں کے فنڈ رہتے ہیں اس سال ہم وہ دیں گے وہ ان کا استحقاق ہے ان کا حق ہے حکومت کی طرف سے ان کو ملیں گے ان میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوگی۔ تو جناب والا! یہی میری گزارشات تھیں کہ جناب والا! یہ کوئی تحریک استحقاق بنتا ہی نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں یقین دہانی کراؤں کہ اگر پی اینڈ ڈی سے یہ اسکیمیں فنانس کے پاس آئی ہیں تو انشاء اللہ اگر مکمل رلیز نہ ہوئیں تو ہم ان کا کوئی حصہ رلیز کریں گے تاکہ کام سٹارٹ ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ صوبے کی مالی حالت آپ کے سامنے ہے کہ آٹھ ارب سے زائد کے ہم اوڈی سٹیٹ بینک سے لے چکے ہیں اور سٹیٹ بینک سے اوڈی لینے کے بعد صوبہ اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ جتنی بھی اسکیمیں ہیں وہ ہم رلیز کر دیں۔

جناب اسپیکر: شاہ صاحب! آپ سنیں یہ جو آپ نے کہا ہے کہ یہ استحقاق نہیں بنتا ہے اس کا مجھے بھی پتہ ہے لیکن جو دلیل آپ نے دی اس حوالے سے بھی نہیں دوسرے طریقے سے بھی نہیں بنتا ہے اس نے جو استحقاق میں تحریر کیا ہے وہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ وزیر اعظم کا پیکیج مجھے نہیں ملا ہے وہ اس حوالے سے ہے کہ میرے ساتھ وعدے کے لئے مجھے لیٹر دیا گیا اس کے باوجود میں نے لوگوں سے وعدے کئے ابھی تک میرے پیسے رلیز نہیں ہوئے اس وجہ سے ہے اس وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب والا! یہ درست ہے میں یہی عرض کر رہا ہوں دیکھئے ایک ایم پی اے کو اگر گیٹ پر روکا جاتا ہے اجلاس کے دوران اس کا استحقاق مجروح ہو جاتا ہے ایک ایم پی اے عوامی نمائندہ

وہ کسی دفتر میں جاتا ہے اس کو وہ ٹریڈمنٹ نہیں ملتا اس کا استحقاق مجروح ہو جاتا ہے لیکن یہ کوئی استحقاق نہیں ہے کہ حکومت کے وسائل کسی ایم پی اے کے کہنے پر خرچ نہیں ہوئے ہیں اور یہ استحقاق بنا لیکن جناب والا! یہ میری نظر میں کوئی استحقاق نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: یہ صحیح ہے اور اس حوالے سے میں نے بات کی ہے۔

شاہ زمان رند: شاہ صاحب! کے کہنے پر ڈراؤٹ نہیں آتا یہ پیکیج اور ہے پتہ نہیں شاہ صاحب کیا پڑھ رہے ہیں کہ وزیراعظم پیکیج کے پیسے۔ اسمیں تو صاف لکھا ہوا ہے یہ بات واضح ہے اس کو گول مول کر رہے ہیں اس بات کو اس کو ڈائریکٹ لیں اس میں تو یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ وزیراعظم پیکیج کے پیسے ہیں اگر شاہ صاحب سے پوچھ کر ڈراؤٹ آتا ہے یا خشک سالی آتی ہے تو مجھے پتہ نہیں ہے اس کا۔ اس میں کسی کا استحقاق بنتا ہے یا نہیں۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): اس سلسلے میں جناب! گزارش یہ ہے کہ پرائم منسٹر نے یہ پیسے کس مد میں دیئے ہیں کیوں دیئے؟ انہوں نے یہ پیسے ڈراؤٹ پیکیج میں دیئے ہیں اب جناب کو نہیں پتہ تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟

شاہ زمان رند: ہم بھی وہی کہہ رہے ہیں ڈراؤٹ کی اسکیمات ڈراؤٹ کے حوالے سے میرے پاس وہ سارے ریکارڈ ہیں جتنا انہوں نے کہا ہے اس اسکیم کے لئے آپ دے سکتے ہیں۔ اگر وہ شاہ صاحب کے علم میں نہیں ہے تو کیا کریں شاید شاہ صاحب بھول رہے ہیں۔ اس سے مجھے انکار نہیں ہے کہ یہ وزیراعظم پیکیج کی اسکیمات ہیں۔ خود شاہ صاحب نے میرے سامنے کہا تھا یہ رلیز ہو پی اینڈ ڈی سے یہ منظور ہو جائیں۔ پی اینڈ ڈی کے منسٹر بھی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس سے پوچھ لیا جائے۔

جان محمد بلیدی: جس تحریک استحقاق پر یا تحریک پر قانونی رائے کی ضرورت ہو اصولی طور پر یہ ہوتا ہے کہ وہ قانون و پارلیمانی امور سے پوچھا جاتا ہے۔ دوسری یہ جو بات شاہ صاحب سے پوچھی گئی ہے شاہ صاحب نے اس کو گول کرنے کی کوشش کی اور قانون و پارلیمانی امور کے حوالے سے اس کا جواب دینے کی کوشش کی۔ تیسری بات یہ ہے کہ جناب والا! ڈراؤٹ پیکیج میں سب کے ساتھ یہی سلوک ہوا ہے یہی کچھ ہوا ہے اگر استحقاق بنتا ہے یا نہیں یہ اپوزیشن یا چند لوگ ہیں جن کے ساتھ یہ ہوا ہے جناب والا! آپ دیکھیں

کہ پی سی ون مارچ سے اشو ہوتا ہے اور تا حال پی اینڈ ڈی میٹنگ کر کے اس کو فائل نہیں کرتا۔ میں نے خود چار چکر لگائے ہیں کبھی بدرالدین کے پاس کبھی پی ایچ ای میں۔ پھر جا کر چیف انجینئر کے پاس آخر یہ استحقاق نہیں ہے ہمارا تو یہ ہمیں کیوں دیا گیا۔ ان کو ایم پی اے کے لئے سلیکٹ کیا گیا کہ ہر ایک جو ہے ایک ایک کروڑ کا بتائے جب ہمیں یہ کہا گیا ہے تو اس پر عمل درآمد کیوں نہیں ہو رہا ہے اور جہاں تک شاہ صاحب کی بات ہے جناب والا! ایم پی اے اسکیم کے پیسے جو اشو ہوئے ہیں فنانس سے وہ اکیس جون کو جبکہ وہ رکھے گئے تھے تو کیوں رکھے گئے تھے؟ اس پر کچھ کہیں تو شاہ صاحب ناراض ہو جاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: اوکے چھوڑیں۔ شاہ صاحب!

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جو معزز ممبر نے یہاں نکتے اٹھائے ہیں میرے خیال میں وہ اس تحریک استحقاق سے متعلق بالکل نہیں تھے اب مثال اگر اکیس جون کو رلیز ہوئے تو انہوں نے اپنی اسکیمیں کیوں لیٹ کی ہیں اگر انہوں نے اسکیمات دی ہیں تو فنانس نہیں لیتا ہے اسکیمیں پی اینڈ ڈی لیتا ہے اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ وہ پی اینڈ ڈی سے پوچھے کہ میں نے آپ کو اسکیمیں دی ہیں میری اسکیمیں کیوں لیٹ ہوئی ہیں اب اگر ان کو شکایت مجھ سے ذاتی طور پر ہے وہ الگ بات ہے لیکن جو طریقہ کار ہے جو قانون ہے کہ فنانس کے پاس کوئی اسکیمات نہیں آتی ہیں۔ اسکیمیں جاتی ہیں پی اینڈ ڈی میں اور وہاں سے جب فنانس کے پاس authorization آتی ہے پھر اس کے بعد فنانس سے رلیز ہوتی ہیں۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ اس میں فنانس کا کوئی رول ہے لیکن اس کے باوجود میں دوستوں کو یقین دہانی کرا چکا ہوں کہ جن کے ایم پی اے فنڈ رہتے ہیں پچھلے سال کے وہ ہم دیں گے۔

جناب اسپیکر: نہیں پچھلے سال کے فنڈ اور اگر پی اینڈ ڈی نے آپ کو اپروول بھیجی ہے تو آپ کی ٹیبل پر ہو اور فنانس تک پہنچ گئی ہو تو اس کی رلیز آپ کر سکتے ہو جن ممبران کی ہیں۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): بالکل کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جس پیکیج کے بھی against ہے۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب! جو اسکیمات اپرو ہو کر فنانس تک پہنچی ہیں ان کے لئے ہم رلیز دیں گے اور جو اسکیمات اب تک پی اینڈ ڈی کے پاس ہیں تو ان کے لئے ہم کیسے رلیز دے سکتے ہیں

پہلے آپ یہ اسکیمات پی اینڈ ڈی سے پوچھے ہیں؟ منظور ہوئی ہیں۔
 جناب اسپیکر: آپ بات کو سمجھیں اب شاہ صاحب کہتے ہیں کہ اگر پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ سے جو بھی
 پروول آئی ہے جس ممبر کی بھی ہیں ہم وہ release کر دیں گے۔
 شفیق احمد خان: وہ ہماری اسکیموں کو دبا کے نہ رکھیں جناب!
 شاہ زمان رند: محکمہ فنانس دو مہینے میں یہ تو جواب دے دیتا کہ آپ کے پی اینڈ ڈی سے منظور نہیں
 ہو چکے ہیں۔

جناب اسپیکر: اسی وجہ سے تو آپ کی تحریک استحقاق آئی ہے۔
 شاہ زمان رند: آیا اُس کو یہ جواب دینے میں چھ مہینے لگیں گے، دو سال لگیں گے، پانچ سال لگیں گے یا
 آٹھ سال لگیں گے؟
 جناب اسپیکر: جی۔

جام میر محمد یوسف (قائد ایوان): sir جہاں تک Prime Minister Package کا سوال ہے
 میرے خیال میں I will be more to the point کہ جو total package ہے نہ
 MPA کے programme میں یا Prime Minister نے جب ہم نے Prime
 Minister سے request کی تھی کہ بلوچستان کو ایک ڈراؤٹ پروگرام کیلئے پیکج دیا جائے۔
 جہاں تک implementation کی بات ہے میرے خیال میں انکے پروگرام پر
 implementation نہیں کر چکے ہیں۔ یا پی اینڈ ڈی نے نہیں کیئے ہیں یا فنانس نے release
 نہیں کی۔ تو میرے خیال میں اسمیں کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اُسے find کر کے ہم معلوم کر لیں گے
 کہ کیوں اگر ڈیپارٹمنٹ نے اگر سستی کی ہے۔ اگر ان کے پی اینڈ ڈی نے منظور کر چکے ہیں تو ہم فنانس
 والوں سے معلوم کر لیں گے۔ میرے خیال میں بیٹھ کر ہوا اگر تضاد میں جائیں گے تو یہ اور بھی لمبی باتیں
 ہوں گی۔ اس سے نہ آپ کو فائدہ ملے گا نہ ہمیں۔ نہ آپ بھی میرے خیال میں accordingly
 آپ تو یہ کہتے ہیں کہ جی table پہ آ چکی ہیں فنانس کے پاس آ چکی ہیں تو یہ implementation
 ہوں۔ there are rules and procedures find out کہ یہ کہاں رکی ہوئی ہیں؟

کیوں رکی ہوئی ہیں؟ جیسے کہ میں نے سنا تھا کہ کچھ۔ میں ہمیشہ یہ معلوم کرتا رہتا ہوں۔ جیسے محترم گیلو صاحب کے اور بعض لوگوں کے اسکیمیں اب تک نہیں پہنچی ہیں۔ میں متواتر ان سے کہتا رہا کہ آپ اپنے جو prime minister drought programme ہیں اُسکے پروگرام آپ لوگ جلدی دیں۔ تو انہوں نے خود بعض لوگوں نے محترم جیسے گیلو صاحب نے کہا تھا کہ میں آج دے دوں گا کل دے دوں۔ سامنے بیٹھے ہوئے ہیں تو ایسے شاید آپ لوگوں نے بھی delay ہوئے ہوں۔ تو lets find out from the P & D اگر پی اینڈ ڈی نے جان بوجھ کے کیا ہے تو we may to take into the task کیوں نہیں کیا ہے؟ اگر کوئی ایسی چیز ہے تو۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

چکول علی ایڈووکیٹ: اپوزیشن کی ساری اسکیمیں ہیں۔ پی اینڈ ڈی نے approve تو کیئے ہیں۔ جناب! میں چیف منسٹر صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ پی اینڈ ڈی کو حکم دیں کہ جو پیسے اسکیمیں approved ہوئی ہیں انہیں فنانس کو بھیج دیں اور جو ابھی تک approved نہیں ہوئی ہیں وہ ان پر کارروائی شروع کریں۔

جام میر محمد یوسف (قائد ایوان): میں جی آپ کو واضح طور پر بتاؤں کہ جتنا بھی میں اس پہ day to day contacts پر ہوں۔ اسکی میں ہمیشہ خود deeply interested ہوں۔ کیونکہ یہ ایک one million اگر implementation ہوگی تو اس سے فیڈرل گورنمنٹ مزید ہمیں ایک ارب دیگی۔ یہ دو ارب روپے تھے جس میں سے ایک ارب پہنچا تھا ہمیں دوسرا یہ گارنٹی کے تحت کہ اگر یہ کام ہو جائے گا تو دوسرا ایک ارب بلوچستان گورنمنٹ کو دیا جائے گا۔ تو میں خود ہی ہمیشہ معلوم کرتا رہتا ہوں۔ اب تک جو انہوں نے مجھے statistic report دی ہے اسکی data کی وہ تقریباً ninety یا ninety five کروڑ اب تک اس پہ implementation ہو چکی ہے۔ تو جس طرح کہا گیا ہے نہ ہم پر بیورو کریسی مسلط ہے نہ آپ پر مسلط ہے۔ نہ ہم اُسکے تابع ہیں۔ but they have to take our directions. اگر انہوں نے صحیح طرح نہیں کیا میں اس فلور آف دی ہاؤس پہ کہتا ہوں کہ ہم اس سلسلے میں سختی سے نوٹس لیں گے کہ کیوں اس طرح ہوا ہے۔ دیکھیں جی اگر دو تین دنوں میں یہ implementation نہیں ہوئی تو پھر آپ کو اجازت ہے

آپ میرے پاس آ جائیں ہم اُس پر سختی کر لیں گے۔ لیکن مجھے آج ایک دن کا موقع دیا جائے تاکہ میں ان کو بلا کر ان سے پوچھ لوں۔ کہ یہ چیزیں جو منظور ہوئی ہیں کیوں implementations نہیں ہوئی ہیں۔ اسکی وجہ کیا ہے۔

جناب اسپیکر: ok۔ (رونگ)

حکومت کی یقین دہانی کے بعد یہ تحریک استحقاق نمبر 55 نمٹائی جاتی ہے۔ جناب عبدالرحیم زیارتوال صاحب اپنی تحریک استحقاق نمبر 57 پیش کریں۔

تحریک استحقاق نمبر 57

عبدالرحیم زیارتوال: میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 55 کے تحت درج ذیل تحریک استحقاق کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ گزشتہ سال اسمبلی اجلاس میں ایک قرارداد صوبے کی بند ملوں ہرنائی و ولن مل، بولان ٹیکسٹائل مل، مستونگ مل اور حب کی ملوں کے بارے میں اتفاق رائے سے منظور ہوئی تھی لیکن قرارداد پر عملدرآمد کی بجائے گزشتہ مہینوں بولان ٹیکسٹائل مل کی بلڈنگ آئی ٹی یونیورسٹی کو دے دی گئی ہے۔ صوبائی حکومت کے اس اقدام سے میرا بحیثیت محرک اور اس مقدس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ گزشتہ سال اسمبلی اجلاس میں ایک قرارداد صوبے کی بند ملوں ہرنائی و ولن مل، بولان ٹیکسٹائل مل، مستونگ مل اور حب کی ملوں کے بارے میں اتفاق رائے سے منظور ہوئی تھی لیکن قرارداد پر عملدرآمد کی بجائے گزشتہ مہینوں بولان ٹیکسٹائل مل کی بلڈنگ آئی ٹی یونیورسٹی کو دے دی گئی ہے۔ صوبائی حکومت کے اس اقدام سے میرا بحیثیت محرک اور اس مقدس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلے پر بحث کی جائے۔

عبدالرحیم زیارتوال صاحب آپ اسکی admissibility پر کچھ بات کریں۔

عبدالرحیم زیارتوال: شکر یہ جناب اسپیکر! بنیادی طور پہ میں یہاں سے شروع کروں گا۔ آپ ناراض نہ ہو۔ ہمارے ٹریژری پنچر کے دوست جب جواب دیتے ہیں تو irrelevant ہو جاتے ہیں جبکہ

انہیں ذمہ داری سے بعض چیزوں پہ irrelevant نہیں ہونا چاہیے لیکن ہو جاتے ہیں۔ بنیادی طور پر مسئلہ یہ ہے جناب اسپیکر اس ایوان میں ایک قرارداد منظور ہوئی تھی اتفاق رائے سے۔ اور وہ قرارداد بند ملوں کو دوبارہ شروع کرنے کے بارے میں تھی۔ اور وہ جو عملے آئے تھے بند ملیں ہمارے پاس جو پہلے سے موجود تھیں وہ کسی نہ کسی طریقے سے بند کیئے گئے اور ہمیں اسوقت جو مشکل درپیش ہے پورے صوبے کو بیروزگاری کے حوالے سے، تو اُس حوالے سے بھی ہم چاہتے تھے کہ یہ ملیں بلکہ صوبے کے یہ تمام ایوان جتنے بھی ممبرز ہیں سب نے یہ چاہا کہ یہ ملیں دوبارہ شروع ہوں اور لوگوں کو روزگار ملے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے بنیادی طور پہ کہ ہم اپنی چیزوں کو خود گورنمنٹ میں ہوتے ہوئے violate کر جاتے ہیں۔ اور بنیادی جو مسئلہ ہمیں درپیش ہے وہ یہ ہے جناب اسپیکر! اسوقت بیروزگاری اپنی انتہا پہ ہے۔ اور بیروزگاری اسوقت ختم ہوگی آپ کی پیداوار بڑھے گی تو لوگوں کو روزگار ملے گا۔ اگر آپ کی پیداوار کھٹی چلی جائے گی تو آپ کے صوبے میں روزگار کے مواقع کم ہوتے جائیں گے۔ دوسری بات یہ ہے جیسا کہ احسان شاہ صاحب نے کہا تھا کہ ہمیں اسوقت، سٹیٹ بینک سے انکا اسٹیٹمنٹ ہے 8 ارب شاید 9 ارب روپے تک وہ سود پہ قرض لے چکے ہیں صوبے کے ملازمین کو تنخواہیں دینے اور دوسرے امور کو چلانے کیلئے۔ بات یہ ہے کہ کیا ہم اور آپ جو یہاں بیٹھے ہیں اس صوبے کی خود کفالتی کیلئے بات نہیں کریں گے؟ کیا اس صوبے کی خود کفالتی کیلئے ایسی ملوں کو چلانا اور دیگر صنعتوں کو قائم کرنا کیا ہمارے منصوبوں میں شامل نہیں ہوگا؟ اور تو کیا جب ایک complete چیز پڑی ہوئی ہے۔ آپ کے پاس بلڈنگ ہے آپ کے پاس مشینیں ہیں اور آپ کے پاس تمام چیزیں ہیں اور آپ ان ملوں کو نہیں چلا سکتے۔ جس وقت بولان ٹیکسٹائل مل کو بند کیا گیا تھا۔ رحیم الدین صاحب یہاں پہ گورنر کی حیثیت سے تھے اور مارشل لاء کا دور تھا اور اُسکو بند کرنا چاہ رہے تھے اور اُس نے کہا تھا کہ ایسی مل کیسے چل سکتی ہے جس کا خام مال صوبے میں موجود نہ ہو۔ ہمارے تمام خام مال کو پنجاب میں جا کے استعمال کر کے utilize کر کے وہ کارخانے چلا سکتے ہیں ایک بولان ٹیکسٹائل مل بلیلی ٹیکسٹائل مل اُسکو چلانا ان کو گوارہ نہیں تھا۔ ہرنائی کی وولن مل کا خام مال پنجاب سے نہیں آتا، سندھ سے نہیں آتا، صوبہ سرحد یا شمالی پشتونخواہ سے نہیں آتا۔ وہ علاقہ ایسا ہے کہ وہاں پہ وہ چیز موجود ہے (خام مال) اُسکے لئے انگریز کے دور میں یہ شروع کیا گیا تھا پاکستان بنا تھا

1954 میں یہ complete ہوا تھا۔ اور اُسکو بند کیا گیا ہے اور اُسکی آج تک تمام مشینری صحیح حالت میں ہیں۔

جناب اسپیکر: زیارتوال صاحب یہ admissibility پہ آپ بول رہے ہیں؟

عبدالرحیم زیارتوال: نہیں میں تحریک استحقاق جناب!

جناب اسپیکر: آپ ذرا اُس پہ آجائیں کہ آپ کا استحقاق کیسے بن گیا ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال: میری تحریک استحقاق اس وجہ سے بنتی ہے جناب! کہ قرارداد پاس ہوئی تھی۔

جناب اسپیکر: ہاں تو بس وہی بات کریں۔

عبدالرحیم زیارتوال: اُسکو شروع کرنا چاہئے تھا ملوں کو آپ نے باقاعدہ اُسکو violate کرتے

ہوئے آپ نے مل کی بلڈنگ آئی ٹی یونیورسٹی کو دے دی۔ کیا تک بنتا ہے جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: زیارتوال صاحب اس کی admissibility پر آجائیں کہ یہ کس طرح تحریک استحقاق

بنتی ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! ایوان میں ہوتے ہوئے یہ ایوان موجود ہے صوبائی گورنمنٹ موجود

ہے اور سب نے اتفاق رائے سے قرارداد منظور کر لی ہے۔ اپنی اس قرارداد کی ہم یہاں سے کیوں

violation کریں کس کی ایماء پر ہم نے یہ کام کیا ہے اور کیوں اس سکودیا ہے۔ جو بلڈنگ یہ اسمبلی

بلڈنگ جو ہے اسمبلی اجلاس کے لئے بنائی گئی ہے۔ اور اگر آپ اس میں کمپیوٹر رکھیں گے فلاں چیز شروع

کر دیں گے تو یہ کلاس روم تو نہیں۔ اسی طرح جو بلڈنگ مل کی بنیاد پر بنی تھی تو اس بلڈنگ میں مل ہی ہونی

چاہئے اور وہ مل کی ضروریات کے تحت بنائی گئی تھی۔ اب آپ اس بلڈنگ کو تھوڑے گے خراب کریں

گے۔ لیکن بات یہ ہے کہ قرارداد تھی ہم اپوزیشن اور ٹریڈری پنچز کے ساتھیوں کو اس بات پر زور دینا چاہئے

ہم اپنی ملوں کو چلانے کیلئے مرکز سے صوبے سے جہاں سے بھی فنڈز مہیا کرتے ان کو چلا لیتے اور اس

طریقے سے ہم خود انصاری کرتے اور ہم اپنی پیداوار کو بڑھاتے اور اپنے عوام کو روزگار مہیا کرتے نہ ہم

پیداوار بڑھا سکیں نہ عوام کو روزگار دے سکیں ہیں اور اپنی قرارداد کی خود violation کرتے ہوئے ایک

مل کی بلڈنگ آئی ٹی یونیورسٹی کو دی ہے تو اس طریقے سے میرا اور اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: جی جمالی صاحب!

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی) بسم اللہ الرحمن الرحیم میرے لحاظ سے تو معزز ممبر کا استحقاق مجروح نہیں ہو رہا ہے اس کے پس منظر میں کچھ چیزیں ہیں۔ جو میں گزارش کروں گا ایوان کے سامنے یہ بلڈنگ اور یہ ٹیکسٹائل مل وغیرہ ایسی پڑی ہوئی تھی یہ اس زمانے کی بات ہے جس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں تھا۔ تحریک اس نے پیش کی ہے اور ان کا یہی ہے کیونکہ اسمبلی کی تحریک منظور ہوئی تھی۔ اور ہمیں چاہئے تھا کہ یہاں کے لوگوں کو مواقع مہیا کریں تاکہ روزگار بڑھے اب اس بلڈنگ میں میرے خیال میں دو تین مہینے پہلے آپ بھی تھے ہم بھی تھے اور یہ گورنر صاحب کی کوششوں سے یہ جناب! آپ کا فیڈرل منسٹر جنوئی صاحب یہاں آئے تھے۔ جو کہ انڈسٹریز ہیں تو انہوں نے خود یہ بلڈنگ حوالے کی تھی گورنمنٹ آف بلوچستان کو گورنر صاحب کی ایما پر اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک اچھا کام ہوا ہے۔ کہ یہاں پر آئی ٹی یونیورسٹی کے لئے کروڑوں روپے کی ضرورت تھی آپ کو ایک تیار بلڈنگ مل گئی ہے اور اس میں یہ بھی ہوا تھا کہ جی یہاں پر آپ کے لئے میرین یونیورسٹی بھی بنائی جائے گی تاکہ آپ کا یہ گواد اور دوسرے علاقوں کا جو پرابلم ہے ان اسٹوڈنٹس کے ٹریننگ کے لئے اور جناب! یہ اربوں روپے کی زمین ہے۔ اگر آپ کسی نیک کام کے لئے اس کو رکھتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں آج کل آپ کو پتا ہے کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی جو ہے سب سے زیادہ درس و تدریس کے لحاظ سے through out world اس پر زور دیا جاتا ہے۔ اور ایک بہت ہی اچھا کمپلیکس ہے دوسرا یہ ہے کہ جہاں آئی ٹی یونیورسٹی کا اجراء ہوا ہے میں نے وہاں پر سوال بھی کیا میں نے کہا کہ جی یہ ٹیکسٹائل مل تھی تو اس کی وجوہات کیا ہیں کہ فیڈرل گورنمنٹ نے صوبے کو یہ کیوں دیا انہوں نے کہا جی اس پر مشینری وغیر نصب ہیں مگر وہ مشینری آؤٹ آف ڈیٹ ہو گئی ہیں وہ موجودہ معیار کے مطابق نہیں چل سکیں گی اور یہی resin ہے کہ ہم اس بلڈنگ کو hand over کر رہے ہیں صوبہ بلوچستان کو تاکہ آئی ٹی یونیورسٹی کا یہاں اجراء ہو میرین کالج یا یونیورسٹی یہاں پر کھولیں گے ایک اور کالج کا بھی وہ وعدہ کر گئے تھے اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ ہمارے چیف منسٹر صاحب نے اس وقت پندرہ کروڑ روپے کا اعلان کیا تھا۔ اگر میں غلط ہوں تو آپ بتادیں یہ ایک بڑا خوش آئند واقعہ ہے۔ یہاں کی تعلیم کے لئے اسی context میں آپ دیکھیں کل ایک اور قرارداد آ جائیگی کہ جی

سردار بہادر خان سینٹوریم کو ووٹمن یونیورسٹی بنایا جائے۔ اب یہاں سب کی ڈیمانڈ ہے ہمارے ان بھائیوں کی کہ یہاں پر ایک الگ خواتین کے لئے یونیورسٹی ہونی چاہئے۔ اور وہ بھی میں سمجھتا ہوں اربوں روپے کی زمین ہے اگر آپ ایک نیک کام کریں اور آج وہ یونیورسٹی چل رہی ہے ہماری خواتین ہماری بچیاں ہماری بہنیں وہاں پڑھ رہی ہیں ان کا اپنا سلیپس ہے ایک سسٹم ہے میں سمجھتا ہوں کہ سارے میرے معزز ممبران اس چیز کو appreciate کریں گے۔ hostel کی وہاں سہولت ہے۔ یہ بلڈنگ کئی سالوں سے ایسی پڑی ہوئی تھی اور اگر یہ ملیں آپ نہیں استعمال کر سکیں یا اس وقت کی گورنمنٹ نہیں چلا سکی تو یہ blame آپ ہم پر نہیں دے سکتے ہیں۔ اور نہ ہی کسی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ایک اچھا کام ہوا ہے صوبے کے لحاظ سے آپ کی ایک یونیورسٹی نے کام شروع کیا ہے اور دوسری یونیورسٹی بن جائیگی ہمارے چیف منسٹر صاحب نے پندرہ کروڑ روپے اس کے لئے مختص کر دی ہے۔ تو یہ اس صوبے کی بھلائی کے لئے کام ہو رہا ہے۔ اب وہاں کی مشینری ہیں وہ اس قابل نہیں کہ معیار کی چیز پیدا کر سکیں وہ بھی فیڈرل گورنمنٹ کا ایک یونٹ ہے اور اس پر ان کو damages پڑ رہا ہے کروڑوں روپے کا اس کو نقصان ہو رہا تھا۔ اس نے اس طریقے سے اس بلڈنگ کی کیونکہ کنسٹرکشن بڑی اچھی تھی اس طریقے سے utilize کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں اس لحاظ سے اس میں کسی ممبر کا استحقاق مجروح نہیں ہوا ہے۔ ہمارے منسٹر فنانس صاحب ہماری مدد کے لئے آ پہنچا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ یہاں ایک ایجوکیشن کمپلیکس بن رہا ہے جس میں اس زمانے کی تمام سہولت میسر ہوں گے۔ اب میں آپ سے پوچھوں گا جناب اسپیکر! اگر ایک اچھا کام ہو رہا ہے اور ہمارا ایک معزز دوست کہہ رہا ہے کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے ایک بلڈنگ پڑی ہوئی ہے اس کو آپ استعمال میں لارہے ہیں گورنمنٹ آف بلوچستان اس کے لئے فنڈز دے رہی ہے۔ جناب! میرین انجینئرنگ یا میرین یونیورسٹی آپ کی وہاں بن رہی ہے۔ کیا یہ بچے وہاں پڑھ رہے ہیں کل کو وہاں سے فارغ التحصیل ہونگے ان کو روزگار نہیں ملے گا۔ اگر آپ نے ایک مل بند کر دی اور یونیورسٹیاں بنا رہی ہیں تو وہی سے لوگ گریجویٹ ہو کر کل یہی لوگ آپ کے ہنرمند ہونگے اور آپ کی مدد کریں گے۔ اور میں خاص کر یہ سمجھتا ہوں جو میرین یونیورسٹی ہے۔ جس کی بلوچستان کو بہت ہی زیادہ ضرورت ہے۔ اور ہماری اگلی نسل کے لئے یہ ایک کارآمد چیز ہے۔ شکریہ!

کچول علی ایڈووکیٹ: جناب! جہاں تک ہمارے وزیر کا تعلق ہے۔ جب یہ بول رہے تھے تو ہم لوگ خاموش تھے۔ اب یہ دیکھے ہم لوگوں کو خدا نے عزت عطا کی ہے اس پارلیمنٹ کے حوالے سے کوئی منسٹر ہے کوئی ایم پی اے ہے کوئی وزیر اعلیٰ ہے جب اس معزز ایوان نے ایک قرارداد منظور کی تھی بالکل جواب تک اپ لوگوں کا مسئلہ بالکل genuine ہے کاش کہ اپ لوگ اس کو properly اسمبلی میں لے آتے اس پر ڈیبیٹ ہوتا اس پر discuss ہوتا اس پر انہماق و تفہیم ہوتا کہ واقعی ہم نے پہلے جو قرارداد پاس کی تھی کہ بند ملوں کو چلایا جائے لیکن یہ بقول منسٹر صاحب کے کہ اربوں روپے کی زمین ہے اور یہ جو جدید ایجوکیشن ہے ان کی بھی ہمیں ضرورت ہے اگر یہ ایجوکیشن کے ادارے یہاں قائم ہو یہ بھی مفادات بلوچستان کے ہیں البتہ میں یہ کہتا ہوں کہ جو اسمبلی نے ہمیں status دیئے ہیں ہم اس کو Enjoy کر رہے ہیں اس کی قراردادوں کو اگر وفاقی حکومت نہیں مانتی ہے تو ایک دکھ ہے اگر ہم لوگ خود اس کی violation کر لیں میں کہتا ہوں کہ یہ ایک مناسب بات نہیں ہوگی اور ہمیں ان چیزوں سے اتفاق کرنا ہے کیونکہ قرارداد کا مطلب یہ ہے کہ سارے بلوچستان کے نمائندے (ہم لوگ) یہاں بیٹھے ہیں بلوچستان کے عوام کی بات ہے کہ انہوں نے ہمیں یہاں لایا ہے ابھی ان کی مرضی کے خلاف ہم لوگ ایسا عمل کرتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ بلوچستان کے عوام جو محسوس کر رہے ہیں اور ہم لوگ جو ان کے نمائندے ہیں ہم اس پر ڈیبیٹ کر کے بڑی سوچ و بچار کے بعد جو قرارداد منظور کر لیتے ہیں اور یہ مزید ڈیبیٹ کیے بغیر مطلق العنان انداز سے ہم لوگ اپنی قراردادوں کی خود ہی نفی کرتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ پارلیمنٹ کے آداب کے منافی ہونگے۔ سیکنڈ یہ ہے کہ جہاں تک میرین کالج کا مسئلہ ہے اس کو اگر بنانا ہے تو پسمنی میں بنادے یا گوادری میں بنادے بہتر ہوگا کیونکہ وہاں کوسٹ ہیں۔

جناب اسپیکر: OK جی

عبدالرحیم زیا تو وال: جناب اسپیکر صاحب! میں نے شروع میں عرض کی تھی وزیر موصوف صاحب تحریک استحقاق بھول چکے ہیں۔ (مداخلت)

سید شیر جان بلوچ (وزیر گوادری ڈیپلمنٹ اتھارٹی): جناب اسپیکر صاحب! میں نے دو سو ایکڑ زمین فری میں دیدی ہے میرین کالج کے لئے زمین کا بھی مسئلہ نہیں ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال: تو جناب اسپیکر! میں نے شروع میں کہا تھا کہ ہمارے ٹریڈری پیچز کے وزراء صاحبان جواب دیتے وقت یا بات کرتے وقت irrelevant ہو جاتے ہیں جمالی صاحب نے بات کی اس کی irrelevancy یہ ہے۔ ہم نے یہ نہیں کہا ہے کہ ہمیں آئی ٹی یونیورسٹی نہیں چاہیے یہ نہیں کہا ہے کہ ایجوکیشن کے ادارے نہیں چاہیے میں نے بات یہ کی تھی کہ اس ایوان میں قرارداد پاس ہوئی ہے اور اس قرارداد کی اس طریقے سے violation ہوئی ہے کہ ان ملوں کو ہم چلاتے یا وفاقی حکومت سے ہم کہتے کہ ان ملوں کو چلانے کے لئے ہمیں فنڈز مہیا کرے ان کو چلانے کی بجائے اس کی بلڈنگ آئی ٹی یونیورسٹی کو دیدی گئی صوبائی حکومت کی مرضی اور رضامندی سے تو استحقاق اس لئے مجروح ہوا ہے کہ اس ایوان کی قرارداد ہے کہ by name ہے کہ بولان ٹیکسٹائل مل، ہرنائی وولن مل، مستونگ مل اور حب کی بند ملوں کو چلایا جائے۔ ان کو دوبارہ کھولا جائے قرارداد یہ تھی اب اس قرارداد پر عملدرآمد تو اب تک نہیں ہوا ہے لیکن اس کی violation یہ ہوئی ہے کہ ایک مل کی بلڈنگ کسی تعلیمی ادارے کو۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: رحیم صاحب! کافی بحث مباحثہ کے بعد جہاں تک میں سمجھا ہوں قرارداد ہم مرکزی حکومت کو بھیجتے ہیں وہ ایک سفارش ہوتی ہے سفارش کا مقصد یہ ہے کہ کبھی لوگ مانتے ہیں کبھی نہیں ایک دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے جو پوائنٹ بتایا کہ یونیورسٹی کے ہم خلاف نہیں ہیں اب مرکزی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ چونکہ جو قرارداد آپ نے بھیجی ہے ہم اس کو نہیں چلا سکتے ہیں مشینری پرانی ہیں لہذا میں یہ بلوچستان حکومت کے حوالے کرتا ہوں اس سے کوئی اور کام لے لیں تو بلوچستان حکومت اگر اس سے فالتو اسٹور بناتے انہوں نے آئی ٹی یونیورسٹی کو دیدیا اب صرف یہ پوائنٹ بنتا ہے کہ پھر حکومت کو چاہیے اسمبلی کو چاہیے کہ پھر خود ترمیمی بل یا قرارداد اس قسم کی تھوڑی سی ترمیمی کرتے ورنہ کام تو اچھا کیا ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال: ہم نے یہ کہا بھی نہیں ہے کہ برا کیا ہے اس ایوان کی جو حیثیت ہے جو تقدس ہے وہ پامال ہوا ہے وہ صوبائی گورنمنٹ کی وجہ سے پامال ہوا ہے یا وفاقی گورنمنٹ کی وجہ سے نہ اس کو ہم یہ اختیار دیتے ہیں نہ اس صوبائی حکومت کو یہ اختیار دیتے ہیں کہ اس کا جو ایوان ہے اس کے تقدس کو پامال کرے جیسا کہ آپ فرما رہے ہیں کچھول صاحب بھی فرما چکے ہیں کہ ایسی کوئی چیز لانی چاہیے واقعتاً ان کو لانا چاہیے یہاں پر ڈیبٹ ہونا چاہیے بحث ہونی چاہیے تاکہ ایک چیز وہ دے نہیں رہے ہیں لہذا ہم اس سے

یہ کام لے رہے ہیں آپ لوگوں کا کثرت ہے پاس کر دیتے اور وہ طریقہ ہوتا یہاں پر تو یہ ہے کہ اس ایوان کی بھی لاج نہیں رکھی جاتی ہے اور ہماری بھی لاج نہیں رکھی جاتی اس وجہ سے ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے آپ اس کو جس طریقے سے بھی interpret کرینگے وہ آپ کی وہ ہے لیکن بات یہ ہے کہ یہ چیزیں ایسی ہیں۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں زیارتوال صاحب! اس پر کافی بحث ہوئی حکومت نے جو اس کی تفصیل بیان کی اور اس کا پس منظر میرے خیال میں آپ تحریک استحقاق پر زیادہ زور نہ دیں۔

عبدالرحیم زیارتوال: جو بیان کیا وہ بالکل irrelevant، irrelevant اگر وہ بتاتے ہیں وہ طریقہ یہ ہے اس طریقے سے اگر وہ کرتے تو یہ جناب!۔۔۔۔

میر جمعہ خان بگٹی: جناب اسپیکر! اچھا کام ہوا لیکن غیر قانونی طریقے سے ہوا قانونی طریقے سے ہوتا ترمیم لاتے قرارداد پاس کرتے۔

(شور، شور)

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): غیر قانونی طریقے سے بالکل نہیں ہوا آپ کی صوبائی اسمبلی نے ایک قرارداد پاس کی ہے ضروری نہیں ہے کہ وہ فیڈرل گورنمنٹ binding ہو اس کی compulsory نہیں ہے میری گزارش سن لیں ابھی یہ کہہ رہے ہیں اور یہ پراجیکٹ ہے فیڈرل گورنمنٹ کی انہوں نے اتنے سوچ بچار کرنے کے بعد ہی یہ setup لیا ہوگا ایسے تو وہ بیوقوف تو نہیں ہے جب انہوں نے یہ سوچا ہوگا کہ یہ ٹیکسٹائل مل نہیں چل سکتی وجوہات بھی فیڈرل جو منسٹر ہے اس نے ہماری کینٹ میں انہوں نے بتائیں کہ یہ وجوہات ہیں کہ مل کام نہیں کر سکتی اس کے بعد جا کے decision دیا ہے ان کا پوائنٹ یہ ہے کہ بھٹی یہاں پر جو قرارداد پاس ہوئی تھی اس کی قدر ہونی چاہیے تھی یہ بات میں بالکل مانتا ہوں اس میں ہم سب کی عزت ہوتی مگر کوئی غلط کام نہیں ہوا ہے آگے جو بھی کام ہو مشاورت سے ہو۔ ہم اس پر agree کرتے ہیں مگر اس پر کسی کا استحقاق مجروح نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں میں رولنگ دے دیتا ہوں نہیں نہیں آپ چھوڑیں بس چھوڑیں حکومتی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بلڈنگ عوامی مفاد میں آئی ٹی یونیورسٹی کو دیدی گئی ہے لہذا تحریک

استحقاق نمٹائی جاتی ہے۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال صاحب اور جناب کچول علی ایڈووکیٹ میں سے کوئی اپنی تحریک استحقاق نمبر 58 پیش کریں۔

مشترکہ تحریک استحقاق نمبر 58

عبدالرحیم زیارتوال: میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کارمجر یہ 1974 کے قاعدہ نمبر 55 کے تحت درجہ ذیل تحریک استحقاق کا نوٹس دیتا ہوں تحریک یہ ہے کہ پچھلے سال ایم پی ایز کی تنخواہوں اور استحقاقات میں اضافہ کیا گیا لیکن ایم پی ایز ڈیلی الاؤنس کو شامل نہیں کیا گیا ہے جب کہ چار دن کے وقفے کی سالانہ کارروائی کے دنوں میں شامل کیا جاتا ہے لیکن انہیں ڈیلی الاؤنس سے محروم کیا گیا ہے جب کہ اس سے پہلے بھی ڈیلی الاؤنس رولز کے مطابق ادا کرتے تھے لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر ایم پی ایز کے پہلے سے دیے جانے والے استحقاقات پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ پچھلے سال ایم پی ایز کی تنخواہوں اور استحقاقات میں اضافہ کیا گیا لیکن ایم پی ایز ڈیلی الاؤنس کو شامل نہیں کیا گیا ہے جب کہ چار دن کے وقفے کی سالانہ کارروائی کے دنوں میں شامل کیا جاتا ہے لیکن انہیں ڈیلی الاؤنس سے محروم کیا گیا ہے جب کہ اس سے پہلے بھی ڈیلی الاؤنس رولز کے مطابق ادا کرتے تھے لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر ایم پی ایز کے پہلے سے دیے جانے والے استحقاقات پر بحث کی جائے۔ آپ اسکی admissibility پر بات کریں۔

عبدالرحیم زیارتوال: استحقاق لکھ دیا ہے ابھی پتہ نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جی

عبدالرحیم زیارتوال: میں نے تو تحریک التوادی تھی آپ لوگوں نے تحریک استحقاق کیا ہے۔

جناب اسپیکر: جی یہ چیک کریں یہ کیسی تحریک استحقاق بنی؟

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): جناب اسپیکر! اگر اجازت ہو، یہ تحریک استحقاق ہے یا التواء ہے بہر حال گورنمنٹ ٹریژری پنچر اس چیز کو سپورٹ کرتی ہے اور ہم سیدھی بات کرتے ہیں تحریک التواء ہو تو ٹھیک ہے کیونکہ ہمارے جو ایم پی اے صاحبان ہیں جب دوسروں کو فنڈز ملتے ہیں جن دنوں

میں چھٹی ہوتی ہے تو ان کا بھی حق بنتا ہے کہ سب کو ملنا چاہیے (ڈیسک بجائے گئے) اور ہمارے چیف منسٹر صاحب نے بھی agree کر لیا ہے اس بات پر کہ بالکل ملنا چاہیے۔

جناب اسپیکر: (رولنگ) حکومت کی یقین دہانی کے بعد مشترکہ تحریک اس وقت استحقاق لکھا ہوا ہے یہ تحریک التواء ہے۔ زیارتوال صاحب آپ کا پیڈ میرے سامنے ہے اس پر تحریک استحقاق آپ نے لکھا ہے، OK اس کو نمٹائی جاتی ہے۔

جناب کچول علی ایڈووکیٹ، جناب عبدالرحیم زیارتوال صاحب اور جناب شفیق احمد خان صاحب میں سے کوئی ایک صاحب اپنی مشترکہ تحریک التواء نمبر 135 پیش کریں۔

شفیق احمد خان: ہم اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت تحریک التواء کا نوٹس دیتے ہیں۔ تحریک یہ ہے کہ گزشتہ ایام میں بیلہ پر کوسٹ گارڈ کے اہلکاروں نے سابق صوبائی وزیر اور موجودہ اسمبلی کے رکن چیف آف جھالاوان سردار ثناء اللہ اور ان کے بھائی سابق صوبائی وزیر میر اسرار اللہ زہری کے بچوں کو بلا جواز روک دیا گیا تھا۔ جو کہ گاڑی میں آرہے تھے اور ان کے بتانے کے باوجود تین چار گھنٹے تک روکا گیا۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ گزشتہ ایام میں بیلہ پر کوسٹ گارڈ کے اہلکاروں نے سابق صوبائی وزیر اور موجودہ اسمبلی کے رکن چیف آف جھالاوان سردار ثناء اللہ اور ان کے بھائی سابق صوبائی وزیر میر اسرار اللہ زہری کے بچوں کو بلا جواز روک دیا گیا تھا۔ جو کہ گاڑی میں آرہے تھے اور ان کے بتانے کے باوجود تین چار گھنٹے تک روکا گیا۔ محرکین میں سے کوئی صاحب اپنی مشترکہ تحریک التواء کی admissibility پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

شفیق احمد خان: جناب والا! اس میں جو بھی ہمارے ساتھی وہاں سے گزرتے ہیں خاص کر بلوچستان کے لوگ جب سندھ میں enter ہوتے ہیں واحد ایک راستہ ہے ہمارے پاس اس میں ہمارے وزیر اعلیٰ کے صاحبزادہ میر کمال خان صاحب کو بھی روکا گیا اور اسی طریقے سے ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ وہ نہ روکیں تلاشی لیں ان کو جب بھی علم ہوتا ہے کہ فلاں گھرانے سے تعلق ہے فلاں لوگ ہیں اور اس طریقے سے criminal لوگوں کے خلاف وہ کارروائی اگر کریں تو بڑی اچھی بات ہے لیکن criminal لوگ

، وہ کراچی میں جو اسلحہ اتنا جاتا ہے کہاں سے جاتا ہے دوسرے علاقوں سے آتا ہوگا کہیں اور سے آتا ہوگا لیکن وہ شریف لوگوں کو تنگ کرنے کا انہوں نے بہانہ ڈھونڈا ہوا ہے ہر گاڑی کو وہ روکتے ہیں جو بس کا ڈرائیور ہے اس کی تلاشی نہیں لیتے مسافروں کو تنگ کرنے کے لئے اور جو گاڑی میں معزز خاندان کے لوگ یہاں سے جاتے ہیں گوادر سے پسنی، خاران، تربت، خضدار سے اور کوئٹہ سے ان کو بلا جواز روک کر تنگ کیا جاتا ہے یہ کوسٹ گارڈ کا وہاں پر ہونا ہی نہیں چاہیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کا ایک حصہ ہے ان کو چاہئے کہ وہ بارڈروں کو مضبوط کریں بارڈروں کو جا کر کنٹرول کریں یہ جو ایک صوبے سے دوسرے صوبے کے ساتھ ہمارا link ہے یہ ہم چاراکائی ہیں ان کو اکٹھا کرتے ہیں یہ نفرتوں کا بیج بویا جا رہا ہے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کوسٹ گارڈ کو ختم ہونا چاہیے بالکل سرے سے کوئی اگر اسمگلنگ کرتا ہے تو اس کا ان کو پتہ ہیں کہ کون کرتا ہے تو یہ شریف لوگوں کو تنگ کرنے کا راستہ ہے اس لئے برائے مہربانی ہماری آپ سے گزارش ہے کہ اس چیز کو تمام ایوان سے سب کے ساتھ ہوا ہے جتنے معززین بیٹھے ہیں وہ اس سے دوچار ہوتے ہیں اور وفاقی حکومت سے رابطہ کر کے اس معاملے کو زیر بحث لایا جائے۔

چکول علی ایڈووکیٹ: جناب! یہ مسئلہ ہر وقت بلوچستان کے محکوم عوام کے ساتھ جو وفاقی ہمارے ادارے ہیں کیونکہ ان کی mentality ہے وہ ہمیں ایک کالونی سمجھتے ہیں وہ یہاں کے جو شہری ہیں وہ انہیں دو تین نمبر کے citizen سمجھتے ہیں ہم لوگوں نے اس اسمبلی میں مختلف اوقات میں ان معاملوں پر سیر حاصل بحث بھی کی ہے اپنی recommendation بھی دی ہے لیکن ابھی تک اس پر خاطر خواہ ہماری جو سفارشات ہیں ان پر عمل درآمد نہیں ہوا ہے البتہ آپ کے توسط سے حکومت سے یہ درخواست ہے میری کہ جب 93 سے 96 تک ہماری جو حکومت تھی ذوالفقار گنسی وزیر اعلیٰ تھے تو ہم لوگوں نے گورنر صاحب سے کہہ دیا تھا کہ تقریباً تین مہینے میں جتنے ہمارے وفاقی ادارے ہیں گورنر ہاؤس میں ان کی مینٹنگ ہو اس وقت یہ devolution plan نہیں تھا وہاں کمشنر تھے اور وہاں جو کمانڈنٹ یا میجر کہتے تھے ہم لوگوں نے یہ بھی پابند کیا تھا کہ یہ کمانڈنٹ یا میجر وہاں جو ڈپٹی کمشنر یا کمشنر ہے ہمارے عوام کے ساتھ خاص کر مکران میں آپ کے چمن علاقے میں تفتان میں ان علاقوں میں یہ کوسٹ گارڈ کا ڈائریکٹر تھا یا جو بھی تھا یہ ہر وقت کسٹم کلکٹر یا دوسرے کمانڈریہ جوان فورس میں ایجنسیوں کے تھے یہ سر آتے تھے اور وہاں

اس میٹنگ میں interior minister بھی آیا کرتے تھے اسلام آباد سے ہم یہ کہتے ہیں کہ وہی طریقے کو اگر یہ حکومت رواج دیں کہ فیڈرل منسٹری کے سیکرٹری یا اس کا منسٹر یہاں ہمارے سی ایم ہاؤس یا گورنر ہاؤس میں یہاں جو بارڈروں کے ذمہ دار افسران ہیں ان کے ساتھ آکر یہ میٹنگ کریں تاکہ وہاں جو واقعات ہونگے ہم ان ذمہ دار اشخاص کو گوش گزار کر دیں گے اس کے بعد وہ اپنے ماتحتوں کو بھی خبردار کر دیں گے یا وہ بھی concisions رہیں گے کہ ان معاملوں میں حکومت نے ایک کوئی طریقہ کار ڈھونڈا ہے ایسا نہ ہو کہ قانون کو ہم اپنے ہاتھ میں لیں یا جیسا کہ یہ ناخوشگوار واقعہ سرزد ہوا ہے ایسے ناخوشگوار واقعہ سرزد ہوتا کہ اوپر ہماری کوئی کچائی نہ ہو لیکن اس سلسلے میں ہم نے پہلے بھی جناب والا! یہ تجویز دی ہے اور ہماری پھر بھی یہ تجویز ہے کہ ان اداروں کے ذمہ دار افسران کو دو مہینے میں یہاں بلایا جائے فیڈرل گورنمنٹ سے رابطہ کیا جائے کیونکہ ان کا جو رویہ ہے ہماری لوگوں کی جو زندگی ہے انکی جو آزادی ہے وہ بری طرح متاثر ہو رہی ہے اگر ہم لوگ روزگار انہیں نہیں دے سکتے ہیں ہم لوگ انہیں کوئی فیسلٹی نہیں دے سکتے ہیں ابھی سر! ہم خود ہی بسوں پر سوار ہو کر کراچی جاتے ہیں وہاں آپ کے ساتھ یہ رویہ، ابھی ہر ایک کہیں کہ میں فلاں خان ہوں تو انسان کو بھی شرم آتا ہے کہ بھئی میں فلاں خان ہوں ہر ایک citizen کا بھی ایک احترام ہے سوسائٹی میں ہر ایک شہری کی بھی ایک عزت ہے۔ چونکہ یہ ہم میں سے نہیں ہے sorry to say اور ہم یہ بھی حکومت سے کہہ دیں گے کہ کوشل، وہ صرف گارڈ ہے کوسٹ سارے بلوچستان کی ہے 75 فیصد ہماری ہی کوسٹ ہے اس کے ملازمین اگر ہمارے پشتون ہوتے ہمارے بلوچ ہوتے کوئٹہ کے settler ہوتے وہ ہمارے لوگوں کے ساتھ اتنی بدتمیزی نہیں کرتے وہ ہماری عزت کا احترام کرتے لیکن ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ وہاں جب ایک میجر کہتا ہے کہ میں پنجگور کے بارڈر میں ہو جا ہونگا سر وہ monthly دو تین کروڑ روپے کمائے گا اور عام میجر کو یہ پوسٹ بھی نہیں ملتی ہے

جناب اسپیکر: چکول صاحب اس کی admissibility پر آپ نے بات کی، اب بحث کے لئے تو منظور نہیں ہوئی ہے جب بحث کے لئے منظور ہوگی پھر آپ۔۔۔۔

چکول علی ایڈووکیٹ: جناب والا! یہ باتیں ہیں ہم لوگ ان کو بولیں ہمارے اور عمارے عوام کے ساتھ یہ

زیادتیاں ہو رہی ہیں یہ قانون کو mis use کر رہے ہیں یہ پاور کو mis use کر رہے ہیں یہ ہمیں اس دھرتی کا شہری نہیں سمجھ رہے ہیں اور اس لئے یہ معاملے ہوتے ہیں جیسا کہ ہمارے شفیق صاحب نے کہا تھا سی ایم کا بیٹا ہے اس علاقے کا ناظم بھی ہے وہ سارا علاقہ ان کا ہے لیکن ان کے ساتھ ان کا جو رویہ ہے دیکھیں یہ ساری چیزیں exploit کرنا چاہتے ہیں ہمیں ان چیزوں سے تکلیف ہو رہی ہے ان حالات کے تحت ہم کہتے ہیں کہ اس مسئلے پر بالکل بحث ہونی چاہیے یہ ایک sensitive issue ہے۔

جناب اسپیکر: شکریہ!

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی): جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں یہ جو تحریک التوا ہے یہ مسئلہ بالکل ہے کوسٹ گارڈ کا۔ فیڈرل ایجنسیز کے کئی دفعہ ایسے واقعات بھی رونما ہوئے ہیں۔ کہ اس علاقے کے معززین ان کو روکا گیا ہے یا تلاش لی گئی ہے اور میں یہاں پر یہ عرض کرتا چلوں کہ جناب کچول صاحب کی بہت اچھی suggestion ہے کہ اگر اس سے پہلے بھی فیڈرل ایجنسیز کو اور ان کو یہاں پر بٹھا کر بات ہوتی تھی کئی دفعہ تو کئی سخت آفیسر ہوتے ہیں علاقہ نہیں جانتے ہیں اور کئی ایسے بھی ہوتے ہیں خالی رعب ڈالنا جانتے ہیں۔ کام نہیں جانتے۔ تو اس میں ہم آپ کی مخالفت نہیں کرتے ہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں اگر وہی طریقہ کار اختیار کیا جائے اور یہاں قائد ایوان بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی اس میں کچھ فرمانا چاہیں کہ گورنر صاحب کے پاس یا چیف منسٹر صاحب کے پاس فیڈرل منسٹر یا سیکرٹری یہ آجائیں بیٹھیں دیکھیں کیا کیا تکالیف ہیں اس میں یہ ہے کئی دفعہ over do کر جاتے ہیں چیکنگ میں اگر آپ اپنی شناخت بتادیں تو پھر ان کو بھی اس چیز کا احترام کرنا چاہئے کہ بھائی آپ ممبر آف پارلیمنٹ ہیں یا علاقے کے نواب سردار ہیں اور ان کو پتہ ہوتا ہے آخر اتنی بڑی ایجنسیاں ہیں ٹھیک ہے main کام ان کا یہ ہوتا ہے کہ جی اسمگلنگ نہ ہو اب کسی کو واراکھاتا ہے کسی کو نہیں کوئی کر بھی جاتے ہیں بڑے لوگوں کے ایما پر بھی غلط کام ہو جاتے ہیں حالانکہ نہیں ہونے چاہئیں۔ بہر حال اس کا حل یہی ہے کہ یہ آپس میں بیٹھیں۔ فیڈرل گورنمنٹ کے نمائندے ہوں یہاں کے ہوں ہمارے اپوزیشن کے ممبران ہوں ٹریڈری کے لوگ ہوں اور بیچ میں جو بھی سی ایم صاحب کو بٹھائیں اور اس مسئلہ کو حل کریں۔ ہر دوسرے تیسرے اجلاس میں

جناب! کوئی نہ کوئی واقعہ رونما ہوتا ہے اور اس میں سب کو تکلیف ہوتی ہے اب یہاں پر کئی مسائل ہیں میں ایک چھوٹی سی مثال دوں میرا بیٹا جانا چاہ رہا تھا اس طرف سے بائی روڈ۔ تو میں نے اس کو کہہ دیا اس طرف سے نہ جاؤ خواہ مخواہ کی چیکنگ ہے۔ خواہ مخواہ تمہاری بے عزتی نہ کر دیں۔ تو میں نے اس کو کہا ہمارا جو نارمل روٹ ہے بولان والا وہ لے لیں۔ تو ہمیں بعید ہے کہ ہم بھی تھوڑا احتیاط کریں اور ان کو بھی یہ ہدایت ہے کہ وہ high handedness نہ کریں تو اس لحاظ سے کوئی ایسا مستقل لائحہ عمل نکالا جائے تاکہ اس کا تدارک ہو جائے۔

جناب اسپیکر: قائد ایوان۔

(باہم گفتگو۔ مداخلت)

جام میر محمد یوسف (قائد ایوان): شکر یہ جناب اسپیکر! یہ جو تحریک التوا ہے یہ واقعہ جو اوتھل میں پیش آیا ہے یہاں منسٹر ہوم کو چاہئے تھا کہ وہ اس کا جواب دے دیتا۔ اور اس کو غور سے دیکھا جاتا کہ واقعی یہ واقعہ پیش بھی آیا ہے اس کی وجہ کیا ہے میں یہ ضرور کہوں گا کہ ہمارے جو کینٹ کے ساتھی ہیں انہوں نے ہمیشہ اس پر سختی سے نوٹس لیا ہے اور جب صدر محترم یہاں آئے تھے اور محترم پرائم منسٹر ظفر اللہ جمالی صاحب بھی آئے تھے اس وقت بھی ہماری کینٹ نے بر ملا کہا ہے کہ مختلف بلوچستان کے علاقوں میں لوگوں کے ساتھ نا انصافیاں ہو رہی ہیں جب ان کی گاڑیاں جاتی ہیں اناج کے ہیں مثال کے طور پر کوئی آدمی ایک بوری چاول بھی لے جاتا ہے تو ان کو پکڑا جاتا ہے اور مکران میں ایسی جگہیں ہیں جن کے متعلق لوگوں نے شکایتیں کی ہیں۔ جن کے روزمرہ کی اشیا ہیں ان کو بھی روکا جاتا ہے اور خاص طور پر اوتھل کے بارے میں جب ہم دیکھتے ہیں اور لوگ جب بھی اوتھل کے مقام سے گزرتے ہیں کئی بسیں ٹریکس اور کئی چیزیں وہاں رکتی ہیں اور کئی گھنٹوں تک وقت تکالیف میں گزارتے ہیں سردی ہوتی ہے تو وہ بسوں میں ہمارے لوگ بسوں میں بیٹھ کر گزار لیتے ہیں لیکن گرمی میں تو اوتھل میں بہت سخت گرمی ہے اور اس میں ہمارے بلوچستان کے آدمی جتنے بھی وہاں سے گزرتے ہیں تو وہاں پر ان کو کئی تکالیفیں ہوتی ہیں۔ اس میں بہت سارے ایسے ہمارے reservation جہاں مختلف چیک پوسٹیں تھیں جن پر ہمارے کینٹ کے لوگوں نے اعتراض کیا تھا جس میں interior minister بھی میرے پاس آئے تھے تو ہم نے گفتگو کی اور

سینٹ میں بھی ایک اشواٹھا تھا اور جس میں کہا گیا تھا کہ بلوچستان میں مختلف جگہوں پر لوگوں پر سختی کی جاتی ہے یہاں تک کہ جب ہم لوگوں نے کینٹ میں صدر محترم کو دعوت دی تھی تو کینٹ میں اس نے ہی کہا تھا کہ آپ ان سے بیٹھ کر جہاں جہاں بھی ان کے ریزرویشن ہے ان سے گفتگو کریں۔ لیکن بلوچستان کے اندر جو حالات پیش ہوتے رہے ہیں کہ ہر جگہ راکٹنگ ہر جگہ ایف سی پر فائرنگ اور یہ تمام چیزیں defence پر حملے ہوتے رہے ہیں۔ اور ہماری حکومت offensive defence پر سوچنے پر مجبور ہوگئی بعض لوگوں نے یہ کہا کہ اگر یہ چیز ہوگئی تو سنگٹنگ زیادہ ہو جائے گی اور ناجائز اسلحہ بھی گزرتا ہے کئی اور چیزیں بھی گزرتی ہیں ویسے ہی بلوچستان میں اسلحہ کی بھرمار ہے تو اور جب یہ تمام چیزیں اس صوبے سے ہٹ جائیں گی تو اس ملک کا کیا حال ہوگا۔ تو یہ ہماری کوشش ہوگی کہ واقعی اس کا سختی سے ہم نوٹس لیتے اور ایک میٹنگ بھی ہم نے بلائی تھی اور منسٹر نے یہاں تک کہا تھا کہ جب حکومت بلوچستان ہمیں طلب کرے گی تو ہم آئیں گے اور جہاں جہاں آپ کی ریزرویشن ہوگی ہم دیکھیں گے جہاں بھی لوگوں کی شکایتیں ہوگی اور جو یہاں کے منتخب نمائندے ہیں جن مسائل پر اس ایف سی پر کوسٹ گارڈ پر بات کر لیں گے تو ہم اس پر ضرور کوشش کریں گے کہ ان شکایات کا ازالہ کیا جاسکے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایک کمیٹی form ہو جائے اور ہم بلا کر ان کو اپنی ریزرویشن دے سکیں اور اپنے کمانڈر ایف سی کو کہہ مارے جو منتخب نمائندے ہیں آپ سے ملنا چاہتے ہیں پھر آپ چاہے میرے سی ایم سیکرٹریٹ میں ہو جائے وہاں ہم ان کو تجاویز دے سکتے ہیں اور بلا کر پوچھ سکتے ہیں کیا تجاویز ہیں اور کونسی غیر ضروری چیک پوسٹیں ہیں ان کو ختم کیا جائے۔ جہاں واقعی لوگ شدت سے محسوس کرتے ہیں کہ یہ واقعی وہ چیک پوسٹ ہیں جہاں عام لوگوں کو تکالیف ہوتی ہیں کوسٹ گارڈ تو کوشل بیلٹ کے اندر ان کی جوڈیوٹی عائد کی گئی ہے میں اس کے بارے میں یہ کہوں گا کہ سابق صوبائی وزیر بی این پی عوامی کے صدر بھی ہیں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اگر واقعی انہوں نے اپنی شناخت بھی کرائی ہو اور انہوں نے اپنے کوسٹ گارڈ والوں کو بتایا بھی ہو کہ ہم پارلیمنٹ کے لوگ ہیں اور یہ ہماری فیملی ہے اس کے باوجود انہوں نے کوئی سخت کلامی کی اور ان کو چار یا آٹھ گھنٹے روکا ہے تو ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ اچھا رویہ نہیں ہے اس کو درست کیا جائے جس میں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ نے صرف ایک فرد کے لئے یہ

بات اٹھائی ہو بلکہ ہم یہ سمجھتے ہیں جب ہمارے پورے بلوچستان کے عوام اس مشکل میں پڑے ہیں تو کیوں نہ پورے عوام کے لئے یہ کہیں کہ زریادتی ہو رہی ہے ایک شخص تو اپنی رسائی اسمبلی میں کر سکتا ہے اور جو نہیں کر سکتے ہیں عام جو پبلک ہے اسمبلی میں نہیں لاسکتے ہیں ہر روز اس سے متاثر رہتے ہیں تو ہمیں سوچنا چاہیے۔ ہم اس کی مخالفت نہیں کرتے ہیں لیکن ہم کوشش کریں گے کہ یہ عمل آئندہ نہ ہوں۔ اور آپ کے ساتھ بیٹھ کر ان کو بلا کر اگر ایسی کوشش کریں کہ یہاں پر مزید بحث کہ ان کے ساتھ بیٹھ کر بات چیت کریں۔ اور اگر فیڈرل گورنمنٹ ایسے اشوز میں ہمارے ساتھ نہیں دیتی ہے بات نہیں سنتی ہے تو پھر ہم آپ کے ساتھ ہیں اور کہیں گے ان کو کہ ہم اپنی اسمبلی میں ان کے خلاف initiative لیں گے۔

جناب اسپیکر: کچول صاحب!

کچول علی ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر صاحب! ہم سی ایم صاحب کی اس بات سے اتفاق کر لیں گے ٹریڈری نیچ سے اور اپوزیشن سے چار، پانچ رکنی کمیٹی ہو اور اس اسمبلی کے حوالے سے یا سی ایم خود پھر مرکزی حکومت سے رابطہ کریں اور date دیں یہ سارے ہمارے جو grievances ہیں انہیں بتا دیں اور وقتاً فوقتاً یہ مسئلہ حل ہوتا۔

جناب اسپیکر: جام صاحب نے بتا دیا کہ ہم ان سے رابطہ کر لینگے۔

کچول علی ایڈووکیٹ: سر! اگر کمیٹی ہو تو بہتر ہے۔

جناب اسپیکر: چیف منسٹر صاحب ہے چیف ایگزیکٹو ہے یہ کمیٹی ہی ہے چیف منسٹر صاحب ان سے رابطہ کریں گے جب بھی انکو بلائیں گے تو اپوزیشن کے دوستوں سے دو تین جو سربراہ ہے اور حکومت کی کابینہ already ان کے ساتھ ہے وہ بیٹھ کے بات کریں گے۔

کچول علی ایڈووکیٹ: آپ اگر کمیٹی بنا دیں گے تو اسکی جو حقیقت ہے وہ ظاہر ہوگی کہ واقعی بلوچستان کے عوام ان کے ہاتھوں تنگ آچکے ہیں کہ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے otherwise تو سی ایم صاحب خود ہی ہے لیکن یہ ہے کہ وہاں وہ آجائیں گے بیٹھ جائیں گے ان کی بات سنیں گے اپنی بات بتا دیں گے اور تیاری سے آئیں گے۔

جناب اسپیکر: (رونگ) حکومت کی مثبت یقین دہانی پر تحریک التوا نمبر 135 نمٹائی جاتی ہے۔

اختر حسین لانگو: جناب اسپیکر! point of order پہلے بھی یہ معاملہ اسمبلی میں آچکا ہے جب ہم ڈیرہ بگٹی سے واپسی پہ آ رہے تھے اس دن بھی جام صاحب نے یقین دہانی کروائی تھی جناب! نصیر آباد پٹ فیڈرپل پر جو انہوں نے ایف سی کیمپ بنایا ہوا ہے انہوں نے ہمارے ساتھ بھی اس طرح زیادتی کی تھی اور اسی فلور پہ جام صاحب نے یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے آج تک انکا پتہ نہیں چلا آج تک وہ صوبیدار اس کیمپ میں بیٹھا ہوا ہے اور بہت سارے لوگوں کو اب بھی تنگ کر رہا ہے اور لوگوں کو پریشان کر رہا ہے میری بھی گزارش یہی ہے کہ اگر اسکی کمیٹی بنتی۔

جناب اسپیکر: اب میں نے رولنگ دے دیا اور جام صاحب نے یقین دہانی کرائی وہ رابطہ انشاء اللہ ہم بھی کر لیں گے۔

کچول علی ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! یہ تو گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے پہلے بھی تھی اور ابھی بھی ہے اگر یہاں کمیٹی ہوتی تو ہم بھی شیئر کرتے۔

جناب اسپیکر: آپ کو ضرور بلائیں گے جب وہ آئیں گے۔ اب جناب عبدالرحیم زیارتوال اپنی تحریک التوا نمبر 136 ہ 9ہ پیش کریں۔

تحریک التوا نمبر 136

عبدالرحیم زیارتوال: میں اسمبلی کے قواعد انضباط کا مجر یہ 1974 کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت تحریک التواء کانوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ صوبے کے دور دراز علاقوں میں لیکچرز اور پروفیسرز سے گرنز کالجز میں سیکنڈ شفٹ میں ڈیوٹی لی جاتی ہے لیکن انہیں فی گھنٹہ 8 روپے دیئے جاتے ہیں لیکن وہ آٹھ روپے بھی تین چار مہینوں کے بعد نہیں ملتے۔ جہاں جہاں کالجز موجود ہیں وہاں مستقل سٹاف مہیا کرنے سے پہلے مکمل معاوضہ وقت دیا جائے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک یہ ہے کہ صوبے کے دور دراز علاقوں میں لیکچرز اور پروفیسرز سے گرنز کالجز میں سیکنڈ شفٹ میں ڈیوٹی لی جاتی ہے لیکن انہیں فی گھنٹہ 8 روپے دیئے جاتے ہیں لیکن وہ آٹھ روپے بھی تین چار مہینوں کے بعد نہیں ملتے۔ جہاں جہاں کالجز موجود ہیں وہاں مستقل سٹاف مہیا کرنے سے پہلے مکمل معاوضہ وقت دیا جائے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلے پر بحث کی جائے۔

جی زیارتوال صاحب آپ اس پہ کچھ بولنا چاہیں گے۔

عبدالرحیم زیارتوال: شکر یہ جناب اسپیکر! یہ جو مسئلہ ہے ہمارے صوبے میں بہت سے ضلعوں میں تحصیلوں میں گرنز کالجز نہیں ہیں اور کئی ایسے اضلاع ہیں جہاں پہ کئی سالوں سے بوائز کالج کی بلڈنگ میں میل لیکچرار لڑکیوں کو پڑھاتے ہیں لیکن انہیں جو معاوضہ دیا جاتا ہے وہ تو بہت کم ہے اور وہ بھی ان کو بروقت نہیں ملتا۔ جناب اسپیکر! فیملی ایجوکیشن میں انہی اضلاع کے مراکز میں باقاعدہ گرنز کالجز ہو یا آٹھ دس سال سے جہاں جہاں پہ گرنز کالجز بوائز کے کالجز میں سیکنڈ شفٹ میں چل رہے ہیں وہاں پہ گرنز کالج قائم کرنے چاہیے وہاں پہ باقاعدہ اسٹاف ہو باقاعدہ ان کے لیے پڑھائی کا انتظام ہو وہ نہیں ہے لیکن جن لوگوں سے کام لیا جاتا ہے وہ بھی بدزن ہو کر یہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ 8 روپے فی پریڈیانی گھنٹہ آپ ان لوگوں کو دیتے ہیں تو دن کا وہ تین یا چار پریڈی لے کر 32 روپے بن جاتے ہیں جبکہ پرائیویٹ وہی اسٹاڈنٹیشن کے طور پر جب کسی کو پڑھاتا ہے تو وہی ٹائم ہے ان کو مہینے کی ہزاروں میں آمدنی ہوتی ہے تو جناب اسپیکر! پہلی بات یہ ہے کہ ان کو گرنز کالجز کی بلڈنگ دی جائے اور انہیں اسٹاف مہیا کیا جائیں۔ جناب اسپیکر صاحب! اگر وہ فوری طور پر یہ کام نہیں کر سکتے ہیں جہاں جہاں کر سکتے ہیں تو کرنا چاہیے اگر ہم نہیں کر سکتے تو دوسری بات یہ ہونی چاہیے کہ جو لیکچرار وہاں پہ ڈیوٹی دیتے ہیں جیسا کہ یہاں آپ ان کو مستقل تنخواہ دے رہے ہیں سیکنڈ شفٹ میں آپ ان سے کام لے رہے ہیں تو اس کو ایک صحیح معاوضہ ملنا چاہیے ہمارے دوست یہاں بیٹھے ہیں ان کو پتہ ہے کہ اس معاوضہ پہ کوئی آدمی نہ کام کرتا ہے نہ اس کا کام کرنے کو دل چاہتا ہے تو میری گزارش یہی ہے تحریک التوا یہی ہے کہ جناب اسپیکر! یہ بڑا گھمبیر مسئلہ ہے یہ بہت سے علاقوں میں ہے اور کافی عرصے سے ہے میں تو اپنی تحصیل ہرنائی وہاں تقریباً کوئی ساٹھ آٹھ سال سے گرنز کالج نہیں ہے گرنز کالج کی جو بچیاں ہیں بوائز کالج میں جا کر پڑھتے ہیں اور وہی لیکچرار ان کو پڑھاتے ہیں اور ان کو یہ معاوضہ ملتا ہے اور یہی صورت حال بہت سے ضلعوں میں ہے تو اس صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے ٹریڈری پنچر جام صاحب بیٹھے ہیں وہ اس حوالے سے اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے کوشش کریں گے اور یہ جو تحریک ہے اس کو بحث کے لیے منظور کریں گے تاکہ آپ سب دوست اس پہ کھل کر سیر حاصل بحث کریں اور اس مسئلے کا حل نکالیں شکر یہ جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی صدیقی صاحب!

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): بسم اللہ الرحمن الرحیم جس پوائنٹ کی ہمارے ممبر موصوف صاحب نے نشاندہی کی ہے واقعی گھمبیر مسئلہ ہے پورے بلوچستان کے حوالے سے جہاں جہاں ہمارے گریڈز کا لجز منظور ہوئے ہیں ان میں اکثر اسٹاف نہیں تھے جہاں ہمارے دور دراز علاقوں میں کالجز موجود نہیں ہیں واقعی ہمارے طالبات انکو ہمارے میل لیکچرار بھی پڑھایا کرتے ہیں جہاں تک انہوں نے یہی بات کی کہ 8 روپے فی گھنٹہ یہ شاید موصوف کے علم میں نہ ہو ہم مہینہ کا 1500 روپیہ دیا کرتے ہیں اب ہم محسوس کرتے ہوئے 100 کیے ہیں جس میں ہم 5 ہزار کی سفارش کی ہے کہ یہ جو میل صاحب جو گریڈز کالجز میں پڑھایا کرتے ہیں ان کو کم از کم 5 ہزار روپے ملنا چاہیے یہ سمری ہم نے move کیا ہے کابینہ کے اجلاس میں پیش کریں گے اور اس سے پہلے ہم نے ایک سمری بھیجی ہے فنانس والوں کو تو شاید آنے والے کابینہ کے اجلاس میں اس پہ فیصلہ ہو جائے اور یہ مسئلہ انشاء اللہ حل ہو جائے گا ایک حد تک جس کا ہمیں بھی احساس ہے اس سال ہم نے تقریباً ان کو چار گریڈز کالج کے لئے اسٹاف دیا ہے اور اس میں باقاعدہ کام شروع ہے اور ساتھ ساتھ وہ ایکسٹرنل بھی کر رہے ہیں کہ جہاں ہمارے بس میں ہو ہم گریڈز کالج بنا دیں گے اور اسکو گریڈز اسٹاف مہیا کر دیں گے اور جہاں یہ بندوبست ہم نہ کر سکے جو ہمارے میل اسٹاف پڑھا رہے ہیں تو اس کو کم از کم ہم 1500 کی بجائے 5000 روپے کر دیں گے یہ سمری ہم نے move کی ہے انشاء اللہ آنے والے کابینہ کے اجلاس میں اس پہ فیصلہ ہو جائے گا لہذا محرک سے میرا یہ سوال ہے کہ وہ اپنی تحریک پر زور نہ دیں شکریہ!

جناب اسپیکر: (روننگ) منسٹر صاحب کی مثبت یقین دہانی پر تحریک میں مذکورہ معاملات کا باقاعدہ سوال موصول ہو چکا ہے جو اپنی باری پر ایوان میں پیش ہوگا لہذا تحریک نمٹائی جاتی ہے۔

جناب اسپیکر: عبدالرحیم زیارتوال اپنی تحریک التواء نمبر 137 پیش کریں۔

تحریک التواء نمبر 137

عبدالرحیم زیارتوال: میں اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت درج ذیل تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ صوبے کی village

eletrification کی extension میں ہر سال کروڑوں روپے Lapes ہو جاتے ہیں لیکن پنجاب میں معروض کی بنیاد پر کرائیٹیئر یا مقرر کیا گیا ہے۔ جس سے بلوچستان میں استفادہ نہیں کیا جاتا ہے لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر صوبے کے عوام کے اہم مفاد عامہ کے مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی وہ یہ ہے کہ صوبے کی village eletrification کی extension میں ہر سال کروڑوں روپے Lapes ہو جاتے ہیں لیکن پنجاب میں معروض کی بنیاد پر کرائیٹیئر یا مقرر کیا گیا ہے۔ جس سے بلوچستان میں استفادہ نہیں کیا جاتا ہے لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر صوبے کے عوام کے اہم مفاد عامہ کے مسئلے پر بحث کی جائے۔

جی رحیم صاحب اس کی admissibility پر آپ کچھ بولیں گے؟

عبدالرحیم زیا تو ال: شکر یہ جناب اسپیکر! یہ جو مسئلہ ہے پورے صوبے میں village eletrification جس میں دیہات بڑھ جاتی ہے یا صوبے کی دیہات جو بجلی سے رہ جاتی ہیں اس میں extension کا مسئلہ ہے اور صوبے کے چیف کیسکو کے پاس کروڑوں روپے پڑے رہتے ہیں میں نے ان سے بات کی لیکن ان کو خرچ کرنے کا جو کرائیٹیئر یا مقرر کیا گیا ہے۔ وہ پنجاب کے معروض کو دیکھ کر پنجاب کے حالات جہاں کلیاں ایک دوسرے سے پیوستہ ہوتی ہیں اور اس مین تین کھمبے یا چار کھمبے ایک ٹرانسفارمر اور وہاں چھ کلومیٹر پر لگ سکیں۔ لیکن یہ کرائیٹیئر یا ہمارے صوبے میں کہیں پر بھی یہ فیئر بیبل نہیں ہوتا جو پیسے ہمارے پاس آ جاتے ہیں وہ لپس ہو جاتے ہیں واپس ان کے پاس چلے جاتے ہیں تو جناب! اس میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ان سے ہم نے اپنے طور پر request کی ہے لیکن وہاں ہماری نہیں سنی جاتی ہے ہمارے صوبے کے لئے وہ کرائیٹیئر یا تبدیل ہوا ہے جب تک یہ تبدیل نہیں ہوگا ہم ان پیسوں سے استفادہ نہیں کر سکتے ہیں تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ کم سے کم کوئی چھ سات یا آٹھ کھمبے بجلی کے پول اور اس کے ساتھ گھروں کی تعداد جو بڑھادیتی ہے یا تھوڑا کم کر دیتی ہے بعض اوقات تین چار کلومیٹر۔ اگر یہ شرائط کم کی جائیں تو ہمارے جو لوگ ہیں وہ مرکز کے ان پیسوں سے استفادہ کر سکیں گے ہم اس پر request کریں گے اور بحث کریں گے تو جب تک یہ پیسے ہم ہر سال ان سے مانگیں گے نہیں اس سال بھی کروڑوں روپے Lapes ہو گئے ہیں پچھلے سال بھی Lapes ہوئے تھے اور آنے والے سال

میں بھی لپس ہوتے جائیں گے کیونکہ ہم وہ کرائیٹیو یا پورا نہیں کر سکتے ہیں۔
جناب اسپیکر: مولانا واسع صاحب آپ اس مسئلے کو سمجھ گئے ہیں۔ اور آپ نے پہلے اس مسئلے کو ڈیل کیا ہوا
اس کی ذرا وضاحت کریں۔

مولانا عبدالواسع (سینئر منسٹر): اس کی وضاحت منسٹر ایریگیشن کریں گے کہ کتنے پیسے خرچ ہوئے ہیں اور
کتنے لپس ہو گئے ہیں۔ جس میں دو کھبے اور ٹرانسفارمر کی بات ہے۔

جناب اسپیکر: یہ کرائیٹیو یا پورے پاکستان کے لئے ہے لیکن یہاں وہ اس لئے فٹ نہیں ہو رہا ہے چونکہ
ہمارا رقبہ بہت زیادہ ہے۔ اس فارمولے کی وہ بات کر رہے ہیں اور وہاں اس کو کم کرنے کی تھوڑی سی
سفارش کی جائے اور کم کیا جائے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر منسٹر): جناب اسپیکر! زیارتوال صاحب کی بات صحیح ہے اور ہمارے ساتھ اسی
طرح ہو رہا ہے اور بلوچستان کے لئے جو انہوں نے کرائیٹیو یا رکھا ہوا ہے اسی طرح ہمارے اس
فارمولے کو فالو نہیں کر سکتے ہیں نہ آبادی کے لحاظ سے نہ رقبہ کے لحاظ سے۔ ہمارا رقبہ زیادہ ہے انہوں
نے تین چار کھبوں کا کرائیٹیو یا رکھا ہوا ہے آبادی ہماری کم ہے انہوں نے آبادی کا کرائیٹیو یا زیادہ رکھا ہوا
ہے جب ہم اس کو فالو نہیں کر سکتے ہیں تو ہمارا حصہ ہر سال لپس ہو جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ کرائیٹیو یا
بالکل تبدیل کرنا چاہیے اور جو زیارتوال صاحب نے تحریک پیش کی ہے وہ یقیناً اہمیت کی حامل ہے یہ
حقیقت پر مبنی مطالبہ ہے اور ہم اس کی حمایت کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: تو اس کو بحث کے لئے منظور کیا جائے۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب! پوائنٹ آف آرڈر اگراس پر مجھے ایک منٹ بولنے کی اجازت دیں
جناب والا! جہاں تک معزز ممبر کی تحریک التواء ہے ہم اس کی حمایت کرتے ہیں اس سلسلے میں کچھ
گزارشات کر دوں آج سے چھ سات سال قبل بھی یہ مسئلہ اٹھا تھا اور اس میٹنگ میں میں سینیٹر کی حیثیت
سے شامل تھا جناب والا! شیرانی صاحب جو بے یو آئی کے امیر ہیں وہ بھی ایم این اے کی حیثیت سے اس
میٹنگ میں شریک ہوئے تھے تو انہوں نے وہاں پر بھی ایک فارمولا پیش کیا تھا جو کہ بہت ہی مناسب
فارمولا تھا۔ وہ یہ تھا کہ سندھ کا رقبہ انہوں نے نکالا پنجاب کا نکالا فرنیئر کا نکالا۔ انہوں نے اس مجلس کو بتایا

کہ ان تمام رقبے کا بلوچستان آدھا رقبہ ہے ہم مانتے ہیں تو انہوں نے پنجاب میں اگر دو کلومیٹر ہے سندھ میں تین کلومیٹر ہے سرحد میں ایک ہے تو ان سب کو ملا کر وہ کراچی ٹیٹر ایلوچستان کو کو دیں کیونکہ ملا کر یہ اتنا حصہ بنتا ہے ان صوبوں کا تو اس پر وہاں بات ہوئی ابھی بھی میں یہ گزارش کرتا ہوں جو کہ شیرانی صاحب والا فارمولا تھا اب بھی وہی لاگو کیا جائے اور یہ رکھیں اور یہ کسی حد تک جائز بھی ہے رقبے کے لحاظ سے تو ہم ان تینوں کے برابر ہیں شاید اس سے ہم اپنے لوگوں کو یہ سہولت پہنچا سکیں لیکن ایک کلومیٹر یا دو کلومیٹر ایک گھر سے دور ہوگا گاؤں تو دور کی بات ہے۔ شکر یہ جناب!

عبدالحمید خان اچکزئی: جناب والا! عبدالرحیم خان زیا رتوال نے جو تحریک پیش کی ہے اس میں کیسکو کا اپنا فنڈ ہے۔ اس میں انہوں نے یہ رکھا ہوا ہے تین کھبے ایک ٹرانسفارمر دیا جائے تاہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر اس تحریک التواء کو قرارداد کی شکل میں اس اسمبلی سے منظور کروادیں اس پر بریگیڈیئر صاحب خود agree کر رہے ہیں پنجاب سے جو آئے تھے وہ بھی agree کر رہے تھے چھ سات کھبوں تک اس میں گنجائش رکھی جائے اور اس مد میں ان کے پاس کافی پیسہ بھی ہے اور اگر اس کو قرارداد کی صورت میں منظور کر لیں یہ ہو جائے گا یہ ایک دو کلومیٹر والی بات نہیں ہے یہ چھ سات کھبوں والی بات ہے۔

کچول علی ایڈووکیٹ: جناب! ہم نے ان سے میٹنگ کی ہے کل بھی بریگیڈیئر کے ساتھ ہماری میٹنگ تھی اس نے میرے حلقے میں بیس ایسے علاقے approve کئے ہیں ہم نے یہ بات وہاں اٹھائی تھی کہ دو تین کھبے کے لئے ہمیں وہاں خوار کرتے ہیں وہاں ہم نے کہا مسائل پیدا ہوں گے تو انہوں نے اس کو کسی حد تک accept بھی کیا ہے مجھے تو کہہ دیا تھا کہ ہم نے آپ کے علاقے کا سروے کیا ہے آپ کے علاقے میں بیس ایسے علاقے ہیں جہاں دو یا تین کھبے کی ضرورت ہے ہم اس کے لئے تیار ہیں البتہ اس نے یہ کہہ دیا تھا کہ جو میٹر ہے میٹر کے لئے وہ درخواست دیں پھر میٹر کے لئے پیسے کی ضرورت ہے۔

جناب اسپیکر۔ اوکے۔ جی مولانا عطاء اللہ!

مولانا عطاء اللہ (وزیر آبپاشی و برقیات): بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب اسپیکر! اس مسئلے میں کچھ گڈ ٹڈ ہو گیا کچھ لوگوں نے اسکو village کے حوالے سے سمجھا کچھ نے توسیع کے حوالے سے۔ تو یہ مسئلہ تو وسیع کا ہے زیارتوال صاحب کی جو تحریک یا التواء ہے اس میں میرا خیال ہے اے ایریا 04-2003 مرکز سے ملاحظہ

اس میں سے انہوں نے دو سو نو ملین خرچ کیا ہے۔ کچھ پیسے بچے ہیں اور اس سال بھی اس مد میں رکھا گیا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ جس گاؤں میں بجلی پہلے سے موجود ہے تو اگر وہ گاؤں میں آبادی بڑھ گئی تین چار گھر پانچ گھر گھر وہ اس میں لگا سکتے ہیں اس حوالے سے جو زیارتوال صاحب نے تحریک التواء دی ہے اگر اس تحریک کو قرار داد بنائے اس کو رقبے کے حوالے سے village کے حوالے سے کریں مرکز سے ہم یہ مطالبہ کریں تو یہ اچھا ہے۔

جناب اسپیکر: یہ ٹھیک ہے میرے خیال میں سب اس کے حق میں ہیں اور وقت کی کمی کی وجہ سے ہم اس کو منظور نہیں کر سکتے ہیں اور قرار داد کی شکل دے دیتے ہیں۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): میں جناب! اس کو قرار داد میں تو بے شک تبدیل کر لیں اور دیکھ لیں لیکن اس کو village electrification کی صورت میں کرائیٹیو یا کیا رکھیں گے یہ بہت اہم چیز ہے اور یہ مین پوائنٹ ہے۔

عبدالحمید خان اچکزئی: بجائے اس کے لئے انہوں نے دو کھمبے رکھے ہیں اس کو اگر ایس ٹی کے حوالے سے آٹھ کھمبے اور ایس ٹی کے حوالے سے اگر اس کو چھ کھمبے رکھے جائیں تو یہ کافی ہوگا ہمارے صوبے کے لئے۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): اس میں میں صرف یہ گزارش کروں گا اچکزئی صاحب کہ واپڈ اولوں کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ لیں جتنا زیادہ ان سے نکال سکتے ہیں نکالیں۔ وہ کرائیٹیو یا رکھیں۔ جناب اسپیکر: جمالی صاحب! یہ تحریک التواء پیش ہوئی ہے یہ تو قرار داد میں تبدیل نہیں ہو سکتی ہے اس کے لئے وہ نئی قرار داد لکھ کر لائیں اس پر بحث ہوگی چونکہ اس پر تو بحث نہیں ہوئی ہے۔ اب اس کو قرار داد کی شکل میں تبدیل نہیں کر سکتا۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب! میں صرف ان کو ایک اچھا پوائنٹ دے رہا تھا کیونکہ بلوچستان کا رقبہ بہت وسیع ہے اور جو وہاں پر کرائیٹیو یا ہے اس سے ہمیں نقصان ہو رہا ہے اور پیسے لپس ہو جاتے ہیں وہ ہمارے بلوچستان کو فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے تو کرائیٹیو یا وہ تعین کریں جس سے ہمیں اور اس صوبے کو فائدہ ہو۔

جناب اسپیکر: تو قرارداد دکھ لیں۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! جس طرح کہ وزیر موصوف صاحب فرما رہے ہیں اس پہ سوچا جائے کہ ہم کیا کرائیٹیور یاد دیتے ہیں جمالی صاحب تو یہ کہہ رہے ہیں ہم اس میں باقاعدہ کرائیٹیور یا لکھ دیئے اور باقاعدہ قرارداد پیش کر دی۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب اسپیکر صاحب! اس میں یہ ہو سکتا ہے کہ آپ قرارداد مشترکہ اپرو کرالیں کرائیٹیور یا آپ واپڈاولوں کے ساتھ بیٹھ کہ اس کے ساتھ ڈیپانڈ کر لیں وہ آپ کو بہتر گائیڈ لائن دے دیں گے اور وہ آپ کی مدد بھی کریں گے۔

مولانا عبدالواسع (سینئر وزیر): جناب اسپیکر! یہاں ہم سارے اس پر متفق ہیں کہ یہ کرائیٹیور یا ہم فالو نہیں کر سکتے یہ ہمارے لیے نقصان دہ ہے لہذا کرائیٹیور یا کو تبدیل کرنا چاہیے لیکن رہا یہ کہ ہم کتنے فالو کر سکتے ہیں اس میں ہمارے ممبر حضرات بیٹھیں اور ٹیکنیکل لوگ بھی ان کے ساتھ بیٹھ جائیں حساب کتاب کر لیں جو بھی ہو وہ واپڈاولوں کے لیے کہ ہمیں یہ کرائیٹیور یاد یا جائے۔

جناب اسپیکر: جی جام صاحب! آپ بولیں۔

جام میر محمد یوسف (قائد ایوان): سر! میں اسکی وضاحت یہاں کرنا چاہوں گا جس طرح کہ محترم جمالی صاحب نے کہا کہ کرائیٹیور یا کس طرح فکس کیا جائے مجھے یاد ہے جب میں منسٹر تھا تو جس طرح میرے فنانس منسٹر نے ذکر کیا اب میں نے ایک کرائیٹیور یا رکھا تھا جو تقریباً 16 کلو میٹر بلوچستان میں۔ اور دوسرے پروگرام اس پر کیا جاسکتا ہے جب کہ ایشیئن ڈیولپمنٹ بینک اور جاپان کو دے دیں جو کرائیٹیور یا پر منٹین کرتے تھے تو پنجاب میں ہمیشہ وہ دیہاتوں پر نہیں تھا بلکہ پنجاب میں ایک دوسرا کرائیٹیور یا وہ انتخاب کیا تھا جو تقریباً آدھے کلو میٹر اور ایک کلو میٹر اور جتنے بھی آئی بی ڈی آر پروگرام اور ورلڈ بینک کے پروگرام تھے وہاں کے ڈسٹرکٹ کرائیٹیور یا تھے اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا بلوچستان حکومت کو مرکز حکومت کو فنڈ توسیع کی دیری ہے اگر دیری ہے تو کس بناء پر ہے کرائیٹیور یا پر منٹین کر رہی ہیں یا توسیع کے لیے جہاں بجلی پہنچ چکی ہے اس پر وہ کرائیٹیور یا منٹین کر رہی ہے کہ اسے 6 وہ کھمبے اور ٹرانسفارمر دیئے جائیں گے ایک ٹرانسفارمر کی جو قیمت ہے وہ 1 لاکھ 50 ہزار یا 1 لاکھ 60 ہزار سے کم نہیں ہے اور اگر حکومت بلوچستان

فیڈرل گورنمنٹ سے request یہ کریں کہ بلوچستان میں جتنے بھی توسیع پروگرام ہیں اگر حکومت پاکستان واپڈا کو دی جاتی ہے تو وہ حکومت بلوچستان سے بیٹھ کر مشورہ کر کے اسکی توسیع کو بڑھایا جائیں اب فیصلہ یہ کرنا ہے کہ ولجلیٹیو فیکیشن پروگرام اس وقت کوئی ایسا نہیں ہے ہاں پرائم منسٹر کے فنڈ سے ولجلیٹیو فیکیشن پروگرام ہوئے ہیں لیکن وہ آرڈر یا کرائیٹیو یا منٹین اینبل نہیں ہے کیونکہ وہ جتنا بھی آپ کرا سکتے ہیں وہ کرا سکتے ہیں اگر حکومت بلوچستان اپنی طرف سے پیسہ لگا سکتی ہے واپڈا کے اندر۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: جام صاحب یہ کیسکو کا اپنا پروگرام ہے۔

جام میر محمد یوسف (قائد ایوان): نہیں جناب! کیسکو کا کوئی پروگرام نہیں ہے کیسکو کو حکومت پاکستان جو ان کے سالانہ پروگرام ہیں وہ اس کو دیا جاتا ہے وہ پھر منٹین کر کے اس میں گریڈ اسٹیشن گریڈ لائنیں اور ایکسٹینشن لائنیں یہ بنا کر پروگرام کرتے ہیں جو اپنی اس حد تک اگر اسکی توسیع آپ کرانا چاہے تو کسی دوسری جگہ سے لیکر کسی دوسری ولج میں توسیع کرجائے تو اسکے لیے you have to provide the fund وہ فنڈ یا حکومت بلوچستان دے دے یا مرکز دے دے لیکن ہم جو کرائیٹیو یا جو ہیڈ آپ کر رہے ہیں وہ کونسا کرائیٹیو یا ہونا چاہیے بلکہ حکومت بلوچستان کی طرف سے ایک بھر پور اس کی فیور ہونی چاہیے تھی کہ ہم حکومت پاکستان سے یہ چاہتے ہیں کہ آئندہ کے جتنے بھی توسیع پروگرام ہو اس بنیاد پر ہونے چاہیے کیونکہ ہم کہیں گے جی توسیع کے لیے ہمیں دیا جائے تو ان سے کوئی مقصد ضائع نہیں ہوگا جب تک کرائیٹیو یا اسکی جو مجارٹی ہے کرائیٹیو یا میں ہم پیش نہیں کریں گے مہربانی۔

جناب اسپیکر: (رونگ) مذکورہ تحریک التوا نمبر 137 کونٹائی جاتی ہے۔

جناب اسپیکر: جناب! عبدالرحیم زیارتوال صاحب اپنی تحریک التوا نمبر 138 پیش کریں۔

تحریک التوا نمبر 138

عبدالرحیم زیارتوال: میں اسمبلی کے قواعد و انضباط کار مجریہ 1974 کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت تحریک التوا کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ ژوب میں گزشتہ مہینے شدید ترین بارشوں کے شدید ریلوں میں پانچ افراد بہہ کر جان سے ہاتھ دو بیٹھے ہیں مذکورہ افراد کے خاندانوں کے ساتھ نہ کوئی مدد کی ہے اور نہ ہی پانی میں بہہ جانے کی وجہ پر سوچا گیا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم نوعیت کے مسئلے پر بحث

کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ ژوب میں گزشتہ مہینے شدید ترین بارشوں کے شدید ریلوں میں پانچ افراد بہہ کر جان سے ہاتھ دو بیٹھے ہیں مذکورہ افراد کے خاندانوں کے ساتھ نہ کوئی مدد کی ہے اور نہ ہی پانی میں بہہ جانے کی وجہ پر سوچا گیا ہے۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم نوعیت کے مسئلے پر بحث کی جائے۔ جی رحیم صاحب اسکی admissibility پہ کچھ بولیں گے؟

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! ژوب میں جو گزشتہ مہینے بارش ہوئی تھی آپ وہاں کے رہنے والے ہیں اور شہر کے قریب جو ندی بہتی ہے اور ژوب کی گاؤں والی آبادیاں جو ہیں سارے اس ندی کے دوسری طرف ہیں تو اس ندی پر تین چار راستے ہیں کسی بھی راستے پر پل نہیں ہے تو اسکی وجہ سے جناب اسپیکر! لوگ جب گھروں کو جا رہے تھے تو اس میں پھنس کر سیلاب کے ایک ریلے میں بہ گئے تھے تو ان کی جو مدد کی گئی میں نے جہاں تک سنا ہے کہ فی آدمی کو 15 یا 20 ہزار روپے دیئے ہیں لیکن جناب اسپیکر! کیونکہ انسانی جانیں ضائع ہوئی ہیں اور خاندان کے خاندان جن کی خود کفالت کرتے تھے وہ لوگ ان سے محروم ہو گئے ہیں اور صوبائی حکومت اس طریقے سے ان کی مدد کرنا میں ان کو ٹھیک نہیں سمجھتا اور ہمیں اس پر سوچنا چاہیے کہ ہم ان متاثرہ خاندانوں کی کتنی مدد کر سکتے ہیں جسکے ذریعے ان کے بچوں کی تھوڑی خود کفالتی ہو اور ان کی تھوڑی مدد ہو اور اسی طرح جناب اسپیکر! موسیٰ خیل میں بھی اسی طرح دو تین آدمیوں کی رپورٹ آئی تھی کہ وہ بھی پانی میں بہ گئے تھے ان کو بھی آج تک نہ کسی نے معاوضہ ادا کیا ہے نہ ان کے پاس گیا ہے اور نہ ان کی مدد کی گئی ہے اس سلسلے میں تو جناب اسپیکر! میری تحریک التوا یہ ہے کہ اس تحریک کو بحث کے لیے منظور کر کے اور دوسرے ساتھی بھی آپ کو معلومات دیں گے اور جو متاثرین ہیں ان کی جو مدد کر سکتے ہیں کریں شکر یہ جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی گیلو صاحب!

میر محمد عاصم کردگیلو (وزیر مال): جناب اسپیکر! میرے انریبل ممبر نے تحریک التوا نمبر 138 پیش کی ہے یہ حقیقت پڑنی ہے کہ گزشتہ مہینے 4 جولائی 2004 کو جو ژوب میں سیلاب آیا تھا اس میں کچھ وہاں کے خاندان تحصیل شیرانی میں متاثر ہوئے تھے اور ای ڈی اوصاحب نے رپورٹ طلب کی تھی اور انہوں نے

بتایا تھا جو بندے سیلاب میں فوت ہوئے ہیں جس طرح کہ ہمارے انریبل ممبر بتا رہے ہیں کہ 4 ہے یا 5 ہے جناب اسپیکر! ایک کا نام ہے پوندہ نواب ولد حاجی ملک نواب زوجہ ملوک دختر پتانی ابن ملوک جناب اسپیکر صاحب! آپ کو معلوم ہے کہ ہمارا ریفرنڈم ویسٹ پاکستان 1958 کے تحت ہیں جس آدمی کی ڈیٹ ہوتی ہے اس میں ہر آدمی کے لیے 20 ہزار ہے جو کہ کافی کم ہے اس کے لیے میں نے زیارتوال سے بات بھی کی تھی اور انہوں نے کہا کہ ہم نے سمری بھیجی ہے چیف منسٹر کو کہ آپ اسکو پر آدمی 50 ہزار کر دیں اور وہ سمری میرے پاس ہے میں نے زیارتوال کو دکھائی بھی تھی۔ کیونکہ آج کے زمانے میں بالکل کم ہے اور اسکے علاوہ جو اسکے دوسرے نقصانات ہوئے ہیں ان کا بھی ہم نے لکھا ہے کہ کیونکہ ہمارے جو ریفرنڈم ہے اس میں زخمی ہونے والوں کے لئے دس ہزار روپے جن کے مکانات کو نقصان پہنچا ہے ان کے لئے پانچ ہزار روپے دوسرے جو گھر دیوار وغیرہ اس کے لئے دو ہزار روپے بکری کے لئے دو سو پچاس روپے جو تیل ہے اس کے لئے آٹھ سو روپے اور گدھا وغیرہ کے لئے پانچ سو روپے ہیں۔ مطلب اس کے جو نقصانات ہوتے ہیں وہ پورے نہیں ہوتے ہیں اس کے لئے ہم نے ایک سپیشل سمری بھیجی ہے چیف منسٹر کو اس کی اپرول ہو جائے گی ہم اس کو دے دیں گے۔

جناب اسپیکر: گیلو صاحب! یہ جو تحریک التوا ہے ثواب کے حوالے سے ان کے لئے آپ نے سمری بھیجی ہوئی ہے؟

میر محمد عاصم کردگیلو (وزیر مال): جی ہاں اسپیکر صاحب! جو losses ہوئے ہیں وہ کافی کم ہیں اس کے لئے وہ پورا نہیں ہوتے ہیں۔

جناب اسپیکر: ایک تو آپ اس معاوضے کو بڑھانا چاہتے ہیں بیس سے پچاس تک وہ تو اور بات ہے اور جو already ہوئے ہیں بیس یا پچاس۔ کوئی ان کے لئے آپ نے اقدام اٹھایا ہے۔

میر محمد عاصم کردگیلو (وزیر مال): نہیں انہی کے لئے بھیجا ہے۔ خاص کرتا کہ ان کو مل جائے اور جو مرے ہوئے لوگ ہیں بیس ہزار میں کچھ نہیں ہوتا ہے تو ان کو اب پچاس ہزار جو ان کے گھر وغیرہ نقصان ہوئے ہیں اس کو دو ہزار اور دوسروں کے لئے دس ہزار کیا ہے تاکہ جن کی مال مویشی بہہ گئے ہیں ان کو اس حساب سے ملیں۔

جناب اسپیکر: اوکے۔

چکول علی ایڈووکیٹ: جناب والا! جو ریلیف ایکٹ ہے اس میں ہمیں ترمیم کرنی چاہئے وہاں ایک زندگی کی جو ایک قیمت ہے دو ہزار۔ ایک بکری کی قیمت ہے دس ہزار میں کہتا ہوں یہ تو ریلیف ایکٹ ہے اگر آپ لوگ اس کا مطالعہ کریں اس وقت کے جو تقاضے ہیں یہ پورا نہیں کر رہا ہے اور اگر وہاں آپ ریلیف ایکٹ کے برخلاف پیسہ تقسیم کر لیں گے وہ قانون کی زد میں آئے گا۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ ریلیف ایکٹ کو ترمیم کر لے اور اس کا ایک بل اسمبلی میں لائے۔

میر محمد عاصم کردگیلو (وزیر مال): جناب! جو چکول صاحب کہہ رہے ہیں بالکل درست کہہ رہے ہیں اس کے لئے ہم ایک بل بنا کر اسمبلی میں لائیں گے کیونکہ یہ ریلیف ایکٹ 1958 کا ہے۔ اس زمانے سے اب تک یہ چلتا آ رہا ہے اب تو مال مویشی کی قیمت بھی بڑھ گئی ہے لوگوں کی جانوں کا اس سے ازالہ نہیں ہوتا ہے۔ اس کے لئے بالکل ہم ایکٹ اسمبلی میں لائیں گے۔ شکر یہ!

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: جناب! منسٹر روینو سے ہمارا گلہ ہے کہ پچھلے سال موسیٰ خیل میں جو کہ موسیٰ خیل بارکھان اور ہرنائی مون سون کے رینج میں ہیں پچھلے سال موسیٰ خیل میں چھ بندے فوت ہو گئے تھے تین بندے بجلی گرنے سے تین سیلاب کی وجہ سے اس بارے میں ڈی سی او موسیٰ خیل سے باقاعدہ رپورٹ کی تھی لیکن آج تک ان لوگوں کو ایک ٹکٹ تک نہیں ملا ہے۔

جناب اسپیکر: کہاں پر؟

سردار محمد اعظم موسیٰ خیل: موسیٰ خیل میں جو پچھلے سال جولائی میں مون سون کی بارشوں میں آسانی بجلی گرنے سے تین آدمی ہلاک ہوئے اور تین آدمی سیلاب کی وجہ سے فوت ہو گئے تھے لیکن ان کو منسٹر روینو نے آج تک ایک ٹکٹ نہیں دیا ہے جناب اسپیکر صاحب! ہمارے ساتھ ہر جگہ امتیازی سلوک ہو رہا ہے۔

میر محمد عاصم کردگیلو (وزیر مال): پچھلے سال جو فلڈ وغیرہ آئے تھے جتنے بھی نقصانات ہوئے تھے ہم نے ریلیف ایکٹ کے مطابق ان سب کو نقصانات دیئے ہیں اگر آئریبل ممبر صاحب کا کسی mistake کی وجہ سے نہیں ہوا ہے اس سے پہلے تو انہوں نے نہیں کہا ہے ہم دیکھ کر اس کا ازالہ کریں گے۔

جناب اسپیکر: مہربانی (روٹنگ) تحریک میں مذکورہ معاملہ قدرتی آفات کے ضمن میں آتا ہے چونکہ

قدرتی آفات انسانی قدرت سے باہر ہے مزید یہ حکومت اس سلسلے میں ہر موقع پر یقین دہانی کرائی ہے لہذا تحریک نمٹائی جاتی ہے۔

جناب اسپیکر: جی اس قرارداد کا کیا بنا ہے۔ یہ مشترکہ قرارداد ہاؤس میں کون پیش کرے گا پیش تو کرنا پڑے گا۔ جب تک آپ لاتے ہیں ہم سرکاری کارروائی چلائیں گے۔

سرکاری کارروائی

جناب اسپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور بلوچستان کاٹن کنٹرول (ترمیمی) مسودہ قانون نمبر 8 مصدرہ 2004 کی بابت تحریک پیش کریں۔

میر عبد الرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان کاٹن کنٹرول (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2004 کو فی الفور ریغور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان کاٹن کنٹرول (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2004 کو فی الفور ریغور لایا جائے۔ سوال یہ ہے کہ آیا تحریک منظور کیا جائے؟ (تحریک منظور ہوئی)

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور بلوچستان کاٹن کنٹرول (ترمیمی) مسودہ قانون نمبر 8 مصدرہ 2004 کے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

میر عبد الرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان کاٹن کنٹرول (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2004 کو منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان کاٹن کنٹرول (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2004 کو منظور کیا جائے۔ سوال یہ ہے کہ آیا تحریک منظور کیا جائے؟ (تحریک منظور ہوئی)

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی بلوچستان کاٹن کنٹرول (ترمیمی) مسودہ قانون نمبر 8 مصدرہ 2004 منظور ہوا وزیر قانون و پارلیمانی امور بلوچستان پیداواری منڈیوں کے مسودہ قانون نمبر 9 مصدرہ 2004 کی بابت تحریک پیش کریں۔

میر عبد الرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان پیداواری منڈیوں کے مسودہ قانون مصدرہ 2004 کو فی الفور ریغور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک یہ ہے کہ بلوچستان پیداواری منڈیوں کے مسودہ قانون مصدرہ 2004 کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔ سوال یہ ہے کہ آیا تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور ہوئی)

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی وزیر قانون و پارلیمانی امور مسودہ قانون نمبر 9 مصدرہ 2004 کے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان پیداواری منڈیوں کے مسودہ قانون مصدرہ 2004 کو منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک یہ ہے کہ بلوچستان پیداواری منڈیوں کے مسودہ قانون مصدرہ 2004 کو منظور کیا جائے۔ (تحریک منظور کی گئی)

عبدالرحیم زیارتوال: جناب! آج اس کو منظور کرتے ہو اور اس دن اس کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد انضباط کار سے مستثنیٰ قرار دیا تھا آج اس کی منظوری لے رہے ہیں جناب! اس میں بہت سی چیزیں ہیں یا تو اس میں کمیٹی بنائی جائے۔ تاکہ ہم اس کو صحیح طریقے سے دیکھ سکیں یا اس میں جو چیزیں ہیں غلطیاں ہیں جو ہم نے پڑھا ہے اس کی نشاندہی کر سکیں۔

عبدالمجید خان اچکزئی: جناب! اس کے علاوہ جو زرعی منڈیوں کا بل ہے اس میں کمیٹی بنائی جائے۔

عبدالرحیم زیارتوال: بابا سب میں بنائی جائے۔ ویسے اکثریت کی وجہ سے تو آپ اس کو پاس کر لیں گے مگر یہ میرے خیال میں اس میں زیادہ گڑ بڑ ہو جائے گی۔

i۔ اس میں جناب! میں بتاتا ہوں صفحہ نمبر دو پر لکھا ہوا ہے میں اردو میں بتاتا ہوں تاکہ دوست سمجھ جائیں۔

ii۔ الفاظ اپنے زیر کنٹرول کوئی دیگر افسر تعینات کرنے کو الفاظ کسی شخص کے تعینات کرنے میں تبدیل کیا جائے گا۔

اس سے کیا مطلب ہوگا کسی شخص کا کیا مطلب ہے۔ مطلب یہ تو ایسی چیزیں ہیں کسی شخص میں پھر پتہ نہیں وہ کون لاتا ہے۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): کسی شخص کا مطلب ہے کوئی designated authority ہوگی۔

عبدالرحیم زیارتوال: نہیں یہ تو واضح نہیں ہے۔ زیر کنٹرول کوئی دیگر افسر تعینات کرنے۔ افسر کی بات یہاں لکھی گئی ہے اس کو ختم کرتے ہیں الفاظ کسی شخص کی تعینات کرنے میں تبدیل کیا جائے گا۔ کیوں کسی شخص کے کیا معنی ہے۔ ایک آفیسر ہے۔ کس کو تعینات کریں گے۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): اس میں آفیسر کو ہی تعینات کریں گے۔

عبدالرحیم زیارتوال: آفیسر کے تو الفاظ نکال لیتے ہیں کسی شخص کو۔ کون ہو سکتا ہے کیسے ہو سکتا ہے۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جو انچارج ہوگا ذمہ دار ہوگا عہدے کے لحاظ سے ہی ہوگا۔

عبدالرحیم زیارتوال: جمالی صاحب! آپ دیکھ لیں مغربی پاکستان کے آرڈیننس۔

جناب اسپیکر: یہ کس دفعہ میں ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب! یہ تین میں ہے۔ صفحہ دو اس کی کلاز ہے تین اس میں ہے۔

جناب اسپیکر: الفاظ اپنے زیر کنٹرول کوئی دیگر افسر تعینات کرنے کو الفاظ کسی شخص کی تعینات کرنے میں تبدیل کیا جائے گا۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب! اس طرح سے بہت سی چیزیں ہیں اگر آپ کہتے ہیں میں ان کی نشاندہی کرتا رہوں گا۔ تو پڑھنا پڑے گا دیکھنا پڑے گا کس نے لکھا ہے کیسے لکھا ہے۔

چکول علی ایڈووکیٹ: یہ تو حکومت کی بھلائی کے لئے ہے۔ اگر ہمیں ٹائم دیں تو ہم ان کے ساتھ تعاون بھی کر لیں گے۔ اس سلسلے میں ورنہ یہ کہتے ہیں ہم جلدی میں کر دیں گے تو میرے خیال میں قانون سازی اور جلدی نہیں ہونی چاہئے۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے آپ بالکل اس کی سٹڈی کریں۔ آرام سے ہو اور اگر آپ اس میں amendments لانا چاہیں یا کہیں پر اگر غلطی ہو بھی گئی ہے تو یہ آپ کا فرض ہے آپ اس کو پوائنٹ آؤٹ کریں۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: پھر جمالی صاحب! اس کا کیا کریں۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب بھلی اس کی سٹڈی کریں

amendments لانا چاہیں یا جہاں پر ہو۔

جناب اسپیکر: آج اجلاس کا آخری دن ہے۔

میر عبد الرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب! اس کا کوئی فرق نہیں پڑتا ہے ہم اس کو دوبارہ لاسکتے ہیں دوبارہ پاس کروا سکتے ہیں۔ میں ایک گزارش کروں گا جس کا مجھے تھوڑا بہت تجربہ بھی ہوا ہے جہاں پر قانون سازی ہوتی ہے اور حکومت اس میں جلد بازی کرتی ہے وہ ultimately نقصان کھاتی ہے۔ مجھے سینٹ کا تجربہ ہے وہاں پر بھی ہمارے سے کچھ ایسا کام کرایا جاتا تھا ہمارے موصوف بھائی جو ترمیم دیکھیں لائیں اس صوبے کا ہی قانون ہے۔

جناب اسپیکر: یہ جتنے بھی ہیں یہ متعلقہ کمیٹی کے حوالے نہ کر دیں تاکہ کمیٹیز ان کو دیکھ لیں۔

میر عبد الرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): سر! بالکل کر دیں کمیٹی کے حوالے۔ پھر کمیٹی کے آپ چیئرمین تو بنائیں مہربانی کریں۔ بغیر چیئرمین کے کمیٹی کیا کریگی۔ نہیں میری گزارش یہ ہے کہ چیئرمین بنالیں اسکو کمیٹی کے بالکل سپرد کر دیں۔ اس کو دوبارہ scrutiny کر لیں گے اور اس کے بعد دوبارہ ایوان میں آجائے گا۔ اب کمیٹی میں آپ لوگ تو ہیں میرے خیال میں استعفیٰ تو نہیں دیئے تھے۔ (مداخلت) نہیں پھر اگر کمیٹی میں چلا جائے گا اور اگر آپ لوگ نہ ہو تو کمیٹی اسکے بارے میں کیا رپورٹ دے گی۔

جناب اسپیکر: اس پر ایک کمیٹی ہے۔ مسودہ قانون کی منظوری۔ یہ اُس کمیٹی کے حوالے ہوگا۔ جو مسودہ قانون کی منظوری۔۔۔ کیونکہ اس stage پر ہے کہ اس کو زیر غور لایا گیا۔

میر عبد الرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب! basically تو یہ agriculture Act کا ہے تو agriculture کی committee میں اس کو جانا چاہیے حقیقت تو یہی ہے۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: میں اسکو پڑھ لیتا ہوں۔ (۱) جب مسودہ قانون کو زیر غور لائے جانے کی کوئی تحریک منظور ہو جائے اور مسودہ قانون ضمن وار غور و خوض کیا جا چکا ہو تو رکن متعلقہ فی الفور یہ تحریک پیش کر سکتا ہے کہ مسودہ قانون منظور کر لیا جائے۔

(۲) اگر کسی مسودہ قانون (ما سوائے مالی مسودہ قانون) میں ترمیم کر دی گئی ہو تو اسپیکر اپنی یا کسی دوسرے رکن کی تحریک پر یہ ہدایت دے سکتا ہے کہ ایک کمیٹی جو اس وزیر پر جس کے محکمہ سے اس مسودہ قانون کا تعلق ہو، رکن محرک مسودہ قانون، ایڈووکیٹ جنرل اور ڈپٹی اسپیکر یا چیئر مینوں کے پینل میں سے اسپیکر کی جانب سے نامزد کردہ کسی رکن پر مشتمل ہو، اس مسودہ قانون کا اس نکتہ نظر سے جائزہ لے کر رپورٹ پیش کرے کہ مسودہ قانون میں کون کون سی رسمی نوعیت کی ترمیم بلحاظ تسوید کی جانی چاہئیں۔ کمیٹی کی رپورٹ اس عرصہ کے اندر اندر جو سات یوم سے متجاوز نہ ہوگا اور جس کی اسپیکر ہدایت کرے گا پیش کی جائے گی۔

عبدالرحیم زیارتوال: یہ کمیٹی ہوگی یا متعلقہ کمیٹی ہوگی؟ جناب اسپیکر!۔۔۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): زیارتوال صاحب! مجھے ایک گزارش کرنے دیں۔ ایک منٹ۔

جناب اسپیکر: جی۔

میر عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): زیارتوال صاحب! اگر اجازت ہو۔ چونکہ آج مسودہ قانون کے متعلق برائے مسودہ قانون کو زیر غور لانا ہے لہذا اب اس موقع پر قاعدے کے مطابق بحث نہیں کی جاسکتی۔ ہاں البتہ اگر معزز رکن کوئی ترمیم لانا چاہے تو قاعدے کے مطابق ترمیم پیش کر سکتا ہے۔

عبدالرحیم زیارتوال: جناب اسپیکر! میں نے کل شروع میں آپ کو یہ کہا تھا کہ یہ جو قاعدہ ۸۴ کے مقتضیات سے مستثنیٰ جو قرار دیتے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اُس دن جو آپ پیش کر رہے تھے اُس کو اس قاعدے سے اگر آپ باہر نکال لیتے ہیں مستثنیٰ قرار دے دیتے ہیں تو بات یہ ہے کہ پھر آج کے دن آپ جو کام کر سکتے ہیں جیسا کہ آپ پڑھ رہے ہیں تو پھر ہم آج یہ کام کریں گے۔ ورنہ یہ اُس دن کی بحث کی بات تھی۔ اُس دن ہی اُس کو جب table ہو گیا تھا جب پیش کر رہے تھے تو اُس کے لئے کمیٹی بنتی۔ وہ اُس پر غور و خوض کرتے اور کسی اور دن working day میں وہ پیش کرنے کے لئے آتے۔ جو بھی وہ بندہ لیتے ہیں۔ تو اب جب آپ پڑھ رہے ہیں جناب! تو اس کو ایسا کرتے ہیں کہ جو زراعت سے related ہے۔ زراعت کے لئے ایک کمیٹی ہو۔ یونیورسٹی سے تعلیم سے جو relate جو university Act ہے women's کی اُس کا محکمہ تعلیم سے اُن کے لئے بھی ایک کمیٹی جس میں ہمارے اسمبلی کے ساتھی

ہوں۔ اور اس طرح دوسرے محکموں سے جو relate ہیں اُن کی کمیٹیاں اور اُن کے ساتھ بیٹھ کے آئیں جو خامیاں اور خرابیاں ہیں ان کو درست کرنے کی کوشش کریں گے۔

میر عبد الرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): دیکھیں table ایک bill ہو گیا آپ کے سامنے۔ ابھی آپ اُس دن فرما رہے تھے کہ جی ہمیں کوئی ٹائم دیں۔ وہ یہ ہوتا کہ ہر تیسرے دن پر bill دوبارہ پیش ہوتا۔ جس دن table ہو جاتا ہے تو آئیں آپ اگر کوئی amendments لانا چاہتے تھے تو آج وہ آپ پیش کر دیں۔ اُس کے باوجود میں جناب اسپیکر! سے یہ عرض کروں گا کہ اس کو آگے بڑھادیں۔ بھلے کسی کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ study کر دیں اس پر ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے۔ ٹھیک ہے ہم تو آپ کی بات کو support کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں جمالی صاحب! rules کا آپ تھوڑا سا حوالہ دیدیں کہ اب اس stage پر ہم کس کمیٹی کے حوالے کر دیں۔

میر عبد الرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): سر! اُس کا ایک ہی طریقہ ہے میرے لحاظ سے agriculture کا bill ہے agriculture committee کو کر دیں مگر کیونکہ عجیب اتفاق ہے کہ ابھی تک نہ ہمارے بھائی صاحبان جو ہیں وہ کہتے ہیں ہم committees میں نہیں ہیں۔ اور پھر دوسرے committees کے chairman بھی ابھی تک نہیں چُنے گئے ہیں۔ فی الحال تو لگتا ہے کہ معاملہ کچھ گڑبڑ ہی نظر آ رہا ہے۔ اب میں کہتا ہوں کہ یہ ساری Committees میں ہیں agriculture کا۔ اگر آپ اس کو rules کے تحت۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: ابھی اس وقت position یہ ہے کہ جیسا کہ pilot کا control room، control tower سے رابطہ کٹ جاتا ہے۔ اب میں پریشان ہوں کہ کس کمیٹی کے حوالے کر دوں؟ جب کمیٹی کی بات آتی ہے تو وہ نہیں ہے۔ ادھر بھی ہمارے staff بھی پریشان ہیں۔ اب یہ آپ لوگ ذرا دیکھیں۔

میر عبد الرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): سر! اس میں میں یہ request کروں گا۔ کہ کوئی کمیٹی جو بھی affective ہے قانون بنانے کی یا کسی کی۔ جو چل رہا ہے اُسکے حوالے کر دیں۔ بھلے یہ

بیٹھ کے اُن میں اپنی یہ amendments لے آئیں ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔
 جناب اسپیکر: نہیں اعتراض تو نہیں ہے تھوڑا سا rules کے مطابق یہ بتادیں کہ کس کمیٹی۔۔۔۔۔
 عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): اب rule یہ ہے کہ یہ agriculture
 committee کے پاس جانا چاہیے۔ بات ہے سیدھی۔ اب اسمیں آپ کے اختیارات ہیں۔ بھیجنا
 تو agriculture committee میں ہے۔

شاہ زمان رند: جناب! committee جو ہیں وہ ٹریڈری پیچوں کے جو ممبران ہیں اُنکی ہیں۔ اگر یہ
 چاہتے ہیں کہ کمیٹیوں میں یہ باتیں discuss ہو تو ان کو کمیٹیوں سے resign نہیں کرنا چاہیے۔
 اور باقاعدہ جو ہے چیئرمین اُن کا منتخب کرنا چاہیے کیونکہ عرصہ دو سال گزر چکے ہیں جناب اسپیکر صاحب!
 کمیٹیاں بنی ہیں چیئرمین نہیں بنتے ہیں انکے۔ تو اگر یہ لوگ اگر اتفاق کرتے ہیں اس اسمبلی کے فورم پر یہ تو
 ان کے لئے بھی اچھا ہے کہ ایک چیز کمیٹی کے سپرد ہو جاتا ہے۔ ابھی ہر چیز کے لئے تو ایک الگ کمیٹی
 نہیں بنتی۔ rule اور regulation کے مطابق جو کمیٹیز ہیں اُن پر وہ resign اپنا واپس لے
 لیں۔ اُن کے chairmanship جو ہیں وہ منتخب کیئے جائیں اور باقاعدہ یہ اُن کے سپرد کیا جائے۔
 مولانا عبدالباری (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): جناب اسپیکر! ایک مشورہ ہے۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

مولانا عبدالباری (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): مشورہ یہ ہے کہ یہ جو یہاں پر قانون سازی کے حوالے
 سے جو چھپ چکا ہے جو paper پر آیا ہے میں قانون کے حوالے سے اور ہماری بلوچستان اسمبلی کا جو
 پرانا ہمارا تجربہ رہا ہے وہ یہ ہے کہ اس پر مطلب اسکوزیر غور لانا چاہیے۔ اور اس کو منظور کریں اور پاس
 کریں۔ اسکوفارغ کریں۔ کیونکہ کمیٹیوں کی جو position ہے یہ آج کی بات نہیں اس سے پہلے
 1974ء، 1988ء اور 1990ء سے ہم دیکھ رہے ہیں کمیٹی بننے اور بنانے کا اور اُس میں جو اپوزیشن
 اور اقتدار کے جو درمیان میں جو تھوڑی رسہ کشی ہوتی ہے اُس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ قانون سازی
 جو ہے اسمبلی کا اصل جو نصب العین اور مقصد ہے وہ قانون سازی ہے۔ ہم جتنے سوالات پر تحریک التواء
 تحریک استحقاق پر اپنی جگہ پر بحث کی کسی کو منظور کیا کسی پر یقین دہانی کرائی تو پتہ نہیں عملدرآمد اُس پر ہو

سکتا ہے گورنمنٹ کی طرف سے یا نہیں ہو وہ تو بعد کی بات ہے۔ اصل جو قانون سازی ہے اُس پر تو کم از کم میں یہ مشورہ دیتا ہوں کہ جو تیسرے نمبر پر جو water کا مسئلہ ہے اس پر اپنے ڈیپارٹمنٹ نے work بھی کیا ہے cabinet سے approve بھی ہوا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ پانی کا مسئلہ ہے کوئٹہ شہر میں پورے بلوچستان میں ایک سخت crisis کا سامنا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ اپنے اسٹاف سے بھی مشورہ لے لیں قانون اور ضابطہ کار کے مطابق اس پر مطلب کوئی کمیٹی وغیرہ کی ضرورت نہیں فی الحال اس پر غور کیا جائے اور اس کو پاس کریں۔

چکول علی ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! اگر اسمیں غلطیاں کل کتاب کی شکل میں لوگوں کو ملیں یا بک اسٹالوں میں جائیں۔ ہم نے تو ابھی تک وہ غلطیاں point out ہی نہیں کیئے ہیں۔ آپ definition میں sir صرف آئیں section No 2 کو دیکھ لیں دفعہ نمبر دو یہاں سر contamination کی انگریزی میں اس کے معنی کیا ہے۔ آپ لوگوں نے یہاں کیا لکھا ہے۔ دیکھیں یہ کچھ ایسی چیزیں ہیں یہ court میں جائیں گے۔ یہ وہاں وہ ڈیپارٹمنٹ لے لیں گے۔ وہ چھوڑیں کہ قانون کے پیچھے عقل یا reason کیا ہے صرف الفاظ ہی ایسے ہی ہیں کہ وہ خطرناک حد تک غلط ہیں۔ یہ definition کو دیکھ لیں double d ڈبل ڈی۔ اسکے تحت جو آپ لوگ اسکو amend کرنا چاہتے ہیں یہاں آپ oxford Dictionary کو لائیں۔ کہ یہ contamination کا مطلب کیا ہے؟ یہاں لکھا ہے means mixture of any foreign cotton۔ حالانکہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے۔ آپ سر definition میں آ جائیں amendment, section 2۔ یہ ہے page one۔ ایک لفظ کی اگر آپ دیکھیں یہ ridiculous ہوگا کہ اگر یہ کسی لکھے پڑھے آدمی کے ہاتھ میں لگے۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب چکول علی ایڈووکیٹ: جناب! بات یہ ہے جس طرح ہمارے فاضل وزیر نے فرمایا تھا کہ کمیٹیوں کے پاس جب یہ جائیں گے تو تاخیر ہوگی بالکل درست فرما رہے ہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ قانون ایک ایسی چیز ہے کہ وہاں یہ پھر وکیلوں کے ہاتھ جج کے سامنے پیش ہوگا اور وہ کہتے ہونگے ہیں کہ کیسا متفقہ ہوا

ہے کہ اس کے تو وہ قانون تو اپنی جگہ کلاز تو اپنی جگہ اس کے الفاظ کی جو definition ہے جس کے تحت آپ لوگ اس قانون کو ترمیم کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کسی نے mixture کی یا کسی نے غلط کاٹن بیج دیا تو اس کے تحت اس کو یہ یہ سزا دی جاتی ہے آپ نے جو added letter اس کے جو word ہے اس کی contamination اگر آپ اپنی objective and reason کو پڑھیں وہاں بھی یہی word ہے۔۔۔۔۔

عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب سپیکر! معزز رکن درست فرما رہے یہ spelling غلط ہیں۔

جناب کچول علی ایڈووکیٹ: میں آپ کو اس طرح سات آٹھ اور الفاظ بتا دوں گا جن کے spelling غلط ہیں۔

جناب اسپیکر: کچول صاحب! اور جمالی صاحب پھر اس طرح کرتے ہیں۔ اگر آپ لوگ ہمیں رائے دیں۔ اگر مذکورہ مسودہ قانون نمبر ۸ کو قاعدہ نمبر ۹ کے تحت خصوصی کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں جو کہ درج ذیل اراکین پر مشتمل ہوگا۔ وزیر متعلقہ، وزیر قانون، ڈپٹی اسپیکر اور ایڈووکیٹ جنرل۔

جناب کچول علی ایڈووکیٹ: جناب! میری ایک تجویز ہے۔ ادب کے ساتھ یہ جو کمیٹی ہے اس میں ہم لوگ caliber اتنا ہی نہیں یہ محض ایک formality ہے اس کے لئے سیکرٹری قانون، سیکرٹری ایس اینڈ جی اے ڈی اور سیکرٹری ایگریکلچر۔ ہم لوگ یہاں کہتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ میں پیچلر ہوں کوئی کہتا ہے کہ فلاں ہوں۔ وہاں یہ ایک ٹیکنیکل معاملہ ہے وہی آدمی کو لیں جو ان کو جان سکے ہماری یہ کمیٹیاں صرف ایک formality ہے ٹھیک ہے میں ادب کے ساتھ کہتا ہوں قابل احترام ہے کسی کی روح رواں ہوتے ہیں کمیٹی لیکن یہ جو ٹیکنیکل معاملہ ہے۔

جناب اسپیکر: کچول صاحب! جب اس میں وزیر قانون آگیا تو لازمی بات ہے کہ اس کا سیکرٹری اس کے ساتھ ہوگا۔

جناب کچول علی ایڈووکیٹ: سیکرٹری ایگریکلچر کو اس میں شامل کریں۔ اس کے بعد جو نمائندے آپ لوگ اس میں شامل کریں۔

جناب اسپیکر: کچول صاحب! سنیں جب منسٹرا ایگریکلچر اس کے ممبر ہیں تو سیکرٹری ایگریکلچر اس کے ساتھ ہونگے۔ جب وزیر قانون رکن ہے تو سیکرٹری قانون اس کے ساتھ ہوگا۔ اور ایڈووکیٹ جنرل بھی اس میں ممبر ہے۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): جناب اسپیکر! جو قائد حزب اختلاف صاحب نے یہاں جو پوائنٹ اٹھایا میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہی مناسب بات ہے کئی چیزیں ایسی ہیں حکومت یا کمیٹی یا وہ ادارہ اپنی مدد کے لئے ٹیکنیکل رہنمائی کے لئے کسی افسر کو بلا سکتے ہیں تجویز لے سکتے ہے۔ اس کی تجویز سے متفق ہونہ ہو وہ الگ بات ہے۔ لیکن اس کو اپنی مدد کے لئے بلوا سکتا ہے اور یہ بڑی مناسب تجویز پیش کی انہوں نے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں سیکرٹری ایگریکلچر کو سیکرٹری قانون اور جہاں ضرورت ہو ایڈووکیٹ جنرل کو بھی بلوایا جائے ان کی رائے لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے اور وہ ٹیکنیکل لوگ ان کا کام یہی ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور صاحب کیا یہ اس وقت کمیٹی کے سپرد ہو سکتے ہے جبکہ گزشتہ اجلاس میں اس کو قاعدہ ۸۴ کے تحت کمیٹی سے مستثنیٰ قرار دیا تھا۔

عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): جناب اسپیکر! جو قانون ہے وہ سیدھا عرض کروں گا آپ کو میرے خیال میں ہمارے معزز ممبران شاید کہے کہ میں await کر رہا ہوں میں خود بھی ان کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ جب قاعدہ ۸۴ کے مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے کی تحریک منظور ہو جائے۔ تو پھر کسی کمیٹی کے سپرد نہیں کیا جاتا۔

عبدالرحیم زیا رتوال: جناب اسپیکر! اس دن جب میں نے کہا تو آپ نے کہا تھا کہ بعد میں اس پر بحث کر لیتے ہیں۔

جناب اسپیکر: ایک چیز ہم سے ہو گیا اس دن ہم نے اس کو قاعدہ ۸۴ کے مقتضیات سے مستثنیٰ قرار دے دیا۔ اس اسٹیج پر وہ کسی اور کمیٹی کے حوالے نہیں ہوگا سو اس کے مسودہ قانون کی منظوری کے لئے جو قاعدہ ۹۷ ہے یا تو ترمیم لانا پڑے گی۔

عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): ہمارے کچھ ممبر موصوف چاہتے ہیں کہ اس میں ترمیم کریں۔ وہ بھی پھنس گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: میں کہتا ہوں کہ اس مسئلے کو سنجیدگی سے حل کریں۔ لیکن معاملہ یہاں پھنسا ہوا ہے کئی دفعہ ہم نے اس کو کمیٹی سے مستثنیٰ قرار دیا۔ اب اس اسٹیج پر کوئی ایسی غلطی نہ کریں کہ پورے ہاؤس کے لئے شرمندگی ہو۔

کچنول علی ایڈووکیٹ: جناب والا! یہ شرمندگی اپنا ہی ہے جب یہ وہاں کورٹ کے پاس جائے کسی وکیل کے پاس جائے۔ میں کہتا ہوں کہ آئندہ یہ جو مستثنیٰ والی بات ہے اس سے ہمیں اجتناب کرنا چاہئے۔
جناب اسپیکر: میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ قانون اچھا ہے یا برا ہے۔ لیکن جو معاملہ پھنسا ہوا میں اس کی طرف آ رہا ہوں۔

عبدالرحیم زیارتوال: آپ کی بات ہم سمجھ رہے ہیں آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جو کچھ اس دن ہوا ہے۔ اس کے ہونے کے بعد اب رولز کے مطابق راستہ اختیار کیا جائے۔ تاکہ ہاؤس کی بھی سبکی نہ ہو اور یہ کام بھی ہمارا ہو سکے۔ تو اس میں جب آپ قاعدہ ۹۷ کی بات کر رہے ہیں ۹۷ میں آپ کس کلاز کی بات کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: آپ ۹۷ میں پڑھ نمبر ۱

جناب عبدالرحیم زیارتوال۔ when a motion that a bill be taken into consideration has been carried and the bill has been considered clause by clause, the member in charge may at onec move that the bill be passed .

اس میں آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): میں کہتا ہوں move تو ہو گیا کلاز بانی کلاز اس میں آخر یہی ہے کہتے ہیں it should be passed اب اسمیں صرف یہ ہے کہ آپ لوگ جو ترمیم amendments لانا چاہتے تھے اب کوئی ایسی کمیٹی بھی نہیں ہے اس وقت کچنول صاحب آپ بھی ایڈووکیٹ ہیں۔

کچنول علی ایڈووکیٹ: میں اس بات سے بالکل اتفاق کروں گا کہ ہماری اسمبلی میں اب تک کوئی کمیٹی

نہیں۔ بات یہ ہے کہ ہم ایک ایسے بل پیش کر رہے ہیں کہ جو روزانہ لوگوں کا معاملہ اس سے نمٹ لیں گے اگر اس میں ایسے نقائص یا defect ہو جائے۔

عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): میں آپ کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس میں defect موجود ہے۔ اس کا حل تو نکالیں۔

جناب اسپیکر: اسمبلی کا اجلاس نماز ظہر کے لئے ۲۰ منٹ کے وقفے کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ (اسمبلی کا اجلاس ۲ بجکر پچیس منٹ پر ملتوی ہو گیا)

اجلاس کی دوبارہ کارروائی 3 بجکر 20 منٹ پر جناب اسپیکر صاحب کی زیر صدارت شروع ہوئی۔
عبدالرحمن جمالی (وزیر قانون و پارلیمانی امور): اس میں اگر مجھے اجازت دی جائے تو ایک منٹ میں گزارش کروں جناب اسپیکر! کیونکہ ابھی یہاں بیٹھ کے یہی بات ہو رہی تھی اور اپوزیشن والوں نے تھوڑی سی غلطیاں نکالی ہیں بل میں اور ہم نے یہی understanding کیا ہے کہ آپ جو بھی amendment لائیں گے کچھ spelling mistakes ہیں کچھ دوسری چیزیں ہیں تو اس کو بھی بیٹھ کے ہم دوبارہ پھر اس کو دیکھیں گے اور ان کی جو تجاویز ہوں گی اگر وہ اس قابل ہوئے کہ ہم اس قانون میں وہ کریگے تو یہ ان سے cometment ہو۔

جناب اسپیکر: OK وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کوئٹہ واٹر اینڈ سینیٹیشن اتھارٹی کی تحریک یہ ہے کہ مسودہ قانون مصدرہ 2004 کی بابت تحریک پیش کریں۔

مولانا عبدالباری (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): بسم اللہ الرحمن الرحیم میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ کوئٹہ واٹر اینڈ سینیٹیشن اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2004 کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک یہ ہے کہ کوئٹہ واٹر اینڈ سینیٹیشن اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2004 کو فی الفور زیر غور لایا جائے، سوال یہ ہے کہ آیا تحریک منظور کی جائے؟

(تحریک منظور کی گئی)

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ مسودہ قانون نمبر 10 مسودہ قانون مصدرہ 2004 کے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

مولانا عبدالباری (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ کوئٹہ واٹر اینڈ سینی ٹیشن اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2004 کو منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک یہ ہے کہ کوئٹہ واٹر اینڈ سینی ٹیشن اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2004 کو منظور کیا جائے۔ سوال یہ ہے کہ آیا کوئٹہ واٹر اینڈ سینی ٹیشن اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2004 کو منظور کیا جائے؟ (تحریک منظور کی گئی)

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی کوئٹہ واٹر اینڈ سینی ٹیشن اتھارٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2004 مسودہ قانون نمبر 10 مسودہ قانون مصدرہ 2004 منظور ہوا، وزیر تعلیم سردار بہادر خان وومنز یونیورسٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2004 کی بابت تحریک پیش کریں۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سردار بہادر خان وومنز یونیورسٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2004 کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک یہ ہے کہ سردار بہادر خان وومنز یونیورسٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2004 کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔ سوال یہ ہے کہ آیا تحریک منظور کی جائے؟ (تحریک منظور کی گئی)

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی، وزیر تعلیم مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2004 کے متعلق اگلی تحریک پیش کریں۔

عبدالواحد صدیقی (وزیر تعلیم): میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سردار بہادر خان وومنز یونیورسٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2004 کو منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک یہ ہے کہ سردار بہادر خان وومنز یونیورسٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2004 کو منظور کیا جائے۔ سوال یہ ہے کہ آیا سردار بہادر خان وومنز یونیورسٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2004 کو منظور کیا جائے؟ (تحریک منظور کی گئی)

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی سردار بہادر خان وومنز یونیورسٹی کا مسودہ قانون مصدرہ 2004 مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2004 منظور ہوا۔

سیکرٹری اسمبلی گورنر صاحب کا آرڈر پڑھ کر سنائیں۔

محمد خان مینگل (سیکرٹری اسمبلی):

Order

In exercise of the powers conferred on me by clause (b) of article 109 of the constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973 I, Owais Ahmed Ghani, Governor of Balochistan hereby prorogue the Provincial Assembly of Balochistan on Tuesday 24th August 2004, for sine die.

Sd/-

(Owais Ahmed Ghani)

Governor Balochistan.

جناب اسپیکر۔ اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔
(اسمبلی کا اجلاس سہ پہر تین بجکر چھبیس منٹ پر غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو گیا)